عظمتِ خاندانِ نبوت، فضیلتِ ساداتِ فاطمیہ، ادب و احترام نسبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اور مسئلہ کفوء کی شرعی حیثیت پر نہایت تحقیقی تصنیف

اَلْمَسْئَلَۃُ الْجَیِّدَۃُ فِیْ کِفَاءَۃِ السَّیِّدَۃِ

مُصنّف:
مُحقق العصر مُفتیٔ اعظم آزاد کشمیر
حضرت علامہ مفتی محمد حسین چشتی گولڑوی
بانی و مہتمم سُنی حنفی دار العلوم - بانڈی عباس پور - آزاد کشمیر

بحسنِ اہتمام: سید عظمت حسین شاہ گیلانی ہزاروی

عظمتِ خاندانِ نبوت، فضیلتِ سادات فاطمیہ
ادب و احترام نسبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسئلہ کفوء کی
شرعی حیثیت پر نہایت تحقیقی تصنیف

اَلْمَسْئَلَۃُ الْجَیِّدَۃُ
فِی
کِفَاءَۃِ السَّیِّدَۃِ

مُصنّف:
مُحقق العصر مُفتیٔ اعظم آزاد کشمیر
حضرت علامہ مفتی مُحمّد حُسین چشتی گولڑوی
بانی و مہتمم سُنّی حنفی دار العلوم۔ باندی عباس پور۔ آزاد کشمیر

بحسنِ اہتمام:۔ سید عظمت حسین شاہ گیلانی ہزاروی

زاویہ پبلشرز
8-C (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور
فون 042-7248657 فیکس 042-7112954
Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@yahoo.com

نام کتاب: المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ

مصنف: مفتی محمد حسین چشتی

حسن اہتمام: سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی

کمپوزنگ: عرفان یوسف، محمد لقمان یوسف 0300-5213385

پروف ریڈنگ: سیّد علی اکبر گیلانی، محمد کامل ضیاء عباسی

ناشر: آل حسن اکیڈمی

تعداد: 1100

ہدیہ: 130

سن اشاعت: اکتوبر 2006ء

﴿ملنے کے پتے﴾

۱۔ اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی 051-5536111

۲۔ مدرسہ غوثیہ النور کالونی سیکٹر 2 جہاز گراونڈ۔ راولپنڈی 0321-5275251

۳۔ احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی

۴۔ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار۔ راولپنڈی

۵۔ اسلامی کتب خانہ کچہری روڈ، ایبٹ آباد

۶۔ آل حسن اکیڈمی۔ ۱۸۔ گیلانی ہاوس گلی نمبر ۱، اے لین نمبر ۲، چکلالہ سکیم ۳ ولایت کالونی۔ راولپنڈی۔ فون نمبر 051-5501397

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

کتاب ھذا کا

انتساب

سیّد نا و مرشدنا فانی فی اللّٰہ، باقی باللّٰہ

آیة من آیات اللّٰہ، غوث الوری

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ قدس سرّہ

چشتی قادری گولڑوی

کے نام نامی سے کیا جاتا ھے۔

جن کی نظر عنایت سے احقر کو یہ توفیق حاصل ہوئی۔

مفتی محمد حسین چشتی

مہتمم سنی حنفی دارالعلوم

عباس پور آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿بروز قیامت آواز آئے گی﴾

"یا اھل الجمع نکسوا رءوسکم و غضوا ابصارکم
حتی تمر فاطمۃ بنت محمد علی الصراط"

اے محشر والو! سروں کو جھکالو اور آنکھیں بند کر لو تا کہ محمد عربی ﷺ کی شہزادی فاطمہ علیہا السلام پل صراط سے گزر جائے (حدیث شریف)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
اس بتولِ جگر پارۂ مصطفےٰ ﷺ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلویؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ

دین سارے کا سارا آدب ہے

پہلی منزل ادب عشق دی ، بناں ادب مراد نہ پاوے
بے ادباں دی بستی اندر، کدی ٹھنڈی ہوانہ آوے
ادب توں ودھ عبادت کیہڑی، جیہڑی رب تیکر پہنچاوے
اعظم اوہدے بخت سوتے ، جنہوں ایہہ دولت مل جاوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہزار روزہ، ہزار اتقاء، نماز ہزار

ہزار زہدو عبادت، ہزار استغفار

ہزار طاعت شب ہا، ہزار بیداری

قبول نیست اگر خاطرے بیازاری

چند برس پہلے لکھی جانے والی زیر نظر کتاب کے مسودہ کی فوٹو کاپی محترم جناب سیّد طفیل کاظمی اور خطیب اسلام سیّد غلام یٰسین شاہ صاحب بخاری چشتی گولڑوی مدظلھما کی وساطت سے ہم تک پہنچی اور ساتھ ہی ان حضرات عالی وقار نے نہایت فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شائع کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ فجزاھما اللہ خیر الجزاء محترمی قبلہ سیّد علی اکبر گیلانی کے ہمراہ پشاور میں اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت سیّد حسن بادشاہ گیلانی قادری قدس سرہ کے مزار پرانوار پر کتاب کا مسوّدہ لے کر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور صاحب مزار کے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ غوثیت کبریٰ میں استغاثہ پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کو شایانِ شان طریقے سے منصۂ شہود پر لانے میں امداد غیبی فرمائے، قطب وقت حضرت سیّد محمد امیر شاہ گیلانی قادری قدس سرہ کے نورِ نظر لختِ جگر وارث فیضان غوث اعظمؒ سیّد نور الحسنین گیلانی المعروف سلطان آغا مدظلہ نے بھی دل گداز دعاؤں سے نوازا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ بحمدہ تعالیٰ آغاز سے اب تک کوئی دشواری پیش نہیں آئی، طباعت کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری سیدی صاحبزادہ سیّد شاہ احمد کمال کاظمی جگر گوشہ غوث زمان

شمس المشائخ سیّدی و مرشدی حضرت پیر سیّد غلام مصطفےٰ شاہ کاظمی نقشبندی قدس سرہ العزیز مسند آرائے آستانہ عالیہ طوری شریف ایبٹ آباد نے اپنے ذمہ لے لی۔ کمپوزنگ کی سعادت میرے انتہائی مخلص دوست برادرم عرفان یوسف اور لقمان یوسف کے حصے میں آئی۔ پروف ریڈنگ کیلئے جناب سیّد علی اکبر گیلانی و عزیزم محمد کامل ضیاء عباسی نے تعاون کیا۔ اس عاجز سگ درگاہ جیلانیؒ کی درخواست پر فخر اہل سنت مجاہد کبیر حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی، پیکرِ صدق و اخلاص حضرت قاضی رئیس احمد قادری، برادرم حضرت علامہ سیّد امتیاز حسین شاہ کاظمی، برادر طریقت فاضل نوجوان سرمایہ اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی اور صاحبزادہ نفیس احمد قادری فاضل جامعہ رضویہ ضیاء العلوم دامت برکاتہم القدسیہ نے تقاریظ عنایت فرمائیں۔ برادرم علامہ سیّد واجد علی گردیزی قدم بہ قدم ساتھ رہے، واجب التکریم حضرت علامہ پیر سیّد زبیر احمد شاہ صاحب بخاری مدظلہ مہتمم جامعہ جمال القرآن کہوٹہ نے ہر موقعہ پر مفید مشوروں سے نوازا۔ خالق کائنات کی بارگاہ سے دعا ہے "اے مولا کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل اِن سب حضرات کو سیّدہ کائنات خاتون جنت علیہا السلام کی نگاہ عنایت و شفقت عطا فرما اور بروز قیامت ہم سب کو حسنین کریمینؓ کے نانا جان ﷺ کی شفاعت اور زیارت سے بہرہ مند فرما۔ آمین

کتاب کی طباعت تاخیر سے ہو رہی ہے، تصدیق و تائید فرمانے والے اکابر میں سے حضرت علامہ پیر سیّد محمد اشرف شاہ کاظمی، حضرت قاضی لطف الرحمٰن صاحب، حضرت قاضی محمد امین کاشف اور حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری علیہم الرحمۃ وصال فرما چکے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی قبور پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے۔

حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کتاب شائع کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بارگاہ سیّدہ خاتونِ جنت علیہا السلام میں نذرانہ عقیدت ہو جائے اور دلوں کی دنیا میں عشق وادب کی بستیاں آباد ہو جائیں، سینے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے روشن ہو جائیں اور ایمان کو تقویت ملے۔ اگر چہ دوسری جانب سے لکھے جانے والے مواد میں نہایت جارحانہ انداز اپنایا گیا ہے جس سے سادات کرام بالخصوص اور دیگر مسلمان بالعموم رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے جس کام سے خاندانِ نبوت کی توہین اور ہتک کا پہلو نکلتا ہو وہ مسلمانوں کیلئے دل آزاری کا سبب ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ نے فرمایا ''ہزار ہا دل بوجہ ہتک حرمت اہل بیت رنجیدہ وشکستہ خواہند بود'' یعنی اس قسم کے فتوؤں سے ہزار ہا دل اہل بیت کی ہتکِ حرمت کی وجہ سے رنجیدہ ہونگے (فتاوی مہریہ)

ادب ہی سرمایہ ایمان ہے اور اس کے لیے اپنے آپ کو مٹانا پڑتا ہے۔ محبوب کی گلی کوچوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنائے بغیر یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔

مٹی نوں اکسیر بناوے واہ کیا بات ادب دی
ادب مراد تے ادب حضوری بڑی اُچی ذات ادب دی
اپنا آپ گوایاں باجھوں نہ ملے خیرات ادب دی
اعظم مر کے حاصل ہوئی مینوں ایہہ سوغات ادب دی

کسی عارف نے اس حقیقت کو یوں بھی بیان کیا ہے!

یہاں ہونا، نہ ہونا ہے نہ ہونا، عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ وہ خاکِ کوئے جاناں ہو جائے

ہر کسی ایک انسان کے دل میں بھی اس کتاب کے پڑھ لینے سے ادب و محبت کا جذبہ بیدار ہو جائے تو یقیناً یہ مقبولیت کی دلیل ہوگی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ علامہ حنیف قریشی اور امتیاز حسین شاہ صاحب کی تحریروں کو پروف ریڈنگ کرتے پڑھتے ہوئے جناب سید علی اکبر شاہ صاحب گیلانی کافی دیر تک روتے رہے۔ ان پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ میری دل سے گزارش ہے کہ ان تحریروں کو حسن عقیدت کے ساتھ پڑھیں اور ذہن میں یہ بات رکھیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے خاندان اور سیدوں کی آقائی کا دفاع ہو رہا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو شرح صدر عطا فرمائیں گے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اولادِ فاطمہ کی خدمت اور محبت سے خاتونِ جنت خوش ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں نبی پاک ﷺ کے قرب کی دولت نصیب ہوتی ہے اور قربِ مصطفیٰ ﷺ ہی قربِ خدا ہے۔

فقط خیر خواہ امت احمد مرسل ﷺ

دربوتراب کا ادنیٰ فقیر

سید عظمت حسین شاہ گیلانی

مدرسہ غوثیہ فیضان الحرمین

النور کالونی سیکٹر ۲، جہاز گراؤنڈ۔ راولپنڈی

جمعرات ۱۸ رمضان المبارک، ۱۴۲۷ ہجری۔ 12 اکتوبر 2006ء

فہرست

تعارف مصنف

محقق العصر مفتی کشمیر علامہ محمد حسین چشتی مدظلہ میاں قمر الدین نور اللہ مرقدہ کے ہاں ۱۹۴۲ء میں بمقام ککراں عباس پور ضلع پونچھ آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے تایا جان حضرت استاذ العلماء مولانا غلام محمد چشتی ککروی سے حاصل کی جو قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ بعد ازاں محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی کے پاس جامعہ رضویہ فیصل آباد میں جا کر اکتساب فیض کیا۔ اس کے بعد دار العلوم حسن امداریہ راولپنڈی میں انتہائی قابل اساتذہ کرام سے علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد دوبارہ فیصل آباد میں جامعہ قادریہ رضویہ میں منتہی کتب کا درس لینے کے بعد وہیں پر تدریس و افتاء کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۰ء میں اپنے عم محترم اور عوام اہلسنت کے اصرار پر عباس پور میں سنی حنفی دار العلوم کی بنیاد رکھی۔ علمی اور روحانی حلقوں میں مفتی کشمیر کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مجاہد تحریک آزادی کشمیر حضرت پیر سید عزیز الدین گیلانی اور دیگر سادات گیلانیہ نیز مشائخ طریقت نے کماحقہ اس ادارہ کی سرپرستی فرمائی۔ پیر طریقت سید محمد سعید شاہ بخاری پیر طریقت سید محمد امین شاہ بخاری بساہاں شریف مبلغ اسلام حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب جیسی نابغہ روزگار ہستیوں کی سرپرستی میں یہ دار العلوم وسیع پیمانے پر خدمت دین کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ طریقت میں قبلہ عالم حضرت سید غلام محی الدین شاہ گیلانی گولڑوی المعروف بابو جی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور مرشد خانہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ ایک کہنہ مشق مدرس

قابلِ مناظر، جادو بیان خطیب اور صوفی باصفا کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کے تلامذہ مختلف علاقوں میں کثیر تعداد میں دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے تبلیغِ دین میں مصروفِ عمل ہیں جن میں سے چند ایک اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱ پیرِ طریقت صاحبزادہ سید عابد حسین شاہ گیلانی بدھال شریف ضلع باغ

۲ حضرت صاحبزادہ سید عصمت حسین شاہ گیلانی اسلام آباد

۳ حضرت صاحبزادہ سید عارف حسین شاہ مدظلہ بدھال شریف ضلع باغ

۴ قاری عبدالغنی [illegible] شعبہ قرأت سیدی راولپنڈی

۵ حضرت علامہ محمد اقبال قادری [illegible]

۶ حضرت خواجہ وحید احمد قادری فیصل آباد

۷ حضرت صاحبزادہ سید معین الدین گیلانی بدھال شریف

۸ حضرت مولانا رشید خان صاحب فیصل آباد

۹ حضرت مولانا قاری محمد ایوب نقشبندی عباس پور

۱۰ حضرت مولانا محمد منشا خان ہجیرہ ۱۱ حضرت مولانا محمد رفیق زاہد چشتی

۱۲ حضرت علامہ انور طاہر نقشبندی مصنف (عباد الرحمن)

تصنیفات

۱ ایصال ثواب کی شرعی حیثیت ۲ اثبات دعا بعد نماز جنازہ

۳ تعارف جماعت اہلسنت ۴ کتاب ھذا

راقم الحروف تلمیذ مفتی کشمیر ذوالفقار علی نعیمی

خطیب جامع مسجد بلال انور کالونی شکریال راولپنڈی

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہیدی کلمات

برادران اسلام!

یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات سید موجودات علیہ افضل الصلوات و اکمل التسلیمات کی محبت اصل اصول اور شرط ایمان ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت روح ایمان اور جان ایمان ہے۔

مغز قرآن، روح ایمان، جان دین
ہست حب رحمۃ للعالمین

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر حضور ﷺ کی محبت اس کے تمام رشتہ داروں، قرابت داروں اور جملہ دوست احباب سے زیادہ لازم کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً لتومنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و اصیلاً" (پارہ۲۶رکوع۹)

(ترجمہ) بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تم ان کی مدد کرو اور دل

2

ت تعظیم کرو اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح و شام۔

اس آیت کریمہ میں نزول قرآن کے تین مقاصد بتائے گئے ہیں۔

اول — اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا۔

دوم — رسول اللہ ﷺ کی ہر حال میں تعظیم و توقیر بجا لانا۔

سوم — شب و روز اللہ تعالیٰ کی بندگی بجا لانا۔

کلام الٰہی کی یہ حسین ترتیب ملاحظہ کیجئے کہ اللہ اور رسول کے ساتھ ایمان لانے کو سب سے مقدم رکھا ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ تو کوئی عقیدہ قابل قبول ہے اور نہ ہی کوئی عمل لائق جزاء ہے اور سب سے آخر میں اپنی عبادت جو کہ مقصد تخلیق ہے بیان کی اور ان دونوں کے درمیان حضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر بجا لانے کا حکم جسم میں جان اور بدن میں روح رکھ کر ذہن نشین کرایا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قل ان کان آباؤکم و ابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یھدی القوم الفسقین" (پارہ ۱۰ رکوع ۹)

(ترجمہ) اے میرے حبیب فرما دیجئے کہ اے لوگو! تمہارے باپ، بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر رہتا ہے اور تمہاری پسند کے مکانات ان میں سے کوئی چیز بھی اگر تمہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب و پسند ہے تو

3

انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ حدیث شریف میں ہے "لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین" (بخاری شریف) (ترجمہ) تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ ارشادِ رسول کریم ﷺ ہے "ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار" (بخاری شریف) (ترجمہ) جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت و حلاوت پائے گا (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تمام ماسوا سے زیادہ پیارے ہوں (۲) وہ کسی آدمی سے محبت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کرے (۳) وہ کفر میں لوٹ جانا ایسا برا سمجھے جیسا آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

درج بالا آیات واحادیث سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ماں باپ' اولاد' عزیز واقارب' دوست' احباب' مال و دولت' جگہ ومکانات' وطن اور اپنی جان سے غرضیکہ ہر چیز کی محبت سے زیادہ ضروری اور لازمی فرض ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جب کسی نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ لوگوں کی محبت کیسی ہے؟ تو آپ نے جواباً قسم اٹھا کر فرمایا "کان واللہ احب الینا من اموالنا و اولادنا و آبائنا و امہاتنا و من الماء البارد"

(شفا قاضی عیاض صفحہ ۱۸ جلد دوم)

4

(ترجمہ) اللہ کی قسم آپ ہمیں اپنے مالوں اور اپنی اولاد اور اپنے باپ اپنی ماؤں اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیارے تھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایمان ونجات کا دارومدار حضور نبی کریم ﷺ کی محبت پر ہے پس جس مسلمان کے دل میں آپ کی کامل محبت ہوگی اس کا ایمان بھی کامل ہوگا ورنہ ناقص۔ اور اگر آپ کی محبت مطلقاً نہیں تو ایسا شخص قطعاً ایمان سے محروم رہے گا۔

علامہ فاسی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب "مطالع المسرات" شرح دلائل الخیرات" میں فرماتے ہیں "من لا محبۃ لہ لا ایمان لہ۔ ومحبتہ ﷺ رکن الایمان۔ لا یثبت ایمان عبد و لا یقبل الا بمحبتہ ﷺ" (ترجمہ) جس کو حضور ﷺ سے محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ پس حضور ﷺ کی محبت ایمان کا رکن ہے کہ بندے کا ایمان حضور ﷺ کی محبت کے بغیر نہ ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی قبول ہوسکتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ "محبۃ اللہ مشروط بمحبۃ رسولہ ﷺ" یعنی حضور ﷺ کی محبت محبت الٰہی کیلئے شرط ہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے "حب رسول اللہ ﷺ افضل من عتق الانفس اوقال من ضرب السیف فی سبیل اللہ" (ترغیب وترتیب)

حضور ﷺ سے محبت رکھنا غلام آزاد کرنے اور اس کی راہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

اب جب کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت ایمان کیلئے بنیادی شرط ہے تو جس کا تعلق اور نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے ہوگی یہ ایک قدرتی بات ہے اور سچی محبت کی نشانی ہے کہ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے نسبت

5

رکھنے والی تمام چیزیں اسے محبوب ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کی تمام منسوبات سے بالعموم اور اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بالخصوص انتہائی عقیدت و محبت رکھتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ نے ہمیں ان کی محبت کا پابند بنایا ہے، ہمارے لیے حکم ہے کہ ہم ان کے ادب اور احترام کا خیال رکھیں اور ان کے ساتھ محبت رکھیں۔

ارشاد ربانی ہے "والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اوو ونصروا اولئک ھم المومنون حقا۔ لھم مغفرۃ و رزق کریم" (سورۃ الانفال)

(ترجمہ) اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہِ خدا میں اور جنہوں نے پناہ دی اور ان کی مدد کی وہی لوگ سچے ایماندار ہیں۔ انہی کیلئے بخشش ہے اور باعزت روزی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم و من اذاھم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فیوشك ان یا خذہ" (ترمذی)

(ترجمہ) میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنالینا۔ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے میری وجہ سے رکھتا ہے۔ جس نے میرے صحابہ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی

6

گرفت میں لے لے گا۔ پھر اسی ضمن میں ارشاد فرمایا!

"ان اللہ عزوجل اختارنی و اختارلی صحابی فجعل لی منهم وزراء و انصارا و اصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین ولا یقبل اللہ منه یوم القیمة صرفا ولا عدلا" (قرطبی)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں مجھے چنا اور پھر میرے لیے میرے اصحاب چنے میرے لیے وزیر، داماد اور سسر بنائے۔ پس جس نے ان کو برا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کوئی معاوضہ اور بدلہ قبول نہیں کرے گا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "واعلم ان حرمة النبی ﷺ بعد موته و توقیره و تعظیمه لازم کما کان حال حیاته و ذالك عند ذکره ﷺ و ذکر حدیثه و سنته و سماع اسمه و معاملته و اله و عترته و تعظیم اهل بیته و صحابته" **(شفا صفحہ ۳۲ جلد ۲)**

(ترجمہ) اور جان لیجیے کہ نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر جس طرح آپ ﷺ ظاہری زندگی پاک میں لازم و ضروری تھی اسی طرح بعد از وصال بھی لازم و فرض ہے اور یہ تعظیم آپ کے ذکر کے وقت اور آپ کی حدیث و سنت کے ذکر کے اور آپ کے نام و سیرت کے سننے کے وقت اور آپ کی آل و اولاد کے ساتھ معاملہ کے وقت اور آپ کے اہل بیت وصحابہ کی تعظیم کے وقت لازم و ضروری ہے۔ اہل بیت اطہار کے متعلق ارشاد باری ہوتا ہے قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی (ترجمہ) اے حبیب ﷺ فرما

7

دیجئے اس ہدایت پر میں تم سے اجر نہیں مانگتا ہاں قرابت داروں کی محبت چاہتا ہوں۔

احادیث مبارکہ

۱۔ "اکرموا اولادی الصالحون لله والصالحون لی" (مسند امام احمد)

(ترجمہ) میری اولاد میں سے نیکوکاروں کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے لیئے اور خطا کاروں کی میرے لیئے کرو۔

۲۔ "لا یومن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه وتکون عترتی احب الیه من عترته وتکون ذاتی احب الیه من ذاته" (صواعق محرقہ صفحہ ۲۳۰)

(ترجمہ) کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اس کی اولاد سے اسے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

۳۔ "والله لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبهم لله ولقرابتهم منی" صواعق محرقہ

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اہل بیت سے کے ساتھ اللہ کے لیے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

۴)۔ "اثبتکم علی الصراط اشدکم حباً لاهل بیتی ولا صحابی"

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۷).

(ترجمہ) تم میں سب سے زیادہ پل صراط پر وہی شخص ثابت قدم رہے گا جو میرے اہل بیت اور صحابہ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھنے والا ہوگا۔

8

۵) "احبوني بحب الله واحبوا اهل بيتي بحبي" (صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۷)

(ترجمہ) اللہ کی محبت کی وجہ سے تم مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

۶) "اني تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به وقال واهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي وقال ثلثا" (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۷ مسلم صفحہ ۲۷۹)

(ترجمہ) میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن جس میں نور اور ہدایت ہے اسے خوب مضبوطی سے پکڑے رہنا اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اہل بیت کے معاملہ میں خوف خدا یاد دلاتا ہوں اور اس بات کو تین بار دھرایا۔

۷) "اهل بيتي امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتي ذهب اهل الارض" (خصائص کبریٰ صفحہ ۲۲۶)

(ترجمہ) میرے اہل بیت زمین والوں کے لیئے امن ہیں جب یہ چلے گئے تو زمین بھی ختم ہو جائے گی۔

۸) "اشتد غضب الله على من اذاني في عترتي" (صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا سخت ترین غضب اس شخص پر ہے جس نے میری اولاد کے بارے میں مجھے تکلیف دی۔

۹) "ان مثل اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف

9

عنھاھلك"(صواعق صفحہ۱۸۶)

(ترجمہ) بے شک میرے اہل بیت تم میں کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

۱۰)"من ابغض اھل بیت فھو منافق"(صواق محرقہ ۱۷۴)

جس نے اہل بیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

۱۱) "فاطمه بضعة منی یغضبنی ما یغضبھا و یبسطنی ما یبسطھا"

(صواعق صفحہ۱۸۸)

فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے جس چیز سے وہ غضبناک ہوتی ہے میں بھی ناراض ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ خوش ہوتی ہے اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں۔

حضرت الشیخ الاکبر امام محی الدین ابن عربی رحمہ بارگاہ اہل بیت اطہار میں یوں ہدیہ عقیدت پیش فرماتے ہیں

فلا تعدل باھل البیت خلقاً　　فاھل البیت ھم اھل السیادة

فبغضھم من الانسان خسر حقیقی　　و حبھم عبادة

﴿ترجمہ منظوم از ناشر﴾

نہ ہمسر کرو اھل بیت نبی سے　　کسی کو کہ ان کو ہے سب پر فضیلت

ہے بغض ان کا انساں کا اصلی خسارہ　　اور ان کی محبت خدا کی عبادت

10

مسلمانو! یاد رکھو کہ صحابہ کرام اہل بیت اطہار، سادات کرام کا احترام کا ادب کرنے اور ان کی محبت و تعظیم بجالانے میں کتنا اہتمام کرتے تھے۔ امام بخاری نے بخاری شریف میں نقل کیا ہے کہ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبرؓ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا رشتہ اور قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے "ارقبوا محمدا ﷺ فی اهل بیته" (صواعق محرقہ صفحہ ۲۳۰)

(ترجمہ) حضور نبی کریم ﷺ کی اہل بیت کے بارے میں ان کا لحاظ رکھو۔ آپ کی محبت اور آپ کے عہد و پیمان کا لحاظ رکھو۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر ابن کثیر میں آیت قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی کے تحت صدیق اکبر کے مندرجہ بالا دونوں ارشاد گرامی نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا واللہ تمہارا اسلام لانا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ اچھا لگا۔ اس لیے کہ تمہارا اسلام لانا حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب تھا۔ اسلام کے ان دو چمکتے ستاروں کا جو معاملہ آلِ رسول ﷺ اور اقرباء پیغمبر کے ساتھ تھا وہی عزت و محبت کا معاملہ مسلمانوں کو آپ کے اہل بیت اور قرابتداروں سے رکھنا چاہئے۔ کیونکہ نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام دنیا میں افضل یہی دونوں بزرگ خلیفہ رسول ﷺ تھے پس مسلمانوں کو ان کی پیروی کر کے حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اور ان کے قبیلے کے ساتھ حسن عقیدت سے پیش آنا چاہئے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ)

11

علامہ سیّد محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی زیر آیت "لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی" فرماتے ہیں "والحق وجوب محبۃ قرابتہ علیہ الصلوۃ والسلام من حیث انہم قرابتہ ﷺ کیف کانوا وکلما کانت جہۃ القرابۃ اقوی کان طلب المودۃ اشد مودۃ العلویین الفاطمیین الزم من محبۃ العباسیین" (روح المعانی پارہ ۲۵)

(ترجمہ) اور حق بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے قرابتداروں کی محبت اس حیثیت سے کہ آپ کے اہل قرابت ہیں۔ جیسے بھی ہوں واجب ہے اور قرابت جتنی قوی اور مضبوط ہوگی محبت کا مطالبہ بھی اتنا ہی شدید ہوگا۔ پس عباسیوں کی محبت سے علوی فاطمی سادات کی محبت زیادہ لازمی اور ضروری ہے۔

علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہریؒ سابق جسٹس شریعت کورٹ آف پاکستان اسی درج بالا آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے جملہ قرابت داروں' خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت ان کا ادب واحترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کیلئے محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔

(تفسیر ضیاء القرآن پارہ ۲۵)

سادات کرام کے ساتھ محبت رکھنے اور ان کا احترام بجالانے کیلئے سیادت مآب سیدنا و مرشدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

12

۱) بوجہ تاثیر بضعہ نبویہ ان (اہل بیت) کے درجہ کو ریاضات و مجاہدات کسبیہ سے کوئی نہیں پہنچ سکتا اگرچہ ابدالآباد تک سعی کرتا رہے کیونکہ جو کچھ ان کو پہنچا ہے سابقہ عنایات سے ہے نہ بہ سعی صالحات از جانب خود "قال اللہ تعالیٰ و یطھر کم تطھیرا" طالب جب تک اس عقیدہ کو نہ پہنچے درود شریف اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم کے ذوق کو کس طرح پہنچے گا۔

(ملفوظات مہریہ صفحہ۱۹۴)

۲) ائمہ مجتہدین کے فیوضات و برکات بھی اس خاندان عالی شان سے ہیں۔ چنانچہ امام دارالھجرۃ حضرت امام مالک اور امام عظیم الشان ابو حنیفہ دونوں امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں سے ہیں اور امام شافعی امام موسیٰ کاظم سے سند رکھتے ہیں۔ ہر فیض جو امت کو ملا ہے ان امجاد خیر العباد علیہم السلام سے ملا ہے نہ اپنے آباواجداد سے۔ (ملفوظات مہریہ صفحہ۱۹۹)

۳) اہل بیت نبوت کے ساتھ ہرگز عداوت کا بیج دل میں نہ بونا چاہیے کیونکہ اس گروہ پاک کی مخالفت موجب بے برکتی اور خلاف قرآن وحدیث ہے، ہمیں کسی کی نسب اور کسب کے تجسس سے کام نہیں نام کا ادب اور سلام ہے۔ (ملفوظات مہریہ صفحہ۱۱۲)

ائمہ اربعہ علیہم الرحمتہ اہل بیت کرام کا ازحد احترام کرتے تھے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس امام ابوحنیفہ دو سال تک زیر تعلیم و تربیت رہنے کا ان الفاظ میں ذکر کرتے تھے "لو لا السنتان لھلك النعمان" اگر یہ دو سال میسر نہ آتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

13

امام ابو حنیفہؒ سادات کرام کو لاکھوں دراہم دیتے اور اپنے احباب کو بھی اس بات پر برانگیختہ کرتے۔ دوران تدریس سادات کے بچوں سے کوئی سامنے سے آجاتا تو ادباً فوراً کھڑے ہو جاتے۔

امام شافعیؒ تو اہل بیت کی اتنی زیادہ تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ لوگوں نے آپ کو رافضی تک کہنا شروع کر دیا جس کا جواب آپ نے درجہ ذیل اشعار میں دیا جو درحقیقت جمہور امت کا مذہب ہے۔

یا راکبا قف بالمحصب من منی   واہتف بساکن خیفہا والناہض

سحرا اذا فاض الحجیج الی منی   فیضا کملتطم الفرات الفائض

ان کان رفضاً حب آل محمد ﷺ   فلیشہد الثقلان انی رافض

یعنی اے شہسوار منی کی وادی محصب کے قریب رک جا اور جب صبح کے وقت عازمین حج کا سیلاب ایک ٹھاٹھیں مارتے دریا کی طرح منی کی طرف روانہ ہو تو اس علاقے کے ہر باشندے اور ہر راہرو سے پکار کر یہ کہہ دو کہ اگر صرف آل محمد ﷺ کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو اس کائنات کے تمام جنات و انسان گواہ رہیں کہ پھر میں بھی رافضی ہوں۔

آپ کا یہ بھی ارشاد ہے!

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم   فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفا کم من عظیم القدر انکم   من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ

اے رسول اللہ کی اہل بیت آپ سے محبت رکھنا فرض ہے۔ آپ کی عظمت شان کیلئے یہی کافی کہ جس نے آپ پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں (سیرت شافعی صفحہ ۲۲)

14

پس اہل بیت عظام سادات کرام ہمارے لئے نہایت ہی واجب التعظیم ہیں ان کے اعمال کونہیں دیکھنا چاہیے بلکہ نسبت سیادت کی وجہ سے ان کا ادب واحترام اور محبت وتعظیم لازمی وضروری ہے۔

گوهر اگر در خلاب افتد همان نفیس است

غبار اگر بر آسمان رود همان خبیث است

اسی لیے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فایاك والوقیعة فیهم وان کانوا علی ای حالة لان الولد ولد علی کل حال صلح او فجر" (صواعق صفحہ ۲۴۳)

یعنی سادات کرام جس حالت پر بھی ہوں ان کی شان میں بے ادبی سے اپنے آپ کو بچا۔ اس لیے کہ اولاد ہر حال میں اولاد ہی ہوتی ہے نیک ہو یا گنہگار۔

سادات نور دیدہ اعیان عالم اند ار حرمت محمد و از حرمت علی

گر خوردہ از ایشاں صادر شود مرنج نتواں شکست عزت ایشاں بجا هلی

فردا طعام معدہ دوزخ بود کسے کا مروز از محبت شاں نیست ممتلی

﴿ترجمہ اشعار﴾

یعنی سادات جہاں کی آنکھوں کا تارا ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یعنی اگر ان سے کوئی بری بات ہو جائے تو رنج نہ کر کیونکہ کسی غلطی کی وجہ سے ان کی عزت برباد نہیں ہوتی۔ یعنی کل قیامت کو وہ دوزخ میں جائے گا جو آج ان کی محبت سے بھرپور نہیں۔

15

پس اہل بیت کرام کی تعظیم وتوقیر اوران کے ادب واحترام کا واجبی حق یہ ہے کہ سادات کرام کے رتبہ کو پہچانتے ہوئے ہر حال میں ان کے ساتھ تواضع وانکسار سے پیش آئیں اوران کی کسی عورت سے قصد نکاح نہ کریں ان کی محبت اوران کے ادب کا ظاہر و باہر اثر مرتب ہوتا ہے۔جیسے کہ جمال مرشدی اور شہاب کورانی نے یہ واقعہ بیان کیا کہ تیمورلنگ کی اولاد میں سے ایک نے یہ بتایا کہ جب تیمورلنگ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اسے بہت سخت تکلیف ہوئی یہاں تک کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا اور رنگ بدل گیا پھر کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو یہ بات اسے بتائی گئی اس نے کہا کہ عذاب کے فرشتے یقیناً میرے پاس آگئے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے جلوہ گر ہوکر ان فرشتوں کو فرمایا کہ تم اس کے پاس سے چلے جاؤ" فانہ کان یحب ذریتی و یحسن الیھم "(ترجمہ) کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت اور نیکی کرتا تھا۔اس لیے فرشتے چلے گئے۔یہ واقعہ لکھ کر امام ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں "واذا نفع حبھم ھذا الظالم الذی لا اظلم منہ فکیف بغیرہ و ینبغی ان یزاد فی اکرامھم عالمھم و صالحھم "جب محبت اہل بیت نے اس ظالم کو یہ فائدہ دیا جس سے بڑا کوئی ظالم نہ تھا تو دوسروں کو کتنا فائدہ ہوگا اور چاہیے کہ ان اہل بیت کے علماء اور صلحاء کی تعظیم میں اضافہ کرے۔(صواعق محرقہ ۲۴۶)

فلھذا اہل بیت سے محبت کو فرائض دینیہ سے سمجھتے ہوئے ان کا احترام ضروری ہے جو بھی سیّد کہلاتا ہو ہمارے لیے واجب التکریم ہے ہمیں اس کے سیّد ہونے یا نہ ہونے کی تفتیش کا حکم نہیں بس نام کا ادب ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ

16

اسلام میں نسب تبدیل کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا نسب دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے تو اس پر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور جنوں اور انسانوں کی لعنت اور وہ میری شفاعت سے محروم ہے وہ کافر ملعون ہے۔ اتنی سخت وعید کے ہوتے ہوئے بھی جو شخص محض اپنی تعظیم کرانے یا کسی دوسری دنیوی غرض کے لیے اپنے آپ کو سید مشہور کرتا ہے تو اسکو یہ وعید پیش نظر رکھنی چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے کہ اہل بیت میں اپنے آپ کو مشہور کرانے کے بجائے حضور نبی کریم ﷺ کی سچی غلامی میں شامل ہو جانا باعث افتخار ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ المرء مع من احب انسان اس کیساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی۔

بلاشبہ اہل بیت کرام کی محبت جزو ایمان ہے مگر اچھی طرح یاد رہے کہ محبت اہل بیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ازواج مطہرات کو نظر انداز کر دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کو حضور ﷺ کے ساتھ قرابت کی بیشمار نسبتیں حاصل ہیں ان کو فراموش کر دیا جائے اور ان کے ساتھ نفرت وعداوت اور بغض وحسد رکھا جائے۔

اے ذوق نہ کر نور سے آمیزش ظلمت
کیا کام تبرا کو تولائے علی سے

یہ بات اب تک کسی کی سمجھ میں نہیں آسکی کہ بعض لوگوں نے محبت اہل بیت کیلئے بغض صحابہ کرامؓ کی شرط کہاں سے لی ہے اور اسے جزو مذہب کیوں بنالیا گیا ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اگر اہل بیت کی محبت کا حکم دیا ہے تو اپنے صحابہ کرامؓ کے ادب واحترام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک طرف اگر اہل بیت کی مثال کشتی نوح سے دی گئی ہے تو

17

دوسری طرف صحابہ کرام کو بھی ستاروں سے مشابہ قرار دیا گیا۔ "الحمد للہ رب العالمین" کہ یہ شرف صرف اہل سنت و جماعت کو ہی حاصل ہے کہ یہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ان کی زندگیاں صحابہ کرام کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں یہ اس طرح زندگی کے طوفانی سمندر کو آزمائشوں کی کالی رات میں عبور کر رہے ہیں اور منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہیں۔ پس جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ بھی غرق ہوا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت و رہنمائی نہ لی وہ بھی صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ﷺ
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

فسق و فجور کے باوجود سادات کرام واجب الاحترام ہیں۔ ہاں یہ فسق و فجور حد کفر تک نہ پہنچا ہو ورنہ وہ سید سیادت کا حقدار نہ ہوگا اور نہ ہی لائق احترام۔ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جو کافر ہے وہ قطعاً سید نہیں" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح" واقع میں وہ اس نسل طیب و طاہر سے تھا ہی نہیں اگرچہ سید بنتا ہو اور لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو۔ ائمہ دین، اولیاء کاملین، علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام خباثت کفر سے محفوظ ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا قال اللہ تعالیٰ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیـ

18

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے۔ اے نبی ﷺ کے گھر والو!
اور تمہیں خوب پاک کر دے ستھرا کر دے (جزء [illegible] صفحہ ۹۹۰)

علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سابق جسٹس شریعت کورٹ آف پاکستان زیر آیت انہ لیس من اھلک رقم طراز ہیں۔

وہ تیرے اہل وعیال سے ہے ہی نہیں بعد میں اس کی وجہ بتائی کہ انہ عمل غیر صالح وہ بد عمل اور بدکردار تھا اور ایسے شخص کو نبوت کے خاندان کا فرد شمار نہیں کیا جا سکتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا سبب صرف کسی نیک بزرگ کی اولاد ہونا ہی نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح ہے اگر نعمت ایمان سے محروم ہے تو اس کو کسی بزرگ باپ کا بیٹا ہونا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ خواہ وہ باپ نوح جیسے عظیم المرتبت نبی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجات اور ترقی درجات کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ جس کی موت کفر پر ہوئی ہو اس کے لیے بخشش نہیں اور نہ اس کیلئے کسی کی شفاعت قبول ہوگی۔ لیکن جو ایماندار ہو مگر شومئی قسمت سے گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا ہو اس کیلئے شفاعت اور بخشش کا دروازہ کھلا ہے۔

جو لوگ اس واقعہ سے انبیاء وصلحاء کی شفاعت کا انکار کرتے ہیں وہ بھی حق و انصاف سے دور ہیں اور جو اس گھمنڈ میں احکام الٰہی کی نافرمانی کرتے ہیں کہ وہ فلاں بزرگ کی اولاد سے ہیں ان کی سیاہ بختی بھی دیدہ عبرت نگاہ کو خون کے آنسو رلاتی ہے
(تفسیر ضیاء القرآن)

یاد رہے کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا محض بدعمل نہ تھا بلکہ کافر بھی تھا اور کفر نے

خاندان نبوت سے اس کا تعلق بالکل ختم کر دیا تھا۔ چنانچہ علامہ محمود آلوسی روح المعانی لکھتے ہیں "یا نوح انہ لیس من اھلک" ای لیس منھم اصلا لان مدار الاھلیۃ ھو القرابۃ الدینیۃ و قد انقطعت بالکفر فلا علاقۃ بین مسلم و کافر"

(روح المعانی صفحہ ۶۸ جلد ۷)

(ترجمہ) اے نوح آپ کا بیٹا آپ کی اولادمیں سے ہے ہی نہیں اس لیے اس کا اہل اور بیٹا ہونے کا دارمدار قرابت دینیہ پر ہے اور وہ اس کے کفر کی وجہ سے ختم ہو گئی پس مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی تعلق نہ رہا۔ پس دینی معاملات میں مدار کار ایمان ہے تو جو مومن ہے وہ اپنا ہے لائق صد احترام ہے اور جو ایسا نہیں وہ بے گانہ ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

پس دینی معاملات میں محض رشتہ داریوں کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ ایمان کو دیکھا جائے گا اگر دینی معاملات میں بھی ان رشتہ داریوں اور قرابتوں کی رعایت ہوتی تو غزوہ احد کے میدانوں میں بھائی کی تلوار بھائی پر نہ چلتی۔ بدر و احد اور احزاب جیسے سب کے سب معرکے ایک ہی خاندان کے افراد کے درمیان پیش آئے ہیں۔ جس نے واضح کر دیا ہے کہ اسلامی قومیت اور دینی برادری نسبی تعلقات یا وطنی ولسانی وحدتوں پر دائر نہیں بلکہ ایمان پر دائر ہے۔ ایمان والے خواہ کسی خاندان کے افراد اور کوئی سی بولی بولنے والے ہوں اور کسی بھی ملک کے باشندے ہوں سب ایک قوم اور ایک برادری ہے۔ انما المومنون اخوۃ۔

20

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی احل النکاح وحرم السفاح والصلوٰۃ والسلام علی سیدنامحمد الداعی الی اللہ القادر الفتاح وعلی آلہ واصحابہ ذوی الفلاح والنجاح.

قارئین کرام! نفس مسئلہ سے پہلے ہم نکاح کی تعریف اور اس کے احکام کا مختصر ذکر کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

فقہا کرامؒ نے نکاح کی یہ تعریف فرمائی ہے۔

"ھو عقد موضوع یملک المتعۃ حل استمتاع الرجال من المرأۃ"

(شرح وقایہ صفحہ۴ جلد۲)

نکاح ایک عقد ہے کہ بنایا گیا ہے حلال ہونے کیلئے اس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہے۔ نکاح کرنا سنت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت نکاح ہے (بیہقی) نکاح نظروں کو بھٹکنے سے روکتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ (بخاری) پارسائی کے ارادہ سے نکاح کرنے والے کی اللہ مدد فرماتا ہے۔ (ترمذی) جب مومن نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے افسوس! اس نے اپنا دوتہائی دین بچالیا۔ حرام سے بچنے اور محبت و پیار

کا معاشرہ قائم کرنے کیلئے نکاح کرنا مسنون و باعث ثواب ہے باوجود وسعت کے نکاح نہ کرنا کوئی نیکی نہیں۔

اعتدال کی حالت میں جب کہ نفقہ ومہر پر قدرت ہو نکاح کرنا سنت موکدہ ہے نہ کرنے پر اڑے رہنا گناہ ہے۔غلبہ کی حالت میں کہ معاذ اللہ زنا میں ملوث ہو جائے گا یا بری نظر کو روکنے پر قادر نہ ہوگا تو نکاح کرنا واجب ہے۔اگر یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے سے زنا واقع ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔بیوی کے حقوق کی عدم ادائیگی کا اندیشہ اور اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کا ڈر ہو تو نکاح مکروہ ہے۔اگر ایسا کرنے کا یقین ہو تو حرام ہے۔

نکاح اور اس کے حق وحقوق ادا کرنا اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا شریعت کی نظر میں نوافل میں مشغولیت سے افضل ہے۔

کفائت چونکہ شرائط نکاح میں سے ہے کہ بغیر رضائے اولیاء غیر کفو میں نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں۔اس لیے سیّدہ سے غیر سیّد کے نکاح پر شرعی فیصلہ بیان کرنے سے پہلے چند باتوں کا جاننا از حد ضروری ہے۔

۱۔ کفوء اور غیر کفوء کی تعریف وتشریح اور اس کی ضرورت واہمیت۔

۲۔ نکاح میں کفوء کے شرط ہونے پر دلائل اور کفوء نہ ہونے کا دارومدار۔

۳۔ بغیر رضائے اولیاء غیر کفوء کے ساتھ سرے سے نکاح نہ ہونے کے دلائل۔

۴۔ سیّدہ کیلئے کون کفوء ہیں اور کون نہیں۔

۵۔ اور پھر سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کے نکاح کے عدم جواز پر سیر حاصل بحث۔

22

۶۔ آخر میں فقہائے امت وعلماء ومشائخ ملت علیہم الرحمۃ کے فتاویٰ۔

ا۔ لغت میں کفوء کا معنی ہے مثل' نظیر اور برابر۔ الکفوء مثل نظیر (المنجد صفحہ ۸۸۵) مثل و نظیر الکفو و الکفی (مصباح اللغات صفحہ ۷۴۶)

ہدایہ شریف کے ترجمہ عین الہدایہ میں ہے کفائت ہمسری اور برابری اور اصطلاح فقہاء میں کفوء یہ ہے کہ مرد نسب وغیرہ میں عورت سے کم نہ ہو برابر ہو۔ چنانچہ عین الہدایہ میں ہے ''کفوء'' یہاں خاص باتوں میں مرد کا ہمسر ہونا یا عورت کا مثل ہونا مراد ہے (صفحہ ۴۸ جلد ۲) اور بہار شریعت میں ہے کفوء کے معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء (خاندان) کیلئے باعث ننگ و عار ہو (صفحہ ۳۷ جلد ۷) ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں!

"الکفوء المثل و فی النکاح ان یکون الرجل و المرأۃ مثل فی السلام و الحریۃ و الصلاح والنسب و حسن الکسب و العمل" کفوء مثل کے معنی میں ہے اور نکاح میں کفوء ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اسلام حریت، صلاحیت، نسب اور حسن کسب و عمل میں مرد عورت کی طرح ہو (مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۱۳۶ جلد ۲)

اور صاحب بحرالرائق شرح کنز الدقائق فرماتے ہیں "کفوء بمعنی النظیر لغۃً والمراد ھنا المماثلۃ بین الزوجین فی خصوص امورو کون المرأۃ ادنی و ھی معتبرۃ فی النکاح" کفوء لغت میں نظیر کے معنی ہیں اور یہاں خاوند اور بیوی کے درمیان چند خاص باتوں میں مماثلت اور برابری مراد ہے۔

23

یا عورت کا مرد سے کمتر ہونا مراد ہے اور نکاح میں کفو کا ہونا معتبر ہے۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر کفو کی تعریف فرماتے ہیں

"شرع مطہرہ میں غیر کفوء وہ ہے جس کے نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے باعث اس عورت کا اس سے نکاح ہونا اسکے اولیاء (خاندان) کیلئے باعث ننگ وعار ہو۔ (فتاوی رضویہ صفحہ ۹۲)

اب جب کہ کفوء اور غیر کفوء کی تشریح ہو چکی ہے ساتھ ہی اس کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر سے صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں "وھی معتبرۃ فی النکاح لان المصالح انما تنتظم بین المتکافئین عادۃ لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس" اور نکاح میں کفوء کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ انتظام مصالح عادۃ دو برابروں کے درمیان ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ عورت کمینے مرد کا فرش بننا گوارہ نہیں کر سکتی (بحر الرائق صفحہ ۱۲۷)

اور ہدایہ میں ہے کہ "لان انتظام المصالح بین المتکافیین عادۃ" اس لیے کہ عام طور پر مصلحتوں کا انتظام وہاں ہوتا ہے جہاں میاں بیوی دونوں میں برابری ہو اور اگر برابری نہ ہو تو اختلاف وانتشار پیدا ہو جاتا ہے "لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس فلابد من اعتبارھا"

کیونکہ شریفہ عورت اس سے انکار کرتی ہے کہ وہ کمینے مرد کی فرش بنے تو ضرور ہوا ہمسری کا اعتبار مطلب یہ ہوا کہ مرد بھی شریف ہو (عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ۔ صفحہ ۴۳)

چونکہ نکاح کی غرض وغایت ہی یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان زندگی بھر کیلئے

مصلحتوں کا انتظام ہو۔اس لیے موافقت و موانست کی ضرورت ہے۔جو کفوء کی صورت میں پوری ہورہی ہے اور غیر کفوء میں نکاح خود عورت وراس کے ورثاء کیلئے نہ صرف غیر مانوس بلکہ باعث منافرت ہوجاتا ہے۔اس لیے غیر کفوء کے ساتھ نکاح کی صورت میں مصلحتوں کا انتظام فوت ہوجاتا ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے غیر کفو کے ساتھ نکاح کو باطل محض قرار دیا ہے۔چنانچہ محقق ابن ہمام رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ان المقصود من شرعیہ النکاح انتظام مصالح کل من الزوجین مدۃ عمرہا بہ وضع سائبین القربات مقتبر الصھر لیستعید فرما اعتضادا ومساعدۃ یسرہ ویسوءہ ما یسوءہ وذلک لا یکون الا بموافقۃ والتقرب ولا مقاربۃ للنفوس عند مباعدۃ الانساب" (فتح القدیر صفحہ ۱۸۷)

یعنی نکاح کی مشروعیت میں مقصود ہی یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک کی مصلحتوں کا دوسرے کے ساتھ زندگی بھر انتظام ہو۔اس لیے نکاح کو سسرالی رشتوں کی مضبوطی ہی کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔تاکہ بعید والے قریبی دست و بازو بن جائیں۔جو تجھے پسند آئے اسے بھی پسند آئے اور جو تجھے ناپسند ہو وہ اسے بھی ناپسند ہو اور یہ موافقت و مقاربت کے بغیر ممکن نہیں اور نفوس کیلئے دور کے انساب (غیر کفوء) میں مقاربت نہیں۔پس بقول شاعر ابونواس!

اری ان قرب الدار لیس بنافع　　　اذا کان ما بین القلوب بعیدا

یعنی میری نظر میں گھر کے قریب ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا اگر دلوں کے مابین حائل مسافتیں طویل ہوں۔جب دل نہیں ملیں گے تو معاشرتی زندگی کے اثرات درست

25

مرتب نہیں ہوں گے۔ بخلاف اس کے جب دل مے ہوں گے تو انس ومحبت میں اضافہ ہوگا اور فوائد نکاح سے مستفید ہوگا اور یہ کفو کی صورت میں ہی ممکن ہے۔

قبل ازیں واضح ہوگیا ہے کہ مشروعیت نکاح کے مفادات ومقصد میں سے ہے کہ میاں اور بیوی کے درمیان عمدہ تعلقات قائم ہوں اور اس طرح سسرالی رشتہ میں خوشگوار وسعت ہوتی چلی جائے۔ اوران امور کا دارومدار کفوء اور ہمسری وبرابری ہونے پر ہے اس لیے شریعت نے نکاح میں کفو کولازمی شرط قرار دیا کہ غیر کفوء کی صورت میں انتظام مصالح کی بجائے انتشار وافتراق رہے گا۔ لہذا نکاح میں کفوء کو شرط رکھا گیا ہے کہ بغیر رضائے اولیاء غیر کفوء سے بالکل نکاح ہوتا ہی نہیں۔ نکاح میں کفو کی شرط لازمی ہونے کے دلائل حسب ذیل ہیں:۔

حضور سیّد دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

۱۔ تخیر والنطفکم وانکحوا الاکفاء (مستدرک حاکم)

نسل بڑھانے کیلئے انتخاب کرو اور کفوء سے نکاح کرو۔

۲۔ الا لایزوج النساء الا الاولیاء یزوجن الامن الاکفاء (دار قطنی وبیہقی)

خبردار عورتوں کو صرف ان کے اولیاء ہی نکاح دیں اور عورتوں کا کفوء کے سوا کہیں نکاح نہ کیا جائے

۳۔ یا علی ثلث لا تؤخرها الصلوة اذا اتت والجنازة اذا حضرت والایم اذا وجدت لها کفوا (ترمذی)

اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرو۔ نماز کا جب وقت آجائے اور

26

جنازہ جب آجائے اور بے شوہر عورتوں کیلئے جب ان کا کفو مل جائے۔

۴۔ اذا جاء کم الکفء فانکحوھن ولا تربصوا بھن الحدثان ای الموت(الحاکم)

جب تمہارے پاس کفوء آجائیں تو تم اپنی عورتوں کا نکاح کردو اوران کیلئے موت کا انتظار نہ کرو۔

۵۔ انکحوا الاکفاء وانکحوا فیھم ولا تزوجوا النساء الامن الاکفاء۔ (دارقطنی بیہقی)

کفوء میں نکاح دو اور کفوء میں نکاح لو اور عورتوں کا کفوء کے سوا کسی سے نکاح نہ کیا جائے۔

۶۔ لا تنکحوا النساء الا من الاکفاء(دارقطنی وبیہقی)

تم عورتوں کا نکاح صرف کفوء سے کرو غیر کفوء سے نہ کرو۔

انہی ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں فقہائے اسلام نے کفوء کو شرائط نکاح میں شامل کیا ہے۔دین اسلام اتفاق واتحاد کا درس دیتا ہے اور انتشار وافتراق سے بچنے کی تاکید فرماتا ہے۔اسلام کی نظر میں فتنہ وفساد قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے "الفتنة اشد من القتل" کہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے چونکہ لوگ اپنی عورت کے غیر کفوء میں نکاح کی صورت میں ننگ وعار سمجھتے ہیں اور ایسی حرکت سے نفرت رکھتے ہیں اور غیر کفوء میں نکاح کو گوارہ نہیں کرتے بلکہ قتل وخون ریزی فتنہ وفساد اور مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور مسلم معاشرے کو سخت نقصان

پہنچتا ہے۔اس لیے شریعت نے غیر کفوء میں سرے سے نکاح کو ناجائز و باطل قرار دیا ہے اور اچھی کفوء کی وجہ سے لوگ فخر کرتے ہیں۔اس لیے اپنی کفوء میں ہی نکاح کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔اس سلسلہ میں فقہائے اسلام کے اقوال ملاحظہ ہیں۔

۱۔ و یعتبر الکفاءة فی النکاح نسبا۔(شرح وقایہ صفحہ ۲۷ جلد ۲)

نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفوء ہونے کو معتبر مانا گیا ہے۔

۲۔ الکفاءة تعتبر فی اشیاء منها النسب۔(فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۲)

جن چیزوں میں کفو کو مانا گیا ہے ان میں سب نسب بھی ہے۔

۳۔ الکفاءة معتبرة فی ابتداء النکاح۔(ردالمحتار صفحہ ۳۱۷)

ابتداء نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفوء ہونا معتبر ہے۔

۴۔ الکفاءة معتبرة فی النکاح۔(فتاوی قاضی خان صفحہ ۱۶۳ جلد ۱)

نکاح میں کفوء کا ہونا معتبر ہے۔

۵۔ وهکذافی فتاوی السراجیةعلی قاضی خان

۶۔ الکفاءةفی النکاح (الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۳۴)

نکاح میں کفوء کا اعتبار کیا گیا ہے۔

۷۔ ان الکفاءةمعتبرةفی النکاح من جانب الزوج عندنا۔

(فتاوی النوازل صفحہ ۱۱۳)

ہمارے نزدیک خاوند کی طرف سے نکاح میں کفوء ہونے کا یقیناً اعتبار کیا گیا ہے۔

۸۔ اعتبرا الکفاءة فی النسب الجمهور۔ (حاشیہ بخاری صفحہ ۷۶۲ جلد ۲)

28

جمہور نے نسب میں کفوء کا اعتبار کیا ہے۔

۹۔ و تعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح۔ (درمختار صفحہ ۱۹۴)

اور لزوم نکاح کے لیے کفوء ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔

۱۰۔ عندالحنفیۃ تعتبر الکفاءۃ فی الدین و النسب و المال و الحرفۃ۔ (حاشیہ بخاری صفحہ ۷۶۲ جلد ۲)

حنیفوں کے نزدیک دین نسب اور مال وحرفت میں کفو کا اعتبار کیا جائے گا۔

۱۱۔ مذھب الجمہور انہ یرعی اربعۃ اشیاء الدین و الحریۃ و النسب والصنعۃ فلا تزوج المسلمۃ من کافر و لا الصالحۃ من فاسق و لا الحرۃ من عبد و لا المشھورۃ النسب من الخامل۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۱۹۲ جلد ۶)

جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ چار چیزوں میں کفوء کی رعایت کی جائے گی۔ دین' حریت' نسب اور پیشہ۔ پس مسلمان عورت کا کسی کمی سے نکاح نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ نیک عورت کا کسی فاسق کے ساتھ اور نہ آزاد عورت کا کسی غلام کے ساتھ اور نہ مشہور نسب والی کا نکاح کسی خسیس نسب والے کے ساتھ۔

۱۲۔ الکفاءۃ تعتبر نسبا (کنز الدقائق صفحہ ۱۰۲)

اور نسب کے لحاظ سے نکاح میں کفوء کا اعتبار کیا جائے گا۔

۱۳۔ مترجمہ ہدایہ میں ہے الکفاءۃ فی النکاح معتبرۃ نکاح میں کفوء ہونا معتبر ہے تاکہ اولیاء کا حق فسخ ساقط ہو کہ نکاح لازم ہو (عین الہدایہ صفحہ ۴۸ جلد ۲)

۱۴۔ مولنا روم مثنوی میں فرماتے ہیں۔

کفوء باید ہر دو حیف اندر نکاح
ورنہ تنگ آیند نماند ارتیاح

(مثنوی شریف صفحہ ۲۳ دفتر چہارم حصہ اول) نکاح میں دونوں میاں بیوی ہم کفو ہونے چاہئیں ورنہ تنگ ہوں گے اور زندگی راحت میں نہیں گزرے گی۔

۱۵۔ نکاح میں کفائت معتبر ہے اور کفائت کا مدار عرف پر ہے۔
(فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۸۷ جلد ۵ حصہ سوئم)

۱۶۔ مولنا سعید الرحمان حنفی تیراھی فرماتے ہیں "و کذا من الفوائد الدنیویة اعتبار الکفاءة فی لزوم النکاح فان جمیع اصحاب المتون اتفقوا علی اعتبار الکفاة نسباً" اور اسی طرح دنیوی فوائد میں سے یہ ہے کہ لزوم نکاح میں کفاۃ کا اعتبار کیا جائے۔ اس لیے کہ تمام اصحاب متون نے نسباً اعتبار کفاۃ پر اتفاق کیا ہے
(الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین صفحہ ۱۹)

یہاں ایک اہم امر کی طرف توجہ کرنا ضروری ہوگا کہ احادیث کفوء کی روشنی میں فقہاء حنفیہ کا یہ فیصلہ ہے کہ کفوء میں ہی نکاح کرنا واجب ہے۔ چنانچہ محقق ابن ھمام تحریر فرماتے ہیں "و مقتضی الادلة التی ذکرنا ھا الوجوب اعنی وجوب النکاح فی الاکفاء" کہ مذکورہ وہ دلائل جو ہم نے ذکر کیئے ان کا تقاضا وجوب ہے یعنی کفوء میں نکاح کرنا واجب ہے اس لیئے اگر کوئی عورت غیر کفوء میں نکاح کرے تو یہ سراسر معصیت اور گناہ ہے۔ محقق ابن ھمامؒ نے یہ بھی وضاحت فرمادی ہے "انھا منهیة عن تزویجھا نفسھا بغیر الکفوفان باشرته لزمته المعصیة" غیر کفوء میں

30

نکاح کرنا عورت کو منع ہے اگر وہ ایسا کرے گی تو اسے گناہ لازم ہے۔

(فتح القدیر صفحہ ۱۸۶ جلد ۳)

یہی امام مذکور حدیث کفوء کی روشنی میں فرماتے ہیں "ان الظاہر من قولہ لا یزوجن الا من الاکفاء ان الخطاب للاولیاء نہاھم ان یزوجوھن الا من الاکفاء" (فتح القدیر صفحہ ۱۸۶ جلد ۳) کہ لایزوجن میں عورتوں کے اولیاء کو خطاب ہے اور ان کیلئے نہی ہے کہ وہ کفو کے سوا کسی سے نکاح نہ کریں۔ پس ثابت ہوا کہ کفوء میں نکاح کرنا واجب ہے اور غیر کفوء میں نکاح سے نہی کر دی گئی ہے اور نہی کی خلاف ورزی ہے کہ غیر کفوء میں نکاح کیا جائے یہ مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق صرف اعتقادی ہے عملی نہیں۔ پس جس طرح حرام سے بچنا لازم و فرض ہے اسی طرح مکروہ تحریمی سے بچنا لازم و فرض ہے تو ثابت ہوا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کفوء کی روشنی میں امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ میں حسب والی عورتوں کو غیر کفو سے منع کر دوں گا۔ چنانچہ محقق ابن ہمام فرماتے ہیں "روی محمد فی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ عن رجل عن عمر ابن الخطابؓ قال لا منعن تزوج ذوات الاحساب الا من الاکفاء" (فتح القدیر صفحہ ۱۸۵ جلد ۳) آپ نے فرمایا کہ میں ضرور بضرور حسب والی عورتوں کے غیر کفوء کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دوں گا۔ اس فیصلہ فاروقیؓ کا ذکر شاہ ولی اللہؒ بھی کرتے ہیں۔ ایک حدیث کا ذکر کر کے جس سے کفوء کے غیر ضروری و غیر معتبر ہونے کا اشکال پیدا ہوتا تھا۔ فرماتے ہیں۔ لیس فی ھذا الحدیث ان الکفاءۃ

غیر معتبرۃ کیف و ھی مما جبل علیہ طوائف الناس و کاد یکون القدح فیھا اشد من القتل والناس علی مراتبھم و شرائع لا تھمل مثل ذالک و لذالک قال عمرؓ لامنعن النساء الا من اکفائھن (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ۹۲ جلد۲)

(ترجمہ) اس حدیث میں کفوء کے غیر معتبر ہونے کو کوئی دلیل نہیں اس لیے عام لوگوں کی فطرت میں کفوء کا اعتبار ہے اور اس میں رد و قدح قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور لوگوں کے مختلف مرتبے ہیں۔ پس شریعت ایسی باتوں کو ویسے ہی مہمل نہیں چھوڑتی اس لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں عورتوں کو نکاح کے سلسلہ میں اپنے کفوء کے بغیر نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی غیر کفوء کے ساتھ نکاح کرنے کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حرام قرار دیا ہے اور وہ فتوی درج ذیل ہے۔

سوال: اگر دختر خواہد کہ از غیر کفو نکاح خود نمائی..... امتناع پدر و مادر اورا می رسد یا نہ۔ یعنی اگر کوئی لڑکی غیر کفو میں اپنا نکاح کرنا چاہتی ہو تو کیا اس کے والدین کو حق پہنچتا ہے کہ اسے غیر کفو میں نکاح کرنے سے روکیں یا نہ؟

جواب: این مسئلہ از چند آیات کلام اللہ مستنبط می شود آیت اول در جائے بسیار در قرآن مجید شدہ "وبالوالدین احسانا" یعنی باپدر و مادر خود نیکی کنید۔ قاعدہ عقل مقرر است کہ "الامر بالشیٔ نھی عن ضدہ" چوں جا کہ امر فرماید بکردن چیزے پس ضد آں چیز ممنوع می شود۔ زیرا کہ اجتماع ضدین محال است۔ پس ازیں آیت معلوم شد کہ والدین را ایذاء نباید داد۔ زیرا کہ ایذاء ضد احسان است۔ درصورتیکہ دختر

با غوء نکاح خود نماید والدین را ایذا کلی بہم مے رسد و عار شدید لاحق شود حرام شد۔

آیت دوم در سپارۂ پانزدھم واقع است وقضی ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما يعنى حكم كرده پروردگار تو كه عبادت نكنيد مگر ويرا و با مادر و پدر نيكى كنيد اگر برسد نزد تو پيرى يكے از ايشان يا هر دو پس مگوئيد ايشان را كلمه اف و نگوئيد براى ايشان سخنى كه در وے حرمت و اكرام ايشان باشد ازين آيت معلوم شد كه اهانت شان و عار لاحق كردن و ذليل ساختن حرام است و هرگاه دختر بغير كفو نكاح خود كند درين هم ايذا و ذلت بالوالدين مى رسد پس حرام باشد و والدين را ممانعت ازين عمل جائز باشد۔

(فتاوی عزیزی صفحہ ۱۴۰ جلد ۱)

یعنی یہ مسئلہ کلام اللہ کی چند آیتوں سے نکلتا ہے۔ پہلی آیت قرآن مجید میں بہت جگہ ہے وبالوالدین احسانا یعنی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو اور قاعدہ عقل طے شدہ ہے کہ الامر بالشی نہی عن ضدہ کہ جب حاکم کسی چیز کے کرنے کا حکم دے تو اس کی ضد ممنوع ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اجتماع ضدین محال ہے۔ پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ والدین کو ایذا و تکلیف نہیں دینی چاہیے اس لیے کہ ایذاء احسان کی ضد ہے تو جس صورت میں

لڑکی غیر کفو کے ساتھ نکاح کرے گی۔ والدین کو کلی طور پر ایذاء پہنچے گی اور سخت قسم کا ننگ و عار لاحق ہوگا۔ پس غیر کفو میں نکاح حرام ہوا۔ دوسری آیت پندرھویں پارے میں واقع ہے جس کا ترجمہ ہے ''تیرے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ عبادت نہ کرو مگر اسی کی اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور جب ان میں سے ایک یا ہر دو بڑھاپے میں پہنچ جائیں پس تنگ دل ہوکر انہیں اف تک نہ کہو اور بلند آواز سے ان کو زجر و توبیخ نہ کرو اور انہیں ایسی بات کہو کہ ان کی عزت و احترام ہو''۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان کی اعانت اور عار و ننگ لاحق کرنا اور ذلیل کرنا حرام ہے تو جس وقت لڑکی غیر کفوء کیساتھ اپنا نکاح کرے گی اس سے والدین کو بہت تکلیفیں اور ذلتیں پہنچیں گی پس غیر کفوء کیساتھ نکاح حرام ہے پس جیسا کہ ثابت ہوا کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح حرام ہے اور صرف کفو کے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہیے تو یہاں اب ضرورت اس امر کے جاننے کی ہے کہ کفو اور غیر کفو کیسے جانا جائے اور اس کے لیے کیا ضابطہ ہے؟ کتب فقہ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس کے لیے فقہاء نے ایک اہم ضابطہ اور قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ امام ابن ہمام بحث سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں

''فاذاثبت اعتبار الکفاۃ بما قد مناہ فیمکن ثبوت تفصیلھا ایضاً بالنظر الی عرف الناس فیما یحقرونہ و یعیرون بہ فیستانس بالحدیث الضعیف فی ذالک خصوصاً'' یعنی پس جب ثابت ہوگیا کہ نکاح میں کفو ہونا معتبر ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں تو اس کی تفصیل کا ثبوت بھی لوگوں کے عرف کو دیکھ کر ثابت کرنا ممکن ہے کہ وہ کس کس میں حقارت اور عار سمجھتے ہیں پس ایک ضعیف حدیث سے اس قاعدے اور تخصیص کی تائید ہو سکتی ہے (فتح القدیر صفحہ ۱۸۹ جلد ۳) نیز فتاویٰ رضویہ میں بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نے تصریح فرمائی ہے کہ کفاءت کا مدار عرف پر ہے (فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۸ جلد ۵ حصہ سوئم)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ معلوم کرنا کہ کون کس کا کفو ہے اس ضابطے اور قاعدے پر منحصر ہے کہ کون لوگ کن لوگوں کو رشتہ دینے میں عار محسوس کرتے ہیں؟ اب امام مذکور اس ضابطہ و قاعدہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ فان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معه (فتح القدیر صفحہ ۱۹۲ جلد ۳) یعنی کفو کے طے کرنے میں اصل سبب عرفاً رشتہ دینے والوں کا لینے والوں کو حسبی یا نسبی حیثیت سے اپنے سے کم سمجھنا ہے۔ لہٰذا مسئلہ مدار پر چلے گا۔ علامہ شامی نے بھی اپنے فتاوی شامی میں بعینہ یہی عبارت تحریر فرمائی ہے (رد المختار صفحہ ۳۲۱ جلد ۲) اور علامہ آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں "ومدار الكفاءة وعدمها على العار في المعروف بين الناس" (تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۶۶ جلد ۱۳) یعنی کفو اور غیر کفو کا مدار لوگوں کے عرف میں عار اور عدم عار پر ہے کہ وہ کس کو حسب ونسب وغیرہ میں اپنے سے کم سمجھتے ہیں اور کہاں اپنا رشتہ دینے میں وہ ننگ و عار محسوس نہیں کرتے۔

اس لیے فقہاء کرام نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اگر کتب ظاہر مذہب میں جواز ہو مگر لوگوں کے قومی و نسبی عرف میں توہین و عار اور ننگ استنقاص کا باعث ہو تو حکم عرف

عام پر ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا گیا "یجب الحکم بالعرف وان خالف ظاہر المذہب" (فتاوی تنقیح الحامدیہ صفحہ ۱۰۰ جلد ۱) یعنی عرف کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے اگرچہ ظاہر مذہب کے خلاف ہی ہو۔

لہذا کوئی عورت غیر کفو میں اپنا نکاح کرنا چاہے یا اس کا کوئی ولی نکاح کرانا چاہے تو یہ نقص و عار بہرحال برقرار رہے گا۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں "وان من اجبرها ولیها علی نکاح غیر مکافی لها فی النسب یعد ذالک نقصا لحقها و عارا علیها" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۴۲) اور بے شک جس عورت کو اس کے ولی نے نسباً غیر کفو کے ساتھ نکاح پر مجبور کیا تو یہ اس عورت کے حق میں نقص اور عار شمار کیا جائے گا۔

پس ثابت ہوا کہ غیر کفوء میں نکاح عورت کے اولیاء کیلئے باعث ننگ و عار ہے۔ لہذا بغیر رضائے اولیاء غیر کفوء میں نکاح محض باطل اور ناجائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا جہاں عورت کے اولیاء کو ننگ و عار و غیرت ہو وہ غیر کفوء ہے۔ فقہ حنفی کی ظاہر روایت میں کفو اور غیر کفو کا کوئی فرق نہیں۔ جہاں بھی نکاح کرلیا جائے ہو جائیگا۔ البتہ اولیاء منکوحہ کو حق اعتراض کفو میں دیا گیا ہے۔ مگر روایت نادرہ میں غیر کفو سے بلا رضائے اولیاء نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ جمہور فقہاء نے ضرورت زمانہ کے تحت ظاہر روایت کو ترک کر کے اس روایت نادرہ کو اختیار فرمایا ہے۔ یہی روایت اس وقت مفتی بہا اور احوط بھی ہے (یعنی فتویٰ بھی اسی پر ہے اور زیادہ احتیاط بھی اسی میں ہے) جس کا سبب یہ ہے کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح کی صورت میں عوام میں فتنہ و

36

فساد اور انتشار وافتراق پیدا ہوکر مسلم معاشرے میں سخت تنگی اور فساد پیدا ہو جائے
گا۔ اور علماء وفقہائے امت کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ جہاں ظاہر روایت پر عمل کی
صورت میں امت پر دشواری پیدا ہو رہی ہو تو اس کے مقابل روایت نادرہ کے ساتھ
عرف اور قرائن واضح موجود ہوں تو اس روایت نادرہ پر عمل کرتے ہیں تاکہ امت
مرحومہ سے تنگی دور ہو۔ ورنہ حرج عظیم پیدا ہوکر تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ شامی
فرماتے ہیں "لا عجب عن كمال الرجال كصاحب الهداية والزيلعي وابن
الهمام حيث عدلوا عن ظاهر الرواية لما فيه من الحرج وصححوا الرواية
الاخرى لتسهيل على الامة وكم له من نظير" فقہی نظریں کامل العلم والنظر
لوگوں سے تعجب نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ اور زیلعی اور محقق ابن الھمام جیسوں نے
جب ظاہر روایت کو ترک کر کے حکم کیا صرف اس لیے کہ ظاہر روایت پر عمل میں حرج
تھا۔ انہوں نے نادر روایت پر عمل وحکم سے اس کی تصحیح کر کے امت پر سے تنگی وحرج دور
کردی۔ فقہ اسلامی میں اس کی بیشمار مثالیں موجود ہیں (فتاوی شامی باب سجود السہو)

فلہذا یہاں بھی غیر کفو سے نکاح کی صورت میں ظاہر روایت پر عمل سے حق
شرع حق اولیاء حق زن اور حق نسل وغیرہ بہت سے حقوق متاثر ہو رہے تھے۔ فقہائے
کرام نے یہاں ظاہر روایت کو ترک کر کے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد حضرت امام
حسن بن زیادؒ سے مروی روایت نادرہ کو اختیار کر کے اس پر عمل اور حکم سے اس کی تصحیح
فرمادی۔ چنانچہ یہی روایت نادرہ اب مفتی بہا اور مختار للفتوی ہے اور اسی پر عمل ہے
کہ بلا رضائے اولیاء غیر کفوء سے نکاح محض باطل ہے اب روایت نادرہ پر عمل اور اس

پرفتوی ہونے کے متعلق فقہائے کرام کے فرمودات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ مترجم ہدایہ میں ہے ثم فی ظاھر الروایۃ لا فرق بین الکفو و غیر الکفو۔ پھر ظاہر روایت میں کفو اور غیر کفو میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی عورت نے خواہ کفو سے نکاح کر لیا یا غیر کفو سے منعقد ہو جائے گا۔ لکن للولی الاعتراض فی غیر الکفو لیکن غیر کفو کی صورت میں ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔ حتی کہ نکاح فسخ کرا دے (قاضی خان) "و عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف انہ لا یجوز فی غیر الکفو اور نوادر حسن میں ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ غیر کفو میں جائز نہیں۔ یعنی عورت نے بدوں ولی کے اگر غیر کفو سے نکاح کر دیا تو منعقد نہ ہوا "لانہ کم من واقع لا یرفع" کیونکہ بہت سے واقعات میں مرافعہ نہیں ہوتا۔ یعنی ہر شخص کو عدالت تک رسائی نہیں ہوتی اور نہ ہر قاضی عادل ہوتا ہے لہٰذا نکاح کفو ہی میں جائز ہونا چاہیے یہی روایت حسن فتوی کیلئے مختار و اصح ہے۔ (عین الہدایہ صفحہ ۳۵ جلد ۲)

۲۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "ثم المراۃ اذا زوجت نفسھا من غیر کفوء صح النکاح فی ظاھر الروایۃ عن ابی حنیفۃ و ھو قول ابی یوسف آخرا و قول محمد آخرا ایضاً حتی قیل ان التفریق یثبت فیہ حکم الطلاق و الظھار و الایلاء و التوارث و غیر ذالک ولکن لاولیاء حق الاعتراض و روی الحسن عن ابی حنیفہ ان النکاح لا ینعقد و بہ اخذ کثیر من مشائخنا کذا فی المحیط و المختار فی زماننا للفتوی روایۃ الحسن و قال الشیخ الامام شمس الائمۃ السرخسی روایۃ الحسن اقرب الی

الاحتياط كذا في فتاوى قاضي خان"۔ (فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۲۱۳ جلد ۲)

یعنی پھر جب عورت نے کسی غیر کفو سے اپنا نکاح کر لیا تو یہ نکاح امام ابو حنیفہؒ سے مروی ظاہر روایت کے مطابق صحیح ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا بھی دوسرا قول یہی ہے یہاں تک کہ تفریق کی صورت میں اس میں طلاق اور ظہار اور ایلاء اور وراثت وغیرہ کا حکم ثابت ہوگا لیکن اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے اور امام حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت بیان کی ہے کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اس کو ہمارے مشائخ (حنفیہ) نے اختیار کیا ہے۔ جیسے کہ محیط میں ہے اور ہمارے زمانے میں مختار للفتوی روایت حسن ہی ہے اور امام شیخ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ہے روایت حسن احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ ایسا ہی فتاوی قاضی خان میں ہے۔

۳۔ وروى الحسن عن ابي حنيفة رحمه الله ان النكاح لا ينعقد وبه اخذ كثير من مشائخنا وقال شمس الائمة السرخسي رحمه الله هذا اقرب الى الاحتياط فليس كل ولي يحسن المرافعة الى القاضي ولا كل قاضي يعدل فكان الاحوط سد باب التزويج من غير كفو عليها وقال القاضي الامام فخر الدين رحمه الله الفتوى على قول الحسن في زماننا۔ (كفاية على فتح القدير صفحه ۱۲۰ جلد ۳)

اور حسن بن زیاد نے ابوحنیفہؒ سے روایت بیان کی ہے کہ (غیر کفوء سے) یقیناً نکاح منعقد نہیں ہوتا اور ہمارے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا ہے یہ احتیاط کے زیادہ قریب ہے کہ ہر وارث نہ تو مرافعہ و مقدمہ

قاضی سے پاس کرنے کی لیاقت رکھتا ہے اور نہ ہی ہر قاضی عادل ہے۔ پس غیر کفو سے نکاح کرنے کے دروازے ہی بند کر دینا زیادہ احتیاط ہے اور امام قاضی فخر الدینؒ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں حسن بن زیاد کے قول پر ہی فتوی ہے۔

۴۔ وعن ابی حنیفہ و ابی یوسف انہ لا یجوز فی غیر الکفو یعنی لدفع ضرر العار عن الاولیاء قال شمس الائمہ و ھذا اقرب الی الاحتیاط۔
(عنایہ علی فتح القدیر صفحہ ۱۴۰ جلد ۳)

اور ابو حنیفہ و ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں۔ اولیاء ورثا سے ننگ و عار کے ضرر کو دفع کرنے کیلئے۔ شمس الائمہ نے فرمایا ہے یہ احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

۵۔ وروی الحسن عن ابی حنیفۃ انہ یجوز النکاح ان کان کفواً او ان لم یکن کفو لا یجوز اصلاً۔ اختلف الروایات عن ابی یوسفؒ و المختار فی زماننا الفتوی علی روایۃ الحسن قال الشیخ الامام شمس الائمۃ السرخسی روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط (فتاوی قاضی خان صفحہ ۱۰۷ جلد ۱)

اور حسن بن زیاد نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ اگر کفو ہو تو نکاح ہو جائے گا اور ہمارے زمانہ میں روایت حسن ہی مختار للفتوی ہے۔ الشیخ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ہے کہ روایت حسن احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

۶۔ روی الحسن عن الامام انہ ان کان الزوج کفو انفذ نکاحہا والا ینعقد اصلا و فی المعراج معزیا الی قاضی خان و غیرہ المختار للفتوی

فی زماننا روایۃ الحسن و فی الکافی والذخیرۃ و بقولہ اخذ کثیر من المشائخ۔(البحرالرائق صفحہ ۱۱۰ جلد ۳)

اور امام ابو حنیفہ سے حسن بن زیاد نے روایت کی ہے کہ خاوند ہم کفو ہو تو نکاح نافذ ہو جائے گا ورنہ بالکل منعقد نہ ہوگا اور معراج میں قاضی خان وغیرہ کی طرف سے منسوب ہے کہ ہمارے زمانے میں روایت حسن ہی فتوی کیلئے اختیار کی گئی ہے۔اور کافی اور ذخیرہ میں ہے کہ انہی کے قول کو بہت سے مشائخ نے اختیار کیا ہے۔

۷۔ و اذا زوجت المرأۃ نفسھا من غیر کفو اور عورت نے جب غیر کفو سے نکاح کیا یعنی بالغہ نے جس کا ایجاب وقبول ہمارے نزدیک خود کرنا جائز ہے۔کسی غیر کفو سے بدوں اجازت اولیاء عقد کرلیا فللا اولیاء ان یفرقوا بینھما تو عورت کے اولیاء کو دونوں میں جدائی کرانے کا حق ہے دفعا للضرر و العار عن انفسھم اپنے اوپر سے عار کو دور کرنے کیلئے تاکہ انکو طعنہ نہ دیا جاوے(عین الہدایہ صفحہ ۴۹ جلد ۲)

۸۔ روی الحسن عن ابی حنیفۃ عدم جواز النکاح من غیر کفو و علیہ فتوی قاضی خان اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے اس کے عدم جواز کی روایت بیان کی ہے یعنی غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی اسی روایت پر قاضی خان کا بھی فتوی ہے۔(شرح الوقایہ صفحہ ۲۹۴ جلد ۲)

۹۔ و یفتی فی غیر الکفو لعدم جوازہ اصلا و ھو المختار للفتوی لفساد الزمان فلا تحل مطلقہ ثلاثا نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفۃ ایاہ فلیحفظ۔ اور غیر کفو میں نکاح کا بالکل ناجائز ہونے کا فتوی دیا جائے گا

41

اورفساد زمانہ کے لحاظ سے یہی مختار للفتوی ہے۔پس جس مطلقہ ثلاثہ نے حلالہ کیلئے کسی غیر کفو سے نکاح کیا بغیر ولی کی رضا کے اس کو پہچان کر تو حلال نہ ہوگی۔

(درمختار صفحہ ۱۹۱ جلد ۱)

۱۰۔ وان روایة الحسن احوط۔

اور یقیناً حسن بن زیاد کی روایت زیادہ احتیاط والی ہے۔

(فتاوی شامی صفحہ ۳۱۷ جلد ۲)

۱۱۔ روایة الحسن عنه ان عقدت مع کفو جاز و مع غیره لا یصح و اختيرت للفتوی۔

ابوحنیفہ سے حسن کی روایت ہے اگر عورت نے کفو کے ساتھ نکاح کیا تو جائز ہے ورنہ صحیح نہیں اور فتوے کیلئے یہی اختیار کی گئی ہے۔(فتح القدیر صفحہ ۱۰۷ جلد ۳)

۱۳۔ و علی المختار للفتوی لو زوجت المطلقة ثلاثاً نفسها بغیر کفو و دخل بها لا تحل للاوّل۔

اور روایت مختار للفتوی پر اگر مطلقہ ثلاثہ نے کسی غیر کفو سے نکاح کرلیا اور اس سے دخول بھی ہوگیا تو بھی پہلے خاوند کیلئے حلال نہ ہوگی۔

(فتح القدیر صفحہ ۱۰۷ جلد ۳)

۱۴۔ وان المفتی به روایة الحسن عن الامام من عدم الانعقاد اصلاً۔

اور امام اعظمؒ سے حسن بن زیاد کی روایت یقیناً مفتی بہ ہے کہ غیر کفوء میں نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوتا۔(بحر الرائق صفحہ ۱۲۸ جلد ۳)

۱۵۔ و اگر زن بالغہ خود را بغیر کفو دہد نکاح وے صحیح است و لیکن ولی را اعتراض ثابت می رسد کہ نزد حاکم روند و طلب تفریق کنند۔ و در روایت حسن از ابی حنیفہ باطل است۔ و گفتہ اند کہ این اصح و احوط است و علیہ الفتوی فی زماننا۔

اور اگر بالغہ عورت غیر کفو میں نکاح کر لے تو اس کا یہ نکاح صحیح ہے لیکن اس کے اولیاء کو اس پر اعتراض کا حق حاصل ہے کہ حاکم کے پاس مقدمہ لے جائیں اور تفریق کا مطالبہ کریں اور ابوحنیفہ سے حسن کی روایت میں یہ نکاح باطل ہے اور فقہاء نے کہا ہے کہ یہ روایت اصح اور احوط ہے اور ہمارے زمانہ میں فتویٰ اس پر ہے۔

(شرح سفر السعادت صفحہ ۵۴۵ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ)

ان درج بالا فقہی تصریحات سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح بلا رضا اولیاء سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ اولیاء سے مراد عرف عام کے مطابق پوری قوم ہوگی نہ کہ صرف چند افراد یعنی جہاں رشتہ دینے میں پوری قوم عام طور پر عار محسوس کرتی ہو اور معمولات قوم کے خلاف نہ ہو۔ چند افراط کا عمل "القلیل کالمعدوم" تصور ہوگا۔

اہل بیت سادات فاطمیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ شرف اور بزرگی عطا فرمائی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ ہر شخص عبادت و ریاضت کے ذریعے غوث، قطب، بدال تو بن سکتا ہے مگر سیّد فاطمی نہیں بن سکتا۔ خون رسول ﷺ جن کی رگوں میں گردش کر رہا ہے وہ صرف اور صرف سادات فاطمی ہیں۔ سادات فاطمیہ کا یہ اعزاز جو اللہ

کے فضل سے انہیں حاصل ہے۔ جس کے سبب یہ حضرات تمام قبائل اور اشخاص سے منفرد اور افضل ہیں ان کا کوئی ہمسر اور کفو نہیں۔ فاطمی سادات کیلئے سوائے سادات فاطمیہ کے کوئی دوسرا کفو نہیں۔ یہ حضرات بے نظیر اور بے مثل ہیں۔

دلائل میں ملاحظہ ہوں۔

ارشاد رسول کریم ﷺ ہے!

ا۔ ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیر ھم بیتا (ترمذی)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا مجھے ان میں سے اچھوں میں سے بنایا پھر ان اچھوں کو دو جماعتیں بنائیں تو مجھے ان کے اچھے فرقے سے بنایا۔ پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے بنائے تو مجھے اچھے قبیلے میں بنایا پھر ان اچھوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا تو میں ان سب میں اچھی ذات وال اور اچھے گھر والا ہوں۔

یاد رہے انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ اعلیٰ نسب اور اچھے خاندان میں تشریف لاتے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو جس خاندان اور جس گھر میں پیدا فرمایا وہ یقیناً سب سے اونچا اور اچھا ہے جس کا کوئی دوسرا ہمسر و ہم کفو نہیں ہو سکتا۔

علامہ صبان مصری اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں۔

"و منھا انھم اشرف الخلق نسباً" کہ اہل بیت کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ سادات تمام مخلوق میں نسب کے لحاظ سے سب سے افضل و اشرف ہیں اور اس میں مندرجہ ذیل دو حدیثیں دلیل کے طور پر پیش کیں۔

۲۔ اخرج الامام احمد بسند جید عن العباس انہ ﷺ صعد المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ فقال ﷺ انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقہٖ و جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر فرقۃ و خلق القبائل فجعلنی فی خیر قبلیۃ و جعلھم بیوتاً فجعلنی فی خیرھم بیتاً و اخرج احمد و المحاملی و غیرھما عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انھا قالت قال محمد ﷺ قال جبرئیل قلبت مشارق الارض و مغاربھا فلم احد افضل من محمد ﷺ و قلبت مشارق الارض و مغاربھا فلم اجد بنی اب افضل من بنی ھاشم۔

امام احمدؒ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ حضور ﷺ نے منبر پر چڑھ کر ارشاد فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ کرام نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی تو مجھے بہترین مخلوق میں بنایا اور مخلوق ان میں سے بہترین مخلوق، جماعت میں بنایا اور قبیلوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین قبیلے میں بنایا اور ان کے گھر بنائے تو مجھے ان سے بہترین گھر میں بنایا اور احمد اور محاملی وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل نے فرمایا میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو تلاش کیا مگر محمد ﷺ سے افضل میں نے کوئی نہ پایا اور میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا مگر مجھے بنو ہاشم سے افضل کسی باپ کی اولاد نہ ملی (اسعاف الراغبین علی نور الابصار صفحہ ۱۴۳)

۳۔ اخرج الطبرانی والدار قطنی مرفوعاً اول اشفع له من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من امن بی واتبعنی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع له اولا افضل۔

طبرانی اور دار قطنی نے مرفوعاً یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی امت میں سے میں سب سے پہلے جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے اھلبیت ہیں۔ پھر زیادہ قریبی پھر زیادہ قریبی قریش میں سے پھر انصار پھر یمن سے جس نے مجھ پر ایمان لایا اور میری پیروی کی پھر سارے عرب پھر عجم اور جس کی سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ سب سے افضل ہے یعنی اہل بیت کرام۔

(نورالابصار صفحہ ۲۵)

عارف ربانی علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ فرماتے ہیں!

۴۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم عرب وعجم سے افضل ہیں۔

عرب قریش اور بنی ہاشم کی فضیلت محض اس لیے نہیں کہ نبی کریم ﷺ ان میں سے ہیں۔ اگرچہ ان کی بڑی فضیلت ہے بلکہ انہیں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی فضیلت حاصل ہے اس لیے نبی کریم ﷺ ذات اور نسب کے لحاظ سے تمام سے افضل ہیں میں کہتا ہوں کہ جب تم نے یہ لیا جان لیا تو تمہیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ عرب کی فضیلت ان کی محبت پر ابھارنے اور ان سے نفرت کرنے یا گالی اور دھوکے وغیرہ سے

انہیں اذیت دینے سے پرہیز کرنے کے بارے میں جو ارشادات وارد ہیں وہ قریش کو بھی شامل ہیں کیونکہ وہ قریش کا خلاصہ ہیں اور جو فضائل عرب قریش اور بنی ہاشم کے حق میں وارد ہیں وہ اہلبیت کو شامل ہیں۔ خواہ ہم کہیں کہ اہلبیت سے عبدالمطلب ہیں یا یہ کہیں کہ خاص طور پر حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین علیہما السلام ہیں کیونکہ اہلبیت کرام کے ایسے خصوصی فضائل ہیں جو بنی ہاشم کو حاصل نہیں اور خاص بنی ہاشم کے ایسے مناقب ہیں جو قریش کو حاصل نہیں ہیں اور اس طرح قریش کے ایسے خصوصی فضائل ہیں جو باقی عرب میں نہیں پائے جاتے۔ (برکات آل رسول ﷺ ترجمہ الشرف المؤبد لآل محمد صفحہ ۲۴۲)

پس تمام عجم کیلئے ضروری ہے کہ وہ عرب کو واجب التعظیم جان کر ان کا ادب کریں اور تمام عرب قریش کو لازم التکریم سمجھ کر ان کا احترام کریں اور تمام قریش بنی ہاشم کو محترم سمجھیں اور ان کی تعظیم بجالائیں اور تمام بنی ہاشم کیلئے ضروری ہے کہ وہ اہلبیت کو واجب الاحترام سمجھ کر ان کا ادب بجالائیں۔

۵۔ فقہائے اسلام نے اسی ترتیب کے ساتھ انساب کی وضاحت فرمائی ہے کہ سب سے افضل نسب کے لحاظ سے اہل بیت پھر بنو ہاشم پھر قریش پھر عرب میں۔ چنانچہ البحر الرائق میں مبسوط کے حوالے سے مذکور ہے۔

وفي المبسوط افضل الناس بنو هاشم ثم قريش ثم العرب لما روى عنه عليه السلام ان الله اختار من الناس العرب و من العرب قريشاً و اختار

فیهم بنی هاشم و اختارنی من بنی هاشم۔(البحر الرائق صفحہ ۱۳۱ جلد ۳)

اور مبسوط میں ہے کہ نسب کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے افضل بنو ہاشم ہیں پھر قریش پھر عرب۔ اس لیے عرب سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔

۶۔ کتاب "الفقہ علی المذاهب الاربعۃ" میں ہے "و العبرة فی النسب للآباء لا للامهات الا فی بنات فاطمة علیها السلام فانهن منسوبات الی النبی ﷺ و هن ارقی الانواع من عرب و عجم"۔

کہ نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماؤں سے سوائے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی بیٹیوں کے کہ وہ سب نبی ﷺ کے نسب میں شمار ہوتی ہیں اور باعتبار نسب عرب و عجم میں وہی سب سے اونچی ہیں (کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ)

۷۔ حاشیہ بخاری شریف میں ہے "وقال ابو حنیفة قریش اکفاء بعضهم بعضاً و العرب کذلک و لیس احد من العرب کفواً للقریش کما لیس من غیر العرب کفو للعرب ......و الصحیح تقدیم بنی هاشم و المطلب علی غیرهم و من عداهم اکفاء بعضهم لبعض"۔

اور ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا کہ قریش ایک دوسرے کے کفوء ہیں اور عرب بھی ایک دوسرے کے کفوء ہیں اور کوئی عرب قریش کا کفوء نہیں ہوسکتا جیسا کہ کوئی غیر عرب، عرب کا کفوء نہیں اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دوسرے قریش پر درجہ تقدیم حاصل ہے اور اس کے علاوہ باقی قریش آپس میں ایک دوسرے کے کفوء ہیں (حاشیہ بخاری شریف صفحہ ۶۲ جلد ۲)

۔ پس ثابت ہوا کہ کوئی عجمی عربی کا کفوء نہیں اور کوئی عربی غیر قریشی قریش کا کفوء نہیں اور قریش بنی ہاشم کے کفوء نہیں اور خود بنی ہاشم اہل بیت پاک کے کفوء نہیں۔ چنانچہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

۷۔ ثم معنی الانتساب الیہ ﷺ الذی ھو من خصوصیاتہ انہ یطلق علیہ انہ اب لھم و انھم بنوہ حتی یعتبر ذلك فی الکفاءة فلا یکافی شریفة ھاشمیة غیر شریف و قولھم ان بنی ھاشم والمطلب اکفاء محلہ فیما عدا ھذہ الصورة کما بینتہ فی افتاء طویل مسطر فی الفتاوی۔

پھر آپ ﷺ کی طرف (بنات فاطمہؓ کے) منسوب ہونے کا جو آپ کی خصوصیت سے ہے یہ معنی ہے کہ آپ پر اس چیز کا اطلاق ہوتا ہے کہ آپ ان کے باپ ہیں اور ان کی اولاد ہے یہاں تک کفاءۃ میں بھی یہ اعتبار کیا جائے گا۔ پس کوئی غیر سیّد ہاشمی سیّدہ (فاطمیہ) کا کفوء نہیں ہوگا اور یہ قول کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کفوء ہیں اس کا محل اس شکل کے علاوہ میں ہے۔ جیسا کہ میں نے ایک طویل فتوی میں اسے بیان کر دیا ہے جو فتاوی میں لکھا ہوا ہے (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۹) یعنی احترام کے حق میں اور زکوۃ کے حرام ہونے میں برابر ہیں نہ کہ کفوء میں۔

۸۔ لیس العجم ولا العرب کفوأ للعلویة و ھو الاصح کما فی المضمرات عرب وعجم میں کوئی بھی سیّدہ کا کفوء نہیں اور یہی اصح ہے جیسے کہ مضمرات میں ہے (فتاوی جامع الرموز کتاب النکاح)

۹۔ امام ابن حجر مکیؒ اپنی معروف کتاب "صواعق محرقہ" میں جو تمام اہلسنّت

کے ہاں مسلّم ہے سادات فاطمیہ کے فضائل میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں "و فی ھذہ الاحادیث دلیل ظاھر لما قالہ جمع من محققی ائمتنا ان من خصائصہ ﷺ ان اولاد بناتہ ینسبون الیہ فی الکفاءۃ وغیرھا ای حتی لایکافی بنت شریف ابن ھاشمی غیر شریف "۔ اوران احادیث میں یہ دلیل ظاہر ہے اس مسئلہ کیلئے جو ہمارے آئمہ محققین نے بیان فرمایا کہ یہ بات حضور ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ کی بیٹیوں کی اولاد کفاۃ وغیرہ میں آپ کی طرف منسوب ہے یعنی یہاں تک کہ کوئی غیر سید ہاشمی کا بیٹا بھی سیّد کی بیٹی کا کفوء نہیں ہوسکتا۔ (الصواعق المحرقۃ صفحہ ۲۳٦)

۱۰۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ اپنی مشہور کتاب "الشرف المؤبد لآل محمد" میں فضائل اہل بیت میں وارد حدیثیں ذکر کرکے فرماتے ہیں یہ صحیح حدیثیں اور مرفوع نصوص دلالت کرتی ہیں کہ اہل بیت تمام لوگوں سے حسب ونسب میں افضل ہیں اوراس پر یہ مسئلہ مبنی ہے کہ نکاح میں ان کا کوئی ہمسر (کفوء) نہیں ہے۔ متعدد ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے اورامام سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کوئی مخلوق نکاح میں آپ کے اہل بیت کا ہمسر (کفوء) نہیں ہے

(برکات آل رسول ترجمہ الشرف المؤبد لآل محمد صفحہ۹۲)

۱۱۔ بحر الرائق صفحہ ۲۳۱ جلد ۲ میں ہے "وظاھر الروایۃ ان العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ "اورظاہر روایت یہی ہے کہ یقیناً عجمی شخص عربی عورت کیلئے مطلقاً کفوء نہیں ہوسکتا۔ بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح ہے کہ عجمی خواہ عالم یا صاحب

منصب و جاہ ہی کیوں نہ ہو۔عربیہ کیلئے کفوء نہیں بن سکتا۔تو صاف ثابت ہوا کہ پھر سادات فاطمیہ کیلئے کیسے وہ کفوء بن سکتا ہے۔

۱۲۔ سادات کرام تو کجا انکی لونڈیوں کیلئے بھی عام قریش کا غلام کفوء نہیں۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے

"ومولاة الهاشمی لا تکافی مولی القرشی"

کہ قریشی ہاشمی کی لونڈی غیر قریشی کے غلام کا کفوء نہیں ہوسکتی۔

(فتاوی عالمگیری صفحہ ۲۹۰ جلد ۱)

۱۳۔ مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ قریشی غیر ہاشمی سیدہ کا کفوء نہیں ہوسکتا۔ بحرالرائق میں عجمی عالم کے جاہل عربی اور سیدہ کیلئے کفو ہونے کے چند فقہی آراء ذکر کرنے کے بعد آخری فیصلہ یہی فرمایا کہ "و فی الینابیع الاصح انه لیس کفوا للعلویة" اور ینابیع میں ہے زیادہ صحیح یہی ہے کہ عجمی خواہ عالم ہو یا حسیب وہ سیدہ کا کفوء نہیں (البحرالرائق صفحہ ۱۳۰ جلد ۳) فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے صفحہ ۱۹۰ جلد ۲) اور منحة الخالق علی البحرالرائق میں ہے "العجمی لا یکون کفو للعربیة ولو عالما و هو الاصح" کہ عجمی عالم عربیہ کا کفو نہیں ہوسکتا اور یہی اصح ہے۔

(منحة الخالق علی البحرالرائق صفحہ ۱۳۱ جلد ۳)

۱۴۔ درمختار میں ہے العجمی لا یکون کفو اللعربیة ولو کان العجمی عالما او سلطانا و هو الاصح یعنی عجمی عربیہ کا کفوء نہیں ہوسکتا اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ اور یہی زیادہ صحیح ہے (درمختار صفحہ ۱۹۰ جلد ۱) کذافی ردالمختار شامی صفحہ ۳۲۳ جلد ۲)

51

۱۵۔ عالمگیری میں ہے"و فی الینابیع والعالم کفو للعربیہ والعلویتہ والاصح انہ لا یکون کفواً للعلویۃ ۔ کذا فی عایۃ السروجی "اور ینابیع میں ہے کہ عالم (عجمی) عربیہ اور سیّدہ کو کفو ہے اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ سیّدہ کا کفوء نہیں غایۃ السروجی میں بھی اسی طرح ہے۔ (فتاوی عالمگیری صفحہ۱۳ جلد۲)

۱۶۔ صاحب شرح انواع فرماتے ہیں عجمی شخص عربی عورت کا کفو نہیں اگر چہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ ہو"کما فی الدر المحتار" (شرح انواع صفحہ ۳۹)

پس بقول فقہاء عظام جب عجمی شخص کتنا ہی بڑا عالم یا بادشاہ ہو۔ عربی عورت کا کفو نہیں تو وہ سیّدہ کا کفو کیسے ہو سکتا ہے جب کہ عربی سیدہ کا تو کجا قریش کا بھی کفو نہیں ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے" اس میں شک نہیں کہ علم دین بشرطیکہ اس کے ساتھ عمل بھی ہو تو عند اللہ بڑی کرامت ہے مگر کفوء کا اعتبار دنیوی لحاظ سے ہے اس لیے کمتر پیشے والا باوجود علم شرفاء کی کفوء نہیں (فتاوی رضویہ صفحہ ۱۷٦ جلد۳)

مقام غور ہے کہ عربی عورت جس کو صرف حضور ﷺ کے ملک عرب کی نسبت حاصل ہے کہ وہ عرب میں رہنے والی ہے اور عربی ہے اس کا کوئی عجمی شخص خواہ کتنا بڑا عالم یا صاحب جاہ و منزلت بادشاہ ہو کفو نہیں جیسا کہ فقہی تصریحات ملاحظہ ہوئیں تو کوئی ایسا عجمی عالم یا بادشاہ اولاد رسول سیّدی زادی کا کیسے کفوء ہو سکتا ہے؟ فقہائے کرام نے تو یہاں تک فرمایا واما معتق العربی فھو لیس بکفو لمعتق العجمی عربی کی آزاد کردہ لونڈی عجمی کے آزاد کردہ غلام کیلئے کفو نہیں ہے (البحر الرائق صفحہ ۱۳۱ جلد۳) کہاں فقہاء کی یہ احتیاط اور کہاں یہ تصور کہ غیر سیّد کو سیّد زادی کا کفوء قرار دے دیا جائے۔

اسلام نے نسب اور حسب دونوں کی اہمیت کا اظہار فرمایا ہے۔ جہاں اچھے فضائل اور عمدہ اوصاف وخصائل کی تلقین فرمائی ہے جو آخرت میں کام آنے والی اور بنیادی چیزیں ہیں وہاں شرف نسب کے خیال رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ لہذا وہ روایات واحادیث جو بظاہر کفو کے خلاف نظر آتی ہیں۔ ان سے مراد امور آخرت لیے جائیں گے اور نکاح میں چونکہ دنیوی احکام کا تعلق ہے کہ معاشرہ اور عرف عام کے مطابق فیصلے کیئے جاتے ہیں۔ اس لیے یہاں اہمیت نسب کا لحاظ ضروری ہوا کہ کفو کو معتبر مانا جاتا ہے۔ اہمیت نسب کو سمجھنے کیلئے اس امر کا جاننا بھی ضروری ہے کہ خلافت وامامت کیلئے بھی اسلام میں قریشی ہونے کی تخصیص فرمائی گئی ہے جو شرف نسب کا باعث ہے۔ آباؤاجداد کی شرافت نسبی اولاد کیلئے دنیا وآخرت میں باعث عزت ووقار ہے۔

پس سادات بنو فاطمہ کیلئے یہ شرافت وبزرگی سب سے زیادہ ہے اور اس سبب سے وہ باقی قریش سے اگرچہ ہاشمی ہوں بے نظیر وممتاز ہیں۔

یہ فقہ حنفی کا مشہور جزئیہ ہے "قریش اکفاء بعض والعرب اکفاء بعضھم لبعض" قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ جیسا کہ باقی عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں مگر تخصیص کر دی گئی ہے جیسا امام محمد رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے "الا ان یکون نسباً مشھوراً کاھل بیت الخلافۃ" یعنی قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں مگر جب کہ ان میں کوئی مشہور النسب ہو جیسا کہ اہل بیت خلافت۔

(فتح القدیر صفحہ ١٩٠ جلد ٣، مبسوط کتاب النکاح ہدایہ وغیرہ)

اور عنایہ میں ہے" قال محمد لا یعتبر التفاضل فیما بین قریش الا

53

یکون النسب مشہوراً کاھل بیت الخلافۃ فحینئذ یعتبر التفاضل حتی لو تزوجت قریشیۃ من اولاد الخلفاء قریشیا لیس من اولادھم کان للاولیاء حق الاعتراض "امام محمدؒ نے فرمایا قریش کو ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہ دی جائیگی مگر جب کوئی مشہور النسب ہو۔ جیسا کہ اہل بیت خلافت پس اس وقت باہم ایک دوسرے پر فضیلت دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر خلفاء کی اولاد میں سے کسی قریشی عورت نے ایسے قریشی مرد سے نکاح کرلیا جو خلفاء کی اولاد میں سے نہیں تو اولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوگا۔ (عنایۃ علی الفتح صفحہ ۱۹۰ جلد ۳)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ جب اتنے بڑے حنفی مجتہد امام محمدؒ نے باقی قریش حتی کہ بنی ہاشم تک کو خاندان خلافت کا کفوء قرار نہیں دیا تو اہل بیت نبوت جو خاندان خلافت سے کہیں زیادہ عظمت و شرافت رکھتے ہیں ان کیلئے دیگر قریش یا بنی ہاشم کس طرح کفوء ہو سکتے ہیں؟

علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

یہ بات حضور ﷺ کے خصائص سے ہے آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوتی ہے چونکہ حضور ﷺ کا کفوء کوئی نہیں ہو سکتا اس لیے آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کا کفوء بھی وہی شخص ہو سکتا ہے جو آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی اولاد سے ہو۔ لہذا عباسی جو حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں سادات بنو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کفوء نہیں ہو سکتے اگرچہ دونوں ہاشمی ہونے میں شریک ہیں۔ (فتاوی کبری صفحہ ۹۷ جلد ۴)

پس اس اصول پر فقہاء کے اس قول میں تخصیص کی جائے گی جس میں کہا گیا ہے کہ بنی ہاشم،و بنی مطلب آپس میں کفو ہیں جس طرح پہلے بیان ہوا۔

امام شعرانیؒ اپنی کتاب کشف الغمہ میں فرماتے ہیں۔

"وان الہ لا یکافیھم فی النکاح احد من الخلق" بے شک نکاح میں کوئی بھی آل رسول کا کفو نہیں (کشف الغمۃ عن جمیع الامہ صفحہ۵۳ جلد۲)

محدث شہیر مولنا سعید الرحمان حنفی تیراھی اپنی مشہور کتاب "الحبل المتین" میں فرماتے ہیں۔

''سیّدہ کیلئے عجمی عالم دین کفو نہیں ہوسکتا'' والسرّ فیہ ان العلویۃ تنسب الی فاطمۃ الزھراء علی خلاف انتساب الانساب الی الا باء فانھا بضعۃ من النبی ﷺ الذی لا یکافیہ احدمن الخلق(انتھی)فانہ استثناء من ھذہ القاعدۃ المشھورۃ الحسب فوق النسب الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین (صفحہ۱۹)

اور اس میں راز یہ ہے کہ سیّد زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب ہے۔ بخلاف اس انتساب کے جس میں انساب ہمیشہ آباء کی طرف منسوب ہوا کرتے ہیں اس لیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا جگر گوشہ ہیں جن کا مخلوق میں کوئی بھی کفو نہیں ہوسکتا۔ پس یہاں اس قاعدہ مشہورہ سے کہ حسب نسب سے اوپر ہے استثناء ہے یعنی اس قاعدہ سے کوئی عجمی عالم دین سیّدہ کے کفو ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر چہ قریش وسادات کے باہم کفو ہونے کا بعض علماء نے فتویٰ دیا ہے

مگر بہت سے محقق علماء کرام نے اس کی تردید کی ہے اور غیر سادات قریشی خواہ ہاشمی ہی ہوں ان کو سادات کا کفو نہیں سمجھتے۔

اب جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اہل بیت کیلئے قریش تو کجا خود بنو ہاشم بھی کفو نہیں تو ایسی صورت میں بغیر رضاء اولیاء غیر کفوء کے ساتھ نکاح محض باطل ہے سرے سے ہوتا ہی نہیں۔جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔وہاں یہ بات قابل غور ہے کہ آیا اولیاء میں سے کچھ غیر کفوء میں نکاح پر راضی ہوں اور کچھ ناراض تو کیا کیا جائے گا؟ تو اس کے متعلق کچھ فقہاء نے تو فرمایا ہے کہ بعض کی رضامندی کل کی رضامندی ہے مگر امام ابو یوسفؒ نے اس کا انکار کیا ہے،فرماتے ہیں کہ بعض کی رضامندی کل کی رضامندی متصور نہ ہوگی۔چنانچہ بحرالرائق میں ہے۔

"ورضا بعض الاولیاء المستوین فی الدرجة کرضاء کلهم حتی لایتعرض احد منهم بعد ذالك و قال ابو یوسف لا یکون کالکل"۔

یعنی اولیاء کی رضامندی جو درجہ میں برابر ہوں کل کی رضا کی طرح ہے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی اعتراض نہیں کرسکتا اور امام یوسف نے فرمایا ہے کہ کل کی طرح یہ رضاء نہ ہوگی۔(البحر الرائق صفحہ ۱۲۹ جلد ۳)

اور کنز کے حاشیہ میں ہے "و قال ابو یوسف لا یسقط دفعا للضرر عنهم فللولی الذی هو مثله ان لا یرضی لا نه حق الکل فلا یسقط الا برضاء الکل "اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے "بعض اولیاء کے راضی ہونے سے باقی اولیاء کا حقِ اعتراض ساقط نہ ہوگا" ان سے ضرر" ننگ وعار" دور کرنے کیلئے پس

56

اس دن کو جو اس کی مثل ہے، حق حاصل ہے کہ وہ راضی نہ ہو اس لیے کہ یہ کل کا حق ہے۔ پس یہ ساقط نہ ہوگا مگر کل کی رضا کے ساتھ۔ (حاشیہ کنز الدقائق صفحہ ١٠١)

اور صاحب تحقیق الحق مبسوط کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں۔

و قال ابو یوسف لا یکون رضا البعض کالکل کما اذا اسقط احد الدائنین حقه من المشترك (بحر) و جه قولهم ان طلب الکفاءة حق جمیع الاولیاء فاذا رضی منهم واحد فقد اسقط حقه دون غیره کالدین المشترك اذا ابرء احدهم و ان نهین رجلان عبدا ثم رده احدهما او سلم احد الشفیعین او عفی احد الولدین عن القصاص یصح فی حق نفسه دون غیره و کذالك لو قذف ام جماعة و صدقه احدهم کان للباقین حق المطالبة بالحد و الدلیل علیه انها لو زوجت نفسها من غیر کفو کان للاولیاء ان یفرقوا ولم یکن رضاء ها بعدم الکفاءة مبطلا حق الاولیاء فکذالك هناء (انتهی مبسوط السرخسی)

اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ بعض کا راضی ہو جانا سب کے راضی ہو جانے کی طرح نہیں یہ ایسا ہے جیسے دو قرض خواہوں میں سے ایک کا اپنا حصہ چھوڑ دینا کفوء کے مطالبہ کا حق سب کو ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جب کوئی راضی ہو تو اس نے اپنا حق چھوڑ دیا نہ کہ دوسروں کا۔ یہ مشترک قرضہ کی مانند ہے جب ایک قرض خواہ نے معاف کر دیا یا یوں ہے کہ جیسے دو آدمیوں نے ایک چیز کسی کے پاس رہن رکھی پھر ایک نے اپنا حصہ واپس لے لیا جیسے کہ دو شفعہ داروں میں سے ایک نے شفعہ

57

چھوڑ دیا جیسے دو ولیوں میں سے ایک نے قصاص معاف کردیا۔ یہ اس کے اپنے حق میں درست ہوگا نہ کہ دوسرے کے حق میں۔ اسی طرح اگر کسی نے چند لوگوں کی ماں پر تہمت لگائی اور ان میں سے کسی نے اس کو سچا قرار دے دیا تو دوسروں کو حد کے مطالبہ کا حق بدستور حاصل ہوگا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی عورت نے خود اپنا نکاح غیر کفوء میں کر دیا تو اولیاء کو حق ہے کہ عورت اس کے خاوند سے لے لیں اور عورت کا غیر کفوء پر خوش ہو جانا اولیاء کے حق کو باطل نہیں کرتا یہی حکم یہاں بھی ہے یعنی عورت کی رضا سب کی رضا نہیں۔ (تحقیق الحق صفحہ ۵۶)

پس ثابت ہوا حق کفائت حق عین ہے جو اولیاء کو دفع ضرر کیلئے دیا گیا ہے۔ اس لیے جب تک تمام اولیاء حقدار صغیر و کبیر اور قریب و بعید اپنا حق کفائت ترک کرنے پر راضی نہ ہو جائیں تو یہ حق ساقط نہیں ہوتا۔ پس سیّدہ فاطمیہ کے غیر کفوء میں نکاح پر اگر اولیاء میں سے ایک بھی ناراض ہو تو یہ نکاح کالعدم تصور ہوگا۔

ان تفصیلات سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ اہل عرف ہر زمانہ میں سیّدہ فاطمیہ کے غیر سیّد سے نکاح کرنے کو باعث ننگ و عار سبب استنقاص اور موجب ہتک عزت سمجھتے ہیں اور ہمیشہ سے سادات کرام اپنی نسب کی اس عار سے حفاظت کرتے چلے آئے ہیں لہٰذا کسی غیر سیّد کو سیّدہ فاطمیہ کا کفو قرار دینا اصول احناف کے خلاف ہے۔

اگرچہ امام اعظمؒ نے بعض دلائل شرعیہ کے پیش نظر ابتداء میں فرمایا تھا کہ غیر کفوء میں نکاح تو ہو جائے گا مگر اولیاء کو بذریعہ عدالت اسے ختم کرانے کا حق حاصل

58

ہے۔لیکن اس وقت کی بات ہے جب احکام شرعیہ کفو وغیرہ ولی کی اجازت پر عوام اور عدالتوں میں عموماً عمل تھا۔مگر اس کے بعد جب فساد کا وہ دور آیا جس میں نہ قاضی اور جج منصف اور نہ عوام میں احکام کا لحاظ رہا۔تو صدیوں سے فتویٰ اس قول پر دیا جاتا ہے جو امام صاحبؒ کے شاگرد امام حسن بن زیاد نے آپ سے نقل کیا۔یعنی ایسا نکاح جس میں ولی کی اجازت نہ ہو غیر کفو میں بالکل باطل ہے۔سرے سے ہوتا ہی نہیں۔جمہور کا اسی فیصلہ سے مطابق عمل ہے۔جیسے کہ تفصیلات پہلے مذکور ہو چکی ہے۔فلہٰذا سادات کرام کی صاحبزادیوں کا نکاح کسی بھی غیر کفو (غیر سید) سے نہیں ہوسکتا کہ انعقاد نکاح کے لیے اولیاء کی رضا واذن ضروری ہے۔جب کہ سیدہ کے اولیا اس امر پر راضی نہیں ہوتے اگر راضی ہوں تو باقی اولیاء ناراض رہتے ہیں بلکہ قتل وخونریزی اور مقدمات تک قائم کر دیتے ہیں۔پس ایسے میں حکم ہے کہ سیدہ کے ساتھ کسی غیر سید کا نکاح نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کسی کو یہ ارادہ کرنا چاہیے۔

علامہ یوسف نبہانیؒ ''الشرف المؤبد'' میں فرماتے ہیں ان سادات کی عورتیں چونکہ دوسری عورتوں پر شرافت رکھتی ہیں ان کے انساب کی حفاظت اور ان کی حرمت کے پیش نظر انہیں غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع کرے۔

(برکات آل رسول صفحہ ۱۰۱)

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۲ پر آپؒ علامہ شعرانیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں سادات کرام کے آداب میں سے یہ ہے کہ ہم ان سے عمدہ بستر، اعلیٰ مرتبے اور بہتر طریقے پر نہ بیٹھیں ان کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح نہ کریں اسی طرح کسی سیّد زادی سے نکاح نہ کریں۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ جب کفوء ہی میں نکاح کرنے کی پابندی ہے اور غیر کفو میں منع کیا گیا ہے تو پھر حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیسے کیا گیا۔ اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح میں وحی الٰہی کے ساتھ حضور ﷺ کا خصوصی اختیار بھی تھا۔

اس قسم کے انفرادی واقعات مسئلہ کفو میں ہمارے موقف پر اثر انداز نہیں ہو سکتے کیونکہ خود زمانہ نبوت اور دور صحابہ میں غیر قریشی مردوں سے قریشی عورتوں کے رشتے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ فاطمہ بنت قیس قرشیہ کا رشتہ حضرت اسامہ بن زید غیر قریشی سے ہوا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف کی ہمشیرہ کی شادی حضرت بلالؓ سے ہوئی جو قریشی نہ تھے۔ اور حضرت حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی خود اپنے آزاد کردہ غلام سے بیاہ دی وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس امر پر تو سبھی حضرات کا اتفاق ہے کہ غیر قریشی قریشی کا کفو نہیں پھر ایسا کیوں ہوا؟ ایک ہی جواب ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے کہ ان عورتوں کے اولیاء نے اپنا حق کفاءت ترک کر دیا تھا اور اجازت دی تھی اور یہ جائز ہے

(فتح القدیر صفحہ ۱۸۷ جلد ۳)

مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان مثالوں کو پیش کر کے کوئی یہ کہے کہ قریش غیر قریش اور سادات غیر سادات میں کفوء کا کوئی مسئلہ نہیں۔ بس خلاصہ یہ کہ سادات فاطمیہ کا کوئی غیر سید خواہ قریشی ہاشمی ہو کفوء نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کوئی غیر سید کتنا ہی بڑا عالم یا بادشاہ کیوں نہ ہو سیدہ کا کفو نہیں ہو سکتا۔

مزید یہ کہ یہ بات عقل سے بھی بعید ہے کہ مسلمان اولاد رسول کریم ﷺ کو

اپنے برابر اور کفو، سمجھنے لگیں اور غیر سیّد سے سیّدہ کے نکاح کے فتویٰ جواز پر اصرار کرنے لگیں۔ اس لیے کہ اہل بیت کرام کے ادب واحترام کا قرآن وحدیث میں جتنا تاکیدی حکم ہے اس کے پیش نظر اگر بصورت تنزل فتویٰ جواز ہی کی طرف مائل ہوں تو بھی تقویٰ تو اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے کہ بہرحال تقویٰ کا مقام فتویٰ سے اوپر ہے۔

صاحب تفسیر روح البیان ازواج مطہرات کی حرمت نکاح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ثم ان حرمة نكاحهن من احترام النبي عليه السلام و احترامه واجب و كذا احترام ورثته الكمل و لذاقال بعض الكبار لا ينكح المريد امراة شيخه ان طلقها او مات عنها و قس عليه حال كل معلم مع تلميذه و هذا لانه ليس في هذا النكاح يمن اصلا لا في الدنيا ولا في الاخرة و ان كان رخصة في الفتوى ولكن التقوى فوق امر الفتوى۔

پھر بیشک ان (ازواج مطہرات) کے نکاح کی حرمت نبی کریم ﷺ کے احترام کی وجہ سے ہے اور آپ کا احترام واجب ہے اور اسی طرح آپ کے ورثا کاملین کا احترام بھی واجب ہے اور اسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مرید اپنے شیخ، پیر کی بیوی سے نکاح نہ کرے اگر اس نے طلاق دی ہو یا فوت ہو گیا ہو اور اسی پر استاد کا حال اپنے شاگرد کے ساتھ قیاس کر لے اور یہ حکم اس لیے ہے کہ ایسے نکاح میں بالکل کسی طرح کی خیر و برکت نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اگرچہ فتویٰ میں اس (نکاح) کی

رخصت ہے مگر تقوی فتوی سے بلند ہے۔ (تفسیر روح البیان صفحہ ۱۳۹ جلد ۷) یعنی از روئے تقوی یہ نکاح جائز نہیں۔

تو معلوم ہوا کہ مرشد اور استاد کی بیوی مرید اور شاگرد کے لیے اس لیے قابل احترام ہے کہ وہ مرشد اور استاد کی بیوی ہے اور مرشد اور استاد قابل احترام ہیں اس لیے نکاح کا فتوی جائز ہونے کے باوجود ان کی بیویوں سے نکاح نہیں کر سکتے اس لیے کہ یہ تقوی کا حکم ہے کہ انکا احترام بجالاؤ اور نکاح کی صورت میں چونکہ ادب و احترام ممکن نہیں لہذا تقوی کا یہی فتوی ہے کہ ان سے نکاح نہ کیا جائے۔ اگر کوئی ایسی غلطی کر بھی لے گا تو اس کی سزا یہ ہوگی کہ دُنیا و آخرت میں کوئی بھلائی نہ پائے گا۔

اس سے یہ بات تو ظاہر ہوگئی کہ مرشد اور استاد کی عورتوں سے نکاح بروئے فتوی جائز ہونے کے باوجود بروئے تقوی ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ مرشد اور استاد کے احترام کی وجہ سے ممنوع ہوا ہے تو جب مرشد اور استاد کی عورتوں کے ساتھ یہ حال ہے تو اس سے اہل بیت کرام کا مقام خود سمجھ لیں جو بلا واسطہ خاندان نبوت ہونے کی وجہ سے انتہائی قابل احترام ہیں اور ان حضرات کو جو مراتب میسر ہیں وہ حضور ﷺ کی وجہ سے ہیں۔ پس تمام کائنات میں ان کا احترام بھی سب سے زیادہ ہے۔ جب مرشد اور استاد کی عورتوں کا احترام اس حد تک ہے تو خاندان نبوت کی عورتوں کا حال اس سے سمجھ لیں اگر نظر جواز پر ہو تو بھی تقوی اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ان حضرات کی عورتوں سے نکاح کا قصد کرے جب نکاح کی صورت میں مرشد اور استاد کی عورتوں کا ادب و احترام ممکن نہیں تو خاندان نبوت کی عورتوں سے نکاح

کر کے کون ان کے ادب واحترام کا حق ادا کرسکتا ہے۔

اس لیے صاحب نورالابصار نے فرمایا ہے۔

"ان من الادب لا یتزوج احدنا شریفة الا ان عرف من نفسه ان یکون تحت حکمها و اشارتها و یقدم لها نعلها و یقوم لها اذا وردت علیه ولا یتزوج علیها"۔

بے شک یہ چیز ادب میں سے ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص کسی سیدہ کے ساتھ نکاح نہ کرے ہاں جب وہ اپنی حالت کو خوب اچھی طرح جان لے کہ اس سیدہ کے حکم کے تحت رہے گا اور اس کے اشارے پر چلے گا اور اس کے آگے جوتیاں پیش کرے گا اور جب وہ اس کے پاس آئے گی تو وہ اس کے لیے کھڑا ہو جائے گا اور اس پر دوسری شادی نہ کرے گا (نور الابصار صفحہ ۱۳۰' الشرف المؤبد لآل محمد وغیرہ)

صاحب نور الابصار کا یہ ارشاد غیر سیدوں کو سیدات سے نکاح کی ترغیب کے لیے نہیں بلکہ ممانعت کے بعد چیلنج کے طور پر ہے کہ کون ہے جو ان شرائط آداب کو بجالانے کی ہمت رکھتا ہے؟ تو جب اتنے تاکیدی امور آداب کوئی بجالا نہیں سکتا تو پھر سیدات کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیوں کرے۔

فقہاء کا ارشاد ہے "من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل" جو حالات اہل زمانہ کو نہ جانے وہ جاہل ہے۔ پس اگر ہم معاشرہ پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بیوی خاوند میں بات بات پر تو تو میں میں تکرار کے ساتھ ساتھ ان بن ہونے کے ساتھ کیا کیا مغلظات نہیں سناتے؟ جہاں بھر کی گال گلوچ لعن طعن کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔

توجب کسی غیر سید کے نکاح میں سیدہ ہوگی تو ناراضگی اور جھگڑے کی صورت میں خاوند جب گال گلوچ کرے گا اور اس کے ساتھ اس کے آباؤ اجداد کو بھی گالیاں دے گا تو کیا یہ گال گلوچ حضرت فاطمہؓ سے ہوتی ہوئی حضور نبی کریم ﷺ تک نہ پہنچیں گی۔ جب ایسا ہی ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو کیا اس شخص کا ایمان سلامت رہے گا؟ ہرگز نہیں یہ سب تباہی سیدہ کے ساتھ نکاح کرنے کی صورت میں رونما ہوئی ثابت ہوا کہ سیدہ اور غیر سید میں عدم کفات کی وجہ سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ وہاں سیدہ کے نکاح کی صورت میں ایذاء حضرت فاطمہؓ ہے اور ان کا ایذاء ایذائے رسول ﷺ ہے۔ اس لیے کہ سادات کرام حضرت فاطمہؓ کے جزو ہیں اور جناب فاطمہؓ حضور ﷺ کی جزو ہیں۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح وثابت ہے۔

چنانچہ صاحب تفسیر روح المعانی فرماتے ہیں۔

"و معلوم ان اولاد بضعة منها فیکونون بواسطتها بضعة منه ﷺ وھذاغایة الشرف لا و لادھا"۔ اور یقیناً معلوم ہے کہ فاطمہؓ اولاد کیلئے ان کے واسطے سے ان کی ساری اولاد حضور ﷺ کی جزو ہوئی اور ان کی اولاد کیلئے انتہائی بزرگی وشرف ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۱۶۴ جلد ۱۳)

توجس چیز سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو تکلیف پہنچے اس سے یقیناً حضرت فاطمہؓ کو ایذاء پہنچتی ہے اور حضرت فاطمہؓ کی ایذا حضور ﷺ کی ایذاء ہے جو قطعاً ہر حال میں حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ" اور تمہیں جائز نہیں کہ رسول اللہ کو ایذاء دو۔ معلوم ہوا ایذاء رسول اللہ ﷺ ہر حال اور

64

ہر صورت میں مطلق حرام ہے اور ایسا جرم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جرم عظیم قرار دیا ہے۔ پس اس سے یہ ضابطہ نکلا کہ جس کام میں بھی ایذاء وا ہانت رسول ﷺ ہو وہ عند اللہ جرم عظیم ہے اور ہر حال اور ہر صورت میں مطلق حرام ہے خواہ وہ کام خود کسی امر مباح اور جائز معاملہ میں ہو۔ مثلاً "ہر آزاد مسلمان مرد کیلئے حسب ضرورت چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع" مگر حضرت علیؓ کیلئے سیدہ فاطمہؓ کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح جائز نہ رہا سبب کیا تھا؟ ایذاء رسول ﷺ، کہ جب بنی ہشام کی طرف سے اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا تمہیں اس کی اجازت نہیں تین بار یہ فرمان صادر ہوتا ہے اور سبب یہ بیان فرمایا کہ "فانما ابنتی بضعة منی یریبنی ما رابها و یوذینی ما اذاها" کہ میری بیٹی فاطمہ میرا جزو بدن ہے جو اسے ناگوار ہے وہ مجھے بھی ناگوار ہے اور جو اس کو ایذا ہے وہ میرا بھی ایذا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں "قال العلماء فی هذا الحدیث تحریم ایذاء النبی بکل حال و علی کل وجه ان تولد ذلك الا یذاء مما کان اصله مباحا" اس حدیث کے واقعہ سے علماء اسلام نے یہ قاعدہ کلیہ مستنبط فرمایا ہے کہ ایذا رسول ﷺ جس حال میں اور جس وجہ سے ہو حرام ہے اور یہ ایذاء چاہے کسی جائز مباح کام ہی سے پیدا ہو (مسلم شریف صفحہ ۲۹۰ جلد ۲، مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۲۴۷) پس سیدہ کے لیے غیر سید چونکہ غیر کفوء ہے اس لیے اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ نیز سیدہ کی تکلیف وایذاء جناب فاطمہؓ کی تکلیف وایذا ہے اس لیے اس کا مرتکب بھی ایمان سے خالی ہو جائے گا۔

لہذا نکاح ناجائز ہے اور خاندان نبوت کا ادب واحترام فرض ہے چونکہ نکاح کی صورت میں وہ مطلوبہ آداب واحترام بجالانے ممکن نہیں لہذا نکاح جائز نہیں۔

پھر یہ پہلو خاص غور طلب ہے کہ جس طرح ہمارے معاشروں میں لعن طعن اور گالی گلوچ جیسی قبیح رسم ایک اہم عنصر کی حیثیت سے داخل ہو چکی ہے۔ جب بھی کسی سے کوئی قصور یا کوتاہی واقع ہوتی ہے فوراً اس کے خاندان کے اعلیٰ ترین افراد تک کو مطعون وقصوروار سمجھ لیا جاتا ہے اور انہیں گالی دی جاتی ہے کہ تیرے بڑے فلاں کی ایسی تیسی۔ ایسی صورت میں تو ایمان ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے زندگی بھر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

دیکھئے آیت "لا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم" (سورۃ انعام) سے علماء اصول نے سد ذرائع کا ایک ایسا ضابطہ نکالا ہے جس پر عمل کے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں "واستدل بالآیۃ علی ان الطاعۃ اذا ردت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکھا فان مایودی الی الشر شر "(روح المعانی صفحہ ۲۰۲ جلد ۷، روح البیان صفحہ ۸۳ جلد ۳ مظہری صفحہ ۲۷۶ جلد ۳) تفسیر ضیاء القرآن میں ہے علما اصول نے اس آیت سے سد ذرائع اخذ کیا ہے جس کا مختصراً مطلب یہ ہے کہ ہر مباح کام جب کسی معصیت کا سبب بن جائے تو اس کو ترک کر دیا جائے گا۔ (ضیاء القرآن صفحہ ۵۹۰ جلد ۱)

معارف القرآن میں ہے "اس واقعہ اور اس پر قرآنی ہدایت نے ایک بڑے علم کا دروازہ کھول دیا اور چند اصولی مسائل اس سے نکل آئے۔ مثلاً ایک اصول

یہ نکل آیا کہ جو کام اپنی ذات کے اعتبار سے جائز بلکہ کسی درجہ میں محمود بھی ہو اس کے کرنے سے کوئی فساد لازم آتا ہو یا اس کے نتیجے میں لوگ مبتلائے معصیت ہوتے ہوں وہ کام بھی ممنوع ہو جاتا ہے (معارف القرآن صفحہ ۴۲۱ جلد ۳)

ان تفسیری حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اگر غیر کفو میں سیدہ کے نکاح پر اذن اولیاء ہو بھی جائے تو بھی بعض ایسی شرعی رکاوٹیں حائل ہیں جن کی وجہ سے اس نکاح کے عدم جواز کو فوقیت حاصل ہے۔ فلہذا غیر کفو میں نکاح ناجائز ہے کہ اس طرح کرنے سے فتنہ و فساد اور قتل و غارت کے علاوہ رنگا رنگ مقدمات اور فسادات کے دروازے کھلتے ہیں۔ خصوصاً سیدہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز ہے کہ اس میں سابقہ قباحتوں کے علاوہ بعض اوقات ایمان سے ہاتھ دھونے کے بھی حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ کوئی بھی غیر سید کسی بھی سیدہ کے ساتھ نکاح کا قطعاً ارادہ نہ کرے۔ اس لیئے محتاط اور محقق علماء کرام و مشائخ طریقت نے سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کو ناجائز اور خاندان نبوت کے لیئے باعث ننگ و عار قرار دیا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

ممکن ہے کہ کوئی یہ شبہ وارد کرے کہ قرآن پاک میں محرمات کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جس میں سیدات مذکور نہیں اگر سیدات کے ساتھ غیر سیدوں کے نکاح ناجائز ہوتے تو ان کو محرمات میں ذکر کر دیا جاتا۔ حالانکہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیئے باقی عورتیں حلال کی گئی ہیں۔ پس سیدات کے نکاح جائز ہوئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ محرمات کے علاوہ ہر عورت کے ساتھ نکاح کو جائز

قرار دینا کلی جہالت اور نادانی ہے۔ دیکھئے ازواج النبی کاذکر محرمات میں نہیں مگر امت پر وہ حرام ہیں۔ اسی طرح چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح ناجائز ہے۔ اس کاذکر محرمات میں کہاں ہے۔ اس طرح کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس لیئے قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃاللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔

"ان قوله تعالی واحل لکم ماوراء ذالکم لیس بعام یدل علی حل کل امرة غیر المحرمات المذکورة" بے شک اللہ تعالی کا ارشاد "واحل لکم ماوراء ذالکم" ایسا عام نہیں جو اس بات پر دلالت کر سکے کہ محرمات مذکورہ کے علاوہ ہر عورت حلال ہے۔ (تفسیر مظہری صفحہ۲۲ جلد۲)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سیدہ کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز نہیں۔

علماء امت ومشائخ طریقتؒ کے چند فتاویٰ

۱۔ مرشد العلماء مخدوم الفضلاء شمس العارفین قبلہ عالم **خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد خان ساکن ملہوٹ نے مولوی عبدالحق ساکن ملہوٹ کے حسب حکم واجازت ایک سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا ہے اور کسی قریبی اور بعیدی ولی کی رضامندی اس پر نہیں۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

جواب: "وھوالملھم للصدق والصواب "نکاح مذکورہ جائز نہیں اور جواز کا

فتویٰ دینے والے نے فقط سیدہ مذکورہ کے ورثا پر ظلم نہیں کیا بلکہ تمام اہل اسلام پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ حسب ارشاد "النبی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ" اور حدیث "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" اہل قرابت سے محبت رکھنا تمام اہل اسلام اصول ایمان سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے نکاح مذکورہ صورت میں محبت مذکورہ کی وجہ سے ہزار ہا دل اہل بیت کی ہتک حرمت سے رنجیدہ ہوں گے اور تمام متون فقہ اس قسم کے نکاح کے عدم جواز پر متفق ہیں کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے۔

"العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان عالما او سلطانا وھو الاصح" (درمختار)

اس صورت مذکورہ میں یہ صحبت زنا ہوگی لہٰذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ سیدہ کو عجمی سے جدا کرائیں اور مفتی پر لازم ہے کہ آئندہ اس قسم کے فتووں سے اجتناب کرے۔ جن میں ہتک حرمت اہل بیت کرام ہو۔ اور یہ وجہ پیش نہیں کرنی چاہیے کہ سیدہ کا اولاد رسول ﷺ سے ہونا یقینی نہیں کیونکہ اگر اس امر کا یقین نہیں تو یہ یقین کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ غیر سیدہ ہے۔ لہٰذا اہل ادب کے لیئے تھوڑی سی نسبت بھی کافی ہے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ قیس بن عامر (مجنوں) لیلیٰ کی محبت میں ہر سیاہ چیز سے محبت کرتا تھا۔ حتیٰ کہ سیاہ کتوں کو بھی پیار کرتا تھا چنانچہ حضرت محی الدین اکبر رضی تعالیٰ اللہ عنہ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ سیاہ کتے مجنوں کو تکلیف پہنچاتے تھے مگر وہ ان سے محبت کرتا تھا۔ کیونکہ اس کی معشوقہ لیلیٰ کے نام کوئیل یعنی رات سے

مناسبت تھی۔ جو سیاہ ہوتی ہے حالانکہ یہ محبت خدا کے نزدیک کچھ مفید نہیں پس اہل بیت کرام کی محبت اور مودت جس کا امر ہمیں سرکار مدینہ علی صاحبہا صلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہوا اور جو ہمیں خدا کے نزدیک مفید ہے اسکی کم از کم اتنی رعایت تو لازم ہے جتنی ایک مجازی محبت والا کرتا ہے۔ پس اگر تیری محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے سچی ہے تو ضرور حضور ﷺ کے اہل بیت کو دوست رکھے گا اور ان سے جو امر تیری طبع کے خلاف واقع ہوگا اسے یہ سمجھتے ہوئے کہ تقدیر الٰہی ایسے ہی تھی لہٰذا اہل بیت سے تکالیف پہنچنے میں لذت محسوس کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھے گا۔ جس کی وجہ سے تو نے اہل بیت سے محبت کی ہے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی حرمت کا خیال نہ کرنے میں مکر الٰہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تیرا خیال ہو کہ میں دین الٰہی کی حفاظت کرر ہا ہوں۔ (فتاوی مہریہ صفحہ ۱۳۵۔ مکتوبات طیبات صفحہ ۳۹۲)

۲۔ جس دن حضور انور قدس سرہ بکروالہ میں تشریف لے گئے راجہ محمد خان علاقہ دار ورئیس بکروالہ نے میاں محمد صاحب کھڑی والا کی جانب سے بعد سلام مسنون عرض کی کہ دربارہ پیغام نکاح مرد امتی سیدہ کے ساتھ ایسے نکاح کے فتویٰ جواز سے دنیا میں طوفان بے ادبی پیدا ہوگا اور ان ایام میں موضع چکڑالی میں یہ واقع پیش آیا ہوا تھا۔ حضور انور قدس سرہ نے بعد جواب سلام فرمایا کہ ایسے گستاخوں اور بے ادبوں کو ہماری جانب حوصلہ نہیں پڑتا۔ عترت نبوت کے بے ادب قسمت کے بدبخت ہیں ہمارے پاس نہیں آتے اور نہ ہم ان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

جو مفتی صاحبان علم کی تصغیر عویلم کرنے سے اور علماء کے جوتے کی توہین

کرنے پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے ہیں لیکن سفینہ محمدی کی حرمت وتکریم کا انہیں کوئی پاس نہیں کس قدر انصاف سے بعید ہیں۔حالانکہ علماء کا شرف وصف علم سے ہے ذاتی نہیں اور وہ بھی عمل کے بغیر تو محض چھلکا بے مغز ہے اور اہل بیت نبی کا شرف ذاتی ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف انتساب کی وجہ سے انہیں موہوب ہوا۔

(ملفوظات مہریہ صفحہ ۱۲۷ ملفوظ ۱۸۱)

۳۔ عالم ربانی فاضل حقانی مولانا **نظام الدین ملتانی** خلیفہ ارشد سلطان العارفین سلطان باہوؒ

سوال: سیدہ صحیح النسب کے ساتھ عالم یا بے علم شخص زمیندار نے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا کہ نہیں؟

جواب: نکاح سیدہ سے عامی شخص کا چاہے وہ صاحب خاندان یا عالم فاضل ہو نزدیک محققین اہل سنت وجماعت کے صحیح مذہب میں جائز نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کے برابر کوئی خاندان نہیں چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ فرمایا آپ نے "انا خیرهم نفسا و خیرهم بیتا" میں تمام آدمیوں سے بہتر ہوں اور میرا خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ ہے اور میرے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے تمام خاندانوں سے چن لیا ہے اور غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ عجمی مرد کفو عربیہ کا نہیں ہوسکتا۔ "وهو هذا لا یکون کفو العربیة و لو کان العجمی عالما او سلطانا وهو الاصح" اور درمختار میں ہے "و تعتبر الکفاءة للزوم النکاح" یعنی کفات معتبر کی کفائت واسطے لزوم نکاح کے اور ہدایہ صفحہ ۱۱ جلد ۲ میں ہے "الکفائة فی النکاح معتبرة قال علیه السلام

71

الالایزوج النساء الاالاولیاء ولا یزوجن الا من الا کفاء "یعنی کفات معتبر ہے نکاح میں جیسا کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے نہ نکاح کریں عورتوں کا مگر ولی اور نہ نکاح کی جاویں مگر ان مردوں سے جو کفو ہیں یہ حدیث دار قطنی و بیہقی میں ہے اور یہی ہدایہ میں ہے "الکفاۃ تعتبر فی النسب والاصل فیہ قولہ علیہ السلام فقریش اکفاء بعض لبعض بطن ببطن والعرب بعضھم اکفاء لبعض قبیلۃ قبیلۃ" اور در مختار میں ہے "المراد بالعجم من لم ینسب با حدی قبائل العرب ھکذافی فتاوی عبدالحی "(صفحہ ۱۲ جلد ۲) میں خود بائیں طور بعض مجوزین کا قول نقل کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔"وھوھذاان الفقیہ کفو العلوی لان شرف الحسب فوق شرف النسب وھکذاذکر فی المحیط وقال فی المضمرات الاصح انہ لا یکون کفوا کالسلطان والعالم" اور فتاوی ابراہیم شاہی فتاویٰ نادر الجواہر قلمی صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے "مجھول النسب لا یکون کفوا للمعروف النسب الصحیح عندابی حنیفۃ" یعنی مجہول النسب معروف النسب والے کے واسطے کفو نہیں ہوتا۔امام صاحب کے نزدیک یہی صحیح ہے۔پس اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ سیدہ علویہ کے ساتھ نکاح کسی عالم و سلطان وغیرہ کا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ نہ تو ہم کفو ہیں اور نہ ہی ہم لوگ اہل عرب ہیں۔اور نہ ہی ہمارے انساب صحیح اور درست ہیں اور نہ ہمارا شجرہ نسب ان سے کہیں مل سکتا ہے اور بعض لوگ جو بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ سیدہ کے ساتھ (غیر سید) کا نکاح جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور کریم علیہ السلام نے آپس میں رشتہ داری کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام

قریشی قبیلہ واحد اور اہل عرب اور صحیح النسب اور دور ونزدیک میں برابر اور اہل تقویٰ اور ایک دوسرے کے جانثار تھے۔لہٰذا ان کے جائز ہوئے اور ہم لوگوں میں یہ امور کہاں؟ (فتاوی نظامیہ صفحہ ۴۰۔۴۲)

صاحب شرح انواع فرماتے ہیں۔

اس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ کیا عام شخص سیدہ کا کفو ہے۔صحیح یہ ہے کہ علوی سیدہ کا کفو نہیں جیسے فتاوی عالمگیری میں ہے" وفی الینابیع والعلوی کفو للعجمیۃ والعجمیۃ الاصح انہ لا یکون کفوا للعلویۃ" (شرح انواع صفحہ ۳۹)

صاحب فتاوی بغیۃ المسترشدین فرماتے ہیں۔

"شریفۃ علویۃ خطبہا غیر شریف فلا اری جواز نکاح وان رضیت و رضی ولیہا لان ہذا النسب الشریف الصحیح لا یسامی ولا یرام "یعنی ایک غیر سید شخص نے ایک سیدزادی کو پیغام نکاح دینا چاہا ہے تو شرعی حکم کیا ہے۔جواب دیا کہ اگر چہ وہ سیدزادی اور اس کا ولی اس نکاح پر راضی ہو جائیں تو بھی یہ نکاح جائز نہیں اس لیے کہ یہ نسب سیادت صحیح کسی دوسرے کا برابر اور کفو نہیں۔

(بغية المسترشدين صفحہ۱۲۰)

مجاہد تحریک پاکستان اور رفیق قائداعظمؒ اور مرشد چوہدری غلام عباسؒ شیخ المشائخ امیر ملت **حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ** ایک دفعہ قیام حیدرآباد دکن کے زمانے میں آپ کو معلوم ہوا کہ وزیر اعظم نے کسی نوعمر سیدزادی کو جو ایک زنانہ ہائی سکول میں معلمہ تھی

اغواء کر کے نشانہ ہوس بنایا اور اس کو اپنی زوجیت میں لایا ہے۔اس پر آپ نے روزانہ کی مجالس وعظ میں اس کی خوب خبر لی اور سادت کی خاندانی عظمت اور نسبی شرافت کے متعلق وضاحت فرمائی اور احتراماً غیر سید سے سیدزادی کے نکاح کو غیر صحیح قرار دیا (اس مسئلہ پر دارالافتاء جامعہ نظامیہ دکن کا فتوی شائع ہو چکا تھا)۔تذکرہ شاہ جماعت صفحہ ۲۳۵۔

استاد العلماء شیخ الحدیث و التفسیر مولانا ابو رشید محمد عبدالعزیز سابق خطیب جامع مزنگ لاہوری

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح میں کفو کا بھی کچھ اعتبار ہے یا "الاسلام ملة وحدة" سے سب برابر ہیں اور تیلی سیّدہ کا کفوء ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: "الجواب بعون الملك الوهاب" نکاح میں کفات معتبر ہے اور تیلی سیّدہ کا کفو نہیں اور نہ ہی اس کا نکاح سیّدہ سے درست ہے۔جیسا کہ عبارات کتب متداولہ فقہ مندرجہ ذیل اس پر دلیل ہیں۔(ہدایہ شریف صفحہ ۲۰ جلد ۲)

"الكفاءة فى النكاح معتبرة قال عليه الصلوة والسلام الالا يزوج النساء الا الاولياء ولا يزوجن الا من الاكفاء" دوسری جگہ اس طرح ہے الكفاة معتبر فى النسب لانه يقع به التفاخر اور درالمختار میں ہے "وتعتبر الكفاءة للزوم النكاح" اور اسی میں ہے "فقريش اكفاء لبعض والعجمى لايكون كفوا للعربية ولو كان العجمى عالما او سلطانا وهو الاصح "(عالمگیریہ صفحہ ۱۷ جلد ۲) "والاصح انه لا يكون كفوا للعلوية كذا فى غاية السروجى "فتاوی

74

برہنہ صفحہ۵۴ جلد۲ میں ہے پس "عالم و وجیھہ چوں سلطان کفو علویہ ساشدو ھو الاصح اور کوکب المشرفہ مصری" صفحہ۱۰ میں ہے و معنی "اعتبار ھا انھا متعبرۃ فی لزوم علی الاولیاء حتی انہ عندعدمھا یجوز للولی الفسخ و فی روایۃ الحسن المختار للفتویٰ ان العقدہ یصح والا عتبار حینئذفی الصحۃ اور فتاوی" مولوی عبدالحی صفحہ۳۲۸ جلد۲ میں ہے "یفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا و ھو لمختار للفتویٰ لفساد الزمان" (درمختار) دوسری جگہ اس فتاویٰ میں یوں مرقوم ہے "و روی الحسن عن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان النکاح لا ینعقدو بہ احد کثیر من مشائخنا کدافی المحیط والمختار فی زمانا روایۃ الحسن اقرب الی الا حتیاط کذافی فتاویٰ قاضی خان فی فصل شرائط النکاح" ان روایات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ نکاح باطل ہے اور قول مفتیٰ بہ کے موافق بالکل نکاح کا انعقاد ہی نہیں ہوا۔ پس بغیر تفریق قاضی یا حاکم وقت کے عورت اس مرد سے خود جدا ہوسکتی ہے کیونکہ یہ نکاح شرعا نکاح نہیں اور محض باطل ہے (عزیز المعظم فی اکرام المکرم صفحہ ۷)

الحاصل سادات کرام کی تعظیم من کل الوجوہ ضروری ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کی غیر سید سیدہ کے ساتھ نکاح کا قصد نہ کرے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ اگر چہ وہ شخص عالم اور بادشاہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بموجب اقوال فقہائے محققین اصح یہی ہے کہ بوجہ کفو نہ ہونے کے نکاح درست نہیں اور منعقد نہیں ہوتا۔

(عزیز المعظم فی اکرام المکرم صفحہ۶)

یاد رہے کہ یہ کتاب ''عزیز المعظم'' ۱۳۲۱ھ کو طبع ہوئی ہے۔ جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کی تصدیقات اور فتاویٰ درج ہیں۔ خصوصاً بریلی شریف کا فتویٰ بھی درج ہے۔ جن علماء نے اس کتاب کی تصدیق کی ہے اور اس مسئلہ پر مہر ثبت کی ہے ان کے نام درج ہیں۔

مولانا جماعت علی، مولانا احمد علی خطیب شاہی مسجد، مولانا محمد یار خطیب طلائی لاہور، مولانا محمد عالم مدرس نعمانیہ و خطیب مسجد گمٹی لاہور، مولانا غلام مرشد مدرس اول نعمانیہ لاہور۔ مولانا حافظ جمال الدین لاہور، مولانا صاحبزادہ عبدالروف ایبٹ آبادی، مولانا شاہ رسول مدرس نعمانیہ لاہور، مولانا پروفیسر نجم الدین، پروفیسر اورینٹل کالج لاہور، مولانا عبدالرسول مسجد کرولی، مولانا گل محمد خطیب جامع مسجد روضہ شریف مزنگ لاہور، مولانا ابو محمد احمد امام مسجد صوفی لاہور، مولانا احمد علی شیرانوالہ دروازہ لاہور، مولانا اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سید محمد دیدار علی شاہ صاحب آگرہ حال خطیب مسجد وزیر خان لاہور، مولانا عبدالسمیع صاحب بنارس، مولانا غلام احمد فریدی حنفی مرار آبادی۔

استفتاء از دار الافتاء

مدرسہ اہل سنت و جماعت اعنی فتویٰ علماء کرام بریلی جماعت رضائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مفتی نے ایک سیدہ کا نکاح تیلی سے کر دیا کیا یہ نکاح درست ہو گیا ہے یا نہ۔ اگر عورت کے ولی اعتراض نہ

76

کریں تو کیا مسلمان با غیرت سبب ہتک قرابت رسول اللہ ﷺ کے اعتراض کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ کا جواب بالتفصیل مع مواہیر علماء کرام تحریر فرما کر ارسال کریں

جواب: تو ظاہر ہے کہ اصلی سادات کرام شریف ترین مردمان ہیں۔ دھنیے، جولا ہے، تیلی، تنبولی وغیرہ ان کے کفو نہیں پس سیدہ مذکورہ کا نکاح اس تیلی کے ساتھ غیر کفوء میں ہوا، سیدہ کے اولیاء کو اگر ضرور عار و ننگ ہو گی وہ نکاح فسخ کرا سکتے ہیں اور کوئی ان سے وا نکاح فسخ نہیں کرا سکتا کہ ظاہر الروایت میں لزوم نکاح کے لیے کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے اور اولیاء کو حق فسخ دیا گیا ہے نہ کہ ان کے غیر کو۔ بلکہ بروایت حسن رحمۃ اللہ علیہ تو غیر کفوء میں نکاح صحیح ہی نہیں۔ یہی مختار ہے اس پر فتویٰ ہے بناء بریں سیّدہ مذکورہ کا نکاح اس تیلی سے قطعاً ہوا ہی نہیں سیّدہ کو فوراً اس تیلی سے جدا کرنا چاہیے۔ درمختار میں ہے "والکفاءۃ حق الولی والصحۃ علی روایۃ الحسن المختار للفتوی" اس میں ہے "اذا نکحت غیر الکفو فللاولیاء حق الفسخ و ھذا ظاھر الروایت اما علی روایۃ الحسن فالعقد فاسد و تقدم انھا المفتی بھا واللہ تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ واتم۔ کتبہ فقیر حشمت علی غفرلہ الولی سنی حنفی بریلوی" تیلی سے سیّدہ کا کفوء نہیں اور فتویٰ اس پر ہے کہ غیر کفوء سے نکاح نہیں ہوتا، فسخ کی کیا حاجت "واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ بریلی" (صاحب بہار شریعت)

بے شک فتویٰ اس پر ہے کہ ایسا نکاح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ رحم علی غفرلہ مدرس منظر اسلام بریلی الجواب صحیح محمد عبدالعزیز عفی عنہ مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی

الجواب صحیح۔ فقیر محمد رضا عفی عنہ بریلی۔

صح الجواب۔ محمد عاشق علی عفی عنہ۔

اصاب من اجاب ۔فقیر محمد حسین رضا مدرس پنجم مدرسہ منظر الاسلام بریلی محلّہ سوداگری۔ بلا شبہ سیدہ کی شان اس سے ارفع ہے کہ اس کا شوہر ایک تیلی ہو وہ ہرگز سیدہ کا کفوء نہیں اور فساد زمانہ کے باعث مختار للفتویٰ یہی ہے کہ غیر کفوء سے نکاح باطل ہے اور جب نکاح باطل ٹھہرا تو تمام اہل اسلام کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس سیدہ کی عصمت کو اس تیلی غیر کفوء سے جس سے اس سیدہ کا نکاح اصلانہ ہوا بچائیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فقیر مصطفٰے رضا خان)

درمختار میں ہے ویفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا و ھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(محمد حامد رضا خان سنی حنفی قادری بریلوی)

مولانا محمد عبدالحی ہزاروی مدرس مدرسہ احیاء العلوم راولپنڈی کا ایک اہم فتویٰ بصورت اشتہار مطبوعہ ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل علماء کی تصدیقات اور ان کے اقتباسات درج ہیں۔ مولانا محمد اسحاق مانسہروی، مولانا مولا بخش خطیب جامع مسجد راولپنڈی، مولانا اصغر علی شاہ کوٹھیالہ ضلع ہزارہ، مولانا فضل الرحمٰن اوتلوی، مولانا محمد اعجاز احمد خطیب جامع مسجد صدر بازار راولپنڈی، مولانا مسعود الرحمان ہزاروی، مولانا ابراہیم مظفر آبادی، مولانا محمد شریف، مولانا سید نور حسن شاہ پرانا قلعہ راولپنڈی

78

یہ فتویٰ بصورت اشتہار پیر سید رسول شاہ اگروروی نے باہتمام مولانا محمد اسحاق مانسہروی سالہا سال پہلے مشتہر کیا تھا۔

الاستفتاء

ماقولکم رحمکم اللہ اندریں مسئلہ کے موجودہ وقت میں مسلمانوں کی دیگر تباہیوں کے منجملہ ایک بڑی تباہی یہ ہے کہ اہل بیت کی حرمت بالکل نہیں یہاں تک کہ سیدزادیوں سے بڑے زور وشور سے شادی کی جارہی ہے۔ نہ کفو کا لحاظ ہے اگر کفو کے متعلق ان سے باز پرس کی جاتی ہے تو جوابا کہتے ہیں کہ عجمیوں نے اپنی نسب ضائع کر دی ہے اور کہتے ہیں کہ مسئلہ ظاہر روایت میں ہے اور ظاہر الرویت احناف کے نزدیک معمول بہا ہے۔ اب موجودہ وقت میں اس فاسق فاجر نے جو غیر سید ہے بغیر رضا اولیاء کے سیدزادی سے نکاح کر لیا ہے اور اولیاء نے عدالت انگریزی میں دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ ابھی تک اس کا فیصلہ کوئی نہیں ہوا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ اور کفوء عجم میں شرط ہے یا نہ؟

الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں نکاح ناجائز ہے اور اس بارے میں ظاہر الروایت متروک العمل ہے۔ بجائے اس کے حسن بن زیاد کی روایت پر فتویٰ ہے اور والعجماء ضیعوا انسابھم حکم عام نہیں کیونکہ مدار اس حکم کا عرف پر ہے یعنی جس مقام پر قبائل میں عار باقی ہے وہاں کفو بھی شرط ہے اور جہاں عار نہیں وہاں شرط بھی

نہیں۔سب سے پہلے ہم دار قطنی اور بیہقی کی حدیث پیش کرتے ہیں "اخرج الدار قطنی و البیہقی فی سسهما عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ لا تنکحوا النساء الامن الاکفاء کدافی تخریج الزیلعی و فی فتح القدیر عن دار قطنی عن ابن عمر مرفوعاً الناس اکفاء قبلیة بقبیلة عربی بعربی مولی بمولی الا حائکا او حجاما و فیه بعض طرقه کحدیث بقیة هو الذی روی انما لیس من الضعف بذلك فقد کان شعبة معظم بقیة و ناهیك با حتیاط شبعة و ایضاً تعدد طرق الحدیث یرفعه الی الحسن و علی قول در محتار (حرفة) فی ردالمحتار ذکر الکرخی ان الکفاة فیها معتبرة عند ابی یوسف وان ابا حنیفة فیها بنی الامر علی عادة العرب ان موالیهم یعملون هذه الاعمال و لایقصدون بها الحرف و لا یعیرون بها و اجاب ابو یوسف علی عادة اهل بلا ده و انهم یتخذون ذالك و حرفة فیعیرون بالدنی منها فلا یکون بینهما خلاف فی الحقیقة (بدائع) فعلی هذا لو کان من العرب والعجم وایضاً فیه بعد الکلام فی التکافو حرفة وفی الفتح ان الموجب هوا ستنقاص اهل العرف فیدور معه"

(شامی صفحہ ۵۲۷ جلد۲)

ان روایات حدیثیہ اور فقہیہ سے معلوم ہوا کہ دنآت وغیر دنآت حرفہ میں ضرور معتبر ہے اور مدار اس کا عرف پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اعتبار کیا گیا ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ فقہاء کرام جو عجم میں نسب معتبر نہیں کرتے مطلق نہیں بلکہ مقید

ہے اس وقت کے ساتھ کہ عرف ناس میں لوگوں میں فرق اعلیٰ وادنیٰ نہ رہے بلکہ سب یکساں سمجھے جائیں اور اگر اعلیٰ وادنیٰ کا فرق کریں تو ضرور کفوء معتبر ہے۔ جیسا کہ احادیث مندرجہ بالا میں واضح ہوگیا۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

"ثم المرءۃ اذا زوجت نفسھا من غیر کفو صح النکاح فی ظاھر الروایۃ عن ابی حنیفہ ان النکاح لا ینعقد اصلا و بہ اخذ کثیر من مشائخنا کذافی المحیط و المختار فی زماننا للفتوی روایۃ الحسن۔ وقال الشیخ الامام شمس الائمۃ السرخسی روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط کذافی فتاویٰ قاضی خان و قال الجلپی قولہ فی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ لا ینعقدای یجوز النکاح ان کان کفواو الا لا یجوز اصلاً و ھو المختار للفتویٰ لفسادالزمان قال شمس الائمہ السرحسی روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط۔ اقول انسد علیھا باب التزویج من غیر کفو و ھکذا فی الدرر شرح غرر للامام ملا خسرو و قال فی شرح الیاس و روی الحسن عن ابی حنیفۃ بطلانہ بلا کفو و بہ اخذ کثیر من مشائخنا" اور علاوہ اس کے قاضی امام فخر الدین اور جامع الرموز اور ابوالمکارم و" خلاصۃ الفتاوی امام ابو اللیث سمر قندی و فتاوی برھنہ و فتح القدیر و بحر الرائق و معراج و حموی و الاشباہ و النظائر و فتاویٰ کافوری و فتاویٰ غیاثیہ "سب نے عدم جواز نکاح فی غیر الکفو کا فتویٰ دیا ہے۔

درمختار میں ہے "و یفتی فی غیر الکفو بعدم جواز النکاح اصلا و ھو

المختار للفتوی لفساد الزمان فلاتحل مطلقه ثلاثا نکحت بغیر رضا ولی بعد معرفة ایاه فلیحفظ حاشیہ طحطاوی میں ہے قوله وهو المختار للفتوی لانه لیس کل قاضی یعدل ولا کل ولی یحسن المرافعة و الجثو بین یدی القاضی مدلة فسد الباب بالقول بعدم انعقاده اصلا"۔

ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ عجم میں بھی کفو شرط ہے۔ اور صورت مسئولہ عنہا میں دونوں وجوہات موجود ہیں اس سے جواز کی کوئی وجہ نہیں لیکن ظاہر الروایت یہاں متروک ہے۔ اس لیے مشائخ نے خلاف ظاہر الروایۃ کے فتوی دیا ہے۔ شامی صفحہ ۷۰ جلد۲ میں ہے "ویترک ظاهر الروایة بقول المشائخ "اور اسی جلد میں صفحہ ۳۲۰ میں لکھاہے "الروایة المختار للفتوی مرجحة علی ظاهر الروایة" اور شامی جلد پنجم صفحہ ۱۴۷ میں ہے "ویترك ظاهر الروایة لتغیر الزمان" اور شامی جلد دوم صفحہ ۵۹۰ میں ہے "و ترجیح الظاهر من الراویة عند اختلاف الفتوی مقیدا بما اذا لم یکن الاختلاف عصر و زمان "اور شامی جلد پنجم صفحہ ۳۲ میں مذکور ہے "الضرورة تبیح الخروج عن اصل المذهب "اور اگر ایک مسئلہ میں علت بیان ہو اور اس کے مخالف علت بیان نہ ہو تو جو مسئلہ معلل ہو وہ مسئلہ مرجح ہوگا مخالف مسئلہ غیر معلل پر شامی میں ہے "و کذالو عللوا احدهما دون الا خر کانت التعلیل ترجیحا للمعلل" حسن بن زیاد کی روایت میں بطلان نکاح کی علت بیان ہے اور ظاہر الروایت میں علت بیان نہیں لہٰذا اس کو ترجیح ہوگی۔ تفصیل روایات اور کتب دینیہ کی عبارت سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ صورت مسئولہ عنہا میں چونکہ نکاح بغیر کفو،

میں ہوا ہے لہذا باطل ہے۔ یاد رہے کہ فتح القدیر میں عالم باعمل جس کے متعلق بعض بزرگوں نے جواز کا فتوی دیا ہے۔ فرمایا! "والاصح انه ليس كفوا للعلوية" اور برجندی حاشیہ وقایہ میں ہے "الاصح ان ذا الجاه كالسلطان والعالم لا يكون كفوا للعلوية" اور ظاہر الروایت میں ہے "ان العجمي لا يكون كفوا للعربية" مطلق ہرگاہ کہ متون بلفظ اصح عالم عجمی کے لیے عدم جواز نکاح سیدزادی میں متفق ہوگئے ہیں تو جاہل فاسق کے ساتھ جیسا کہ صورت مسئولہ عنہا میں ہے کیسے جائز ہو سکتا ہے بلکہ مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی اولاد کو ظالموں کے ہاتھ سے تباہ نہ ہونے دیں۔ اس سیدزادی اور جاہل کے درمیان فوراً جدائی کر دیں۔

سوال ۔ ایک شخص دعوی کرے کہ میں قریشی ہوں کیا اس کے ساتھ بھی سیدزادی کا نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مشہور النسب سیدزادی کا ایسے غیر مشہور قریشی کے ساتھ نکاح ناجائز ہے اس واسطے کہ سید ہر مقام میں اگر کوئی شخص سیدزادی سے نکاح کرے تو سادات متفقہ طور سے فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور فساد ہی علت عدم جواز کی ہے کیونکہ انتساب قبائل عرب مشروط ہے اور غیر مشہور النسب خود دعوی کرتا ہے جس کے لیے ثبوت کوئی نہیں اگر صرف دعوی ہی نسب کے لیے کافی ہو تو موجودہ زمانہ میں کوئی شخص اپنے آپ کو کمینہ بیان کرنے کے لیے تیار نہیں جس سے پوچھو وہ یہی کہتا ہے کہ میں پٹھان، اعوان، مغل ہوں لوگوں میں اگرچہ ارذل ہی کیوں نہ ہو مگر وہ اپنے آپ کو ضرور شریف بیان کرے گا اگر وہ اپنا نسب نامہ پیش کرے تاہم ان کی نسبت میں اتصال

نہیں ہوتا بلکہ سینکڑوں اغلاط موجود ہوتی ہیں۔ شامی میں ہیں "والعجم المراد بهم من لم ینسب الی احدی قبائل العرب" اور سید اس چیز سے مستثنیٰ ہیں۔ جس جگہ کوئی سید ہے اس کی شہرت بھی موجود ہے۔ عجم میں بہت کم ایسے سید ہیں جن کی شہرت نہ ہو۔ اس بناء پر غیر مشہور قریشی مشہور النسب سیدزادی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ دلیل وہی ہے کہ بوجہ عار کے فسخ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صورت مسئولہ عنہا میں بعینہ موجود ہے کہ سیدزادی منکوحہ کے ورثاء نے عدالت انگریزی میں دعویٰ دائر کیا اسلام کی ساری تعلیم اتفاق و اتحاد کے لیے ہے جہاں اتفاق کے خلاف کوئی چیز پیدا ہو اس کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ اب اُمت محمدیہ کا فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احترام کی مدنظر رکھتے ہوئے ایسے نکاحوں میں حصہ نہ لیں اور ظالم فاسق کو جس نے سیدزادی سے بغیر رضائے اولیاء نکاح کر لیا ہے کافی تنبیہ کریں اور سیدزادی کو اس سے جدا کریں اور اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے بائیکاٹ یعنی قطع تعلق کریں۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ فقط

علماء کرام کے تصدیقی اقتباسات

فاضل مجیب نے نہایت محنت سے دلائل قاطع و برہان ساطع پیش کر کے بطلان نکاح ثابت کیا ہے۔ حق تعالیٰ ان کو جزاء خیر دے اور یہی حق بھی ہے فی الواقع سیدزادیوں کا نکاح عجم میں بغیر سیدوں کے کسی شخص سے جائز نہیں صرف ظاہر الروایت کی وجہ سے جواز کا فتویٰ دینا صحیح نہیں لان الحکم یتغیر بتغیر الزمان فمدا

الاختلاف بین ظاهر الروایة و نوادرها و بین بعض المشائخ المتقدمین و المتاخرین ناش عن اختلاف عصر و اوان لامن اختلاف حجة و برهان فمذا فمد و اهده الروایة بالا فتاء بالزمان بان قالوا الفتوی علی قول الحسن فی زماننا و قالوا الفتوی علی روایة الحسن لفساد الزمان کمارایت فی نسب منهم فلا تضاده و لا تعارض بین ظاهر الروایة المحوورة و نوادرها متضمنة تکون الجواز فی زمان و عدم الجواز فی زمان اخر۔

(تنقیح حامدیہ جلد اول)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ظاہر الروایت متروک العمل ہے اور حسن بن زیاد کی روایت معتد بہا اور معمول بہا ہے اس روایت سے بطلان نکاح مذکور میں شبہ نہ رہا۔ بغیر کسی حیلہ وحجت کے تفریق کرائی جائے۔ اگر مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے تو اس سے قطع تعلقی لازم ہے۔

سوال: یہ مانا کہ جواب مدلل ہے مگر صاحب خلاصۃ الفتاویٰ و بحر الرائق نے متفقہ فرمایا ہے کہ ان کثیرا من المشائخ افتوا بظاهر الروایات حیث افتوا بانعقاد النکاح بغیر کفو بدون رضا الولی۔ یہ تصریح حسن بن زیاد کی روایت پر عمل کرنے سے روکتی ہے تو صورت مسئولہ عنہا میں حسب ظاہر الروایۃ وتصریح بعض مشائخ کے نکاح مذکور الصدر درست معلوم ہوتا ہے؟

جواب: اقول و بالله التوفیق فقد اختلف الافتاء و صارت المسئلة اجماعیه من اصحابنا ای الائمة الثلاثة و العمل علی ظاهر الروایة مخالف للاجماع

لفساد الزمان۔ افسوس معترض پر کہ اس نے جواب کو مدلل بھی کہا اور اس کے دلائل کو بغیر کسی وجہ سے تسلیم بھی نہ کیا۔ ہرگاہ فاضل مجیب نے جواب بیان کر دیا ہے کہ مسئلہ معللہ مرجح ہوتا ہے اور عمل مرجوح کے ساتھ خلاف اجماع ہے۔ بلکہ شامی جلد اول صفحہ ۵۱ میں فرماتے ہیں "المرجوح منسوخ" اور تمام کتب دینیہ میں مصرح ہے کہ والعمل بالمنسوخ حرام اب معترض صاحب اپنی ظاہر الروایت وصحت نکاح پر نظر فرمائیں اور دیکھیں کہ اب بھی نکاح صحیح ہے یا نہ؟ (محمد اسحاق مانسہروی نزیل راولپنڈی)

حالات زمانہ کو دیکھتے ہوئے بجائے ظاہر الروایت کے حسن بن زیاد کی روایت پر عملدر آمد نہایت ہی ضروری ہے اور مفتی صاحب فہم ظاہر الروایت پر فتویٰ نہ دے گا۔ لہٰذا نکاح سوال کردہ بالکل باطل وغیر منعقد ہے۔ پس جواب فاضل مجیب نہایت صحیح اور مدلل ہے۔ (مولانا بخش خطیب جامع مسجد راولپنڈی)

صورت مذکورہ میں اولیاء کو عار بجا ولازمی طور پر واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ ایک شخص خود میاں مٹھو کے طور پر قریشی ہے جس کے پاس کوئی سند نہیں دوسرے کی ھاشمیت یا قریشیت تواترا ''مشہور ہے ان میں کفو یعنی ہمسری وبرابری نہیں لہٰذا نکاح باطل ہے (اصغر علی شاہ کوٹھیالہ ضلع ہزارہ)

اقول باللہ التوفیق جو مفتی صاحب مجیب فاضل محقق شمس العلماء والاسلام نے جواب صورت مسئولہ میں تحریر فرمایا ہے بنا بر اختلاف۔ روایات نہایت مدلل ہے لیکن جو روایت امام حسنؒ کی ہے وہی مفتی بہ ہے لہٰذا فقہائے کرام نے اس روایت کو معتبر سمجھ کر فتویٰ دیا اور ظاہر الروایت پر فتویٰ نہیں دیا ہے اور اس سے زیادہ دلائل کی

86

ضرورت نہیں و ھذہ ای روایت الحسن حق و ماذا بعد الحق الا الضلال
احقر العبد فضل الرحمان اوکلوی مسجد میاں قطب الدین راولپنڈی۔ ظاہر الروایۃ کو
مسئلہ کفو میں چھوڑنا پڑتا ہے اس وجہ سے صورت مسئولہ میں نکاح باطل ہے۔

(اعجاز احمد خطیب جامع مسجد صدر بازار، راولپنڈی)

ہر کاہ عار و غیرت بناء فساد ہے تو صورت مستفسرہ میں اولیاء منکوحہ سیدزادی
کی غیرت ظاہر و بجا ہے کیونکہ جس شخص نے قریشی بن کر سیدزادی سے نکاح جکڑ لیا
ہے آج عباسی کل انصاری پرسوں عرب اس سے آگے خبر ندارد الغرض بندوبست میں
ہر قوم میں تغیر واقع ہوا ہے مگر اہل بیت ہر جگہ محفوظ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ
انتساب عجم کے اہل بیت ہاشمی عرب سے صحیح ہے یہ الگ بات ہے کہ اپنے ملک میں وہ
شریف خاندان ہوں مگر انتساب صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ مسعود الرحمان ہزاروی۔

جواب نہایت صحیح ہے۔ اس لیے کہ ربع مسکوں کے تین حصص کے حضرت
ابوحنیفہ مالک ہیں باقی شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ۔ ان تینوں حصوں میں علاقہ عرب و
افغانستان و سرحد ملحقات ان کے اس امر پر متفق ہیں کہ سیدزادیوں سے غیر سید کا
نکاح باطل ہے اس لیے جس مقام کے علماء کرام نے شرافت العلم فوق شرافت
النسب کا لحاظ کرتے ہوئے اگر سیدزادیوں کو غیر سید عالم باعمل متقی کے لیے جواز
نکاح کا فتوی بھی دیا ہے تو اُسے قالوا یا قیل کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جامع الرموز و
فتح القدیر و شامی نے لکھا ہے و قیل و قالو یُشعران لتضعیف اور حضرت شیخ محدث
دہلوی نے شرح سفر سعادت میں لکھا ہے کہ ظاہر الروایۃ کی نظر صرف تقوی

87

اور پرہیز گاری پر ہے جس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے چونکہ نکاح اُمور دنیا میں سے ہے بدیں وجہ اس میں کفو وغیرہ ضروری شرط ہے پس جب کہ اہل دنیا عار کی وجہ سے لڑتے اور اچھی کفو کی وجہ سے فخر کرتے ہیں تو صورت مذکورہ میں مسلّم سید زادی کا غیر مسلّم قریشی کے ساتھ قطعاً نکاح باطل ہے۔ ان میں فوراً تفریق کرائی جائے ورنہ عدالت میں اولیا سید زادی کا دعویٰ کرنا مزید فساد کی توقع کا باعث ہے بوجہ عار اور یہی علت بطلان نکاح بھی ہے۔

(ابراہیم مظفر آبادی خاص کوٹلہ)

سعونہ تعالی ما قال محرر العلوم النقلیة و العقلیة حضرت علامہ المفضال منبع الفضل و الکمال فہو حقیق بالقبول و لاینکر علیہ الاالغافل من المنقول و المعقول گو ظاہر الروایت کو دیکھا جائے تو صورت مستفسرہ میں نکاح جائز ہے مگر ظاہر الروایت کئی مقام میں بمقابلہ نادر متروک العمل ہے خصوصاً مسئلہ کفو میں بالاتفاق نادر پر فتویٰ ہے کما لا یخفی علی العالم الماہر اور علامہ شامی نے نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف میں چالیس مقام ایسے بیان کیے ہیں جن میں ظاہر الروایت بمقابلہ نادر کے متروک العمل ہے اور آخر میں فرمایا ھذا کلہ و امثالہ دلائل واضحة علی ان المفتی لیس لہ جمود علی المنقول فی کتب ظاہر الروایة من غیر رعایة الزمان واھلہ والا تضیع حقوق کثیرة و یکون ضررہ اعظم من نفعہ دوسرا ظاہر الروایة کو دیکھتے ہوئے سیدۃ صحیحۃ النسب کا نکاح غیر سید فاسق فاجر کے ساتھ جائز قرار دینا حضور ﷺ

ایذا پہنچانا ہے جو کہ بالاتفاق حرام ہے۔ کما قال ملا علی القاری قال ﷺ ان بنی ہشام بن مغیرۃ استاذنونی فی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب فلا اذن ثم لا اذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتھم فدل علی تحریم ایذائہ علیہ الصلوۃ والسلام بکل حال و علی کل وجہ (مرقاۃ) خلاصہ کلام یہ کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے بالاتفاق باطل وناجائز ہے۔

بوجہ عبارت النص یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا امتیاز خاندان شریف و رذیل کا امتیازی شکل میں ضروری ہے گو آخرت میں بحکم آیت فلا انساب بینھم یومئذ و لا یتساءلون انساب کا سلسلہ باقی نہ رہے اور متقی عزت پانے والا ہوگا بمطابق ان اکرمکم عنداللہ اتقکم اسی طرح نبی کریم ﷺ نے کفوء میں نکاح کی تصریح فرمائی ہے جیسا کی حدیث صحیح میں مذکور ہے اور فقہاء نے بھی کتب فقہ میں کفوء میں نکاح ہونے کی تصریح کی ہے۔ بلکہ شیخ ابن الہمام جیسے عالم فاضل محقق نے ظاہر الروایت کو نظر انداز کر کے غیر کفو میں عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے نیز باقی مشائخ حنفیہ نے بھی چنانچہ مجیب صاحب نے بھی اپنے جواب میں ذکر فرمایا گو قرآن کریم اور احادیث اور فقہاء کرام کے احکام کسی قوم مخصوص کے ساتھ مختص نہیں لیکن خود نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات نے اپنے خاندان ہاشمی کو تمام عرب وعجم اور قریش کے خاندانوں پر فضیلت دے کر ممتاز فرمایا اور اپنے خاندان کی قیامت تک باقی رہنے کی خبر دی۔ اب خاندان سادات، اہل بیت کی لڑکیوں کے نکاح کا تصور وہی کر سکتا ہے جو قرآن کریم کی غرض وغایت کو پامال

کرے اور کفو کے مسئلہ میں قرابت کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تزویج حضرت علیؓ کے ساتھ فرمائی جو کہ جد اول عبد المطلب میں شریک ہیں اور رقیہؓ و ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان سے جو کہ جد رابع عبد المناف میں شریک ہیں۔ چنانچہ ریاض النضرہ میں فرمایا "عثمان اقربهم الی رسول الله بعد علی" پس معلوم ہوا کہ قرابت نسبی ان سب حضرات کو نبی کریم ﷺ سے ہے۔

البتہ قرابت میں باہم فرق ہے کوئی اقرب کوئی ابعد اسی طریق پر خاندان مختلفہ مشہدی وغیرہ اپنی اپنی نسبوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ گو یہ خاندان سادات کسی نہ کسی امام پر ضرور ملتے ہیں اور ملکر حسینی کہلاتے ہیں اور اسی طریق پر حسنی بھی اور پھر دونوں ملکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر پہنچتے ہیں۔

باقی قریش اگرچہ صحیح النسب کیوں نہ ہوں باوجود طول البعد جن میں سینکڑوں نسبوں کا فاصلہ طے کر کے بنی کنانہ کی طرف پہنچ کر پھر بنی ہاشم کی طرف لوٹنا پڑتا لہٰذا اتصال کفو کی کوئی صورت نہیں اور علمائے کرام نے مختلف عنوانات سے تفصیل سادات کرام بیان کی ان سب کا [illegible] یک ہی ہے۔ خلاصۃ المرام اینکہ مجیب صاحب جزاه الله عنی و عن جمیع السادات نے جو کچھ جواب فرمایا نہایت صحیح و درست ہے۔ (سید نور حسن شاہ پرانا قلعہ راولپنڈی)

مآخذ و مراجع

۱) قرآن شریف

۲) تفسیر روح المعانی

۳) تفسیر روح البیان

۴) تفسیر معارف القرآن

۵) مسلم شریف

۶) قرطبی

۷) خصائص کبری

۸) دار قطنی

۹) سیرت شافعی

۱۰) حجۃ اللہ البالغہ

۱۱) اسعاف الراغبین

۱۲) برکات آل رسول ترجمہ الشرف المؤبد لآل محمد

۱۳) مصباح اللغات

۱۴) درمختار

۱۵) فتاوی عالمگیری

۱۶) شرح وقایہ

۳۳) تفسیر ابن کثیر

۳۴) تفسیر ضیاء القرآن

۳۵) تفسیر مظہری

۳۶) بخاری شریف

۳۷) ترمذی شریف

۳۸) مشکوۃ شریف

۳۹) مستدرک حاکم

۴۰) بیہقی

۴۱) مرقاۃ شرح مشکوۃ

۴۲) شرح سفر السعادت

۴۳) نور الابصار

۴۴) کشف الغمہ عن جمیع الامہ

۴۵) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوت

۴۶) ردالمحتار (فتاوی شامی)

۴۷) نور الہدایہ

۴۸) عین الہدایہ

۱۷) فتح القدیر

۱۸) البحر الرائق شرح کنز الدقائق

۱۹) بہار شریعت

۲۰) فتاوی قاضی خان

۲۱) فتاوی النوازل

۲۲) شرح انواع

۲۳) فتاوی جامع الرموز

۲۴) فتاوی تنقیح الحامدیہ

۲۵) فتاوی نظامیہ

۲۶) کفایہ

۲۷) ملفوظات مہریہ

۲۸) مفتاح العلوم شرح مثنوی

۲۹) مکتوبات طیبات

۳۰) الصواعق المحرقہ

۳۱) تذکرہ شاہ جماعت

۳۲) فتوی عدم جواز نکاح سیّدہ باغیر سیّد بصورت اشتہار

۴۹) الجوھرۃ النیرہ

۵۰) کنز الدقائق

۵۱) فتاوی رضویہ

۵۲) فتاوی سراجیہ

۵۳) فتاوی عزیزی

۵۴) منحۃ الخالق علی البحر الرائق

۵۵) الفقہ علی المذاہب الاربعہ

۵۶) فتاوی مہریہ

۵۷) فتاوی بغیۃ المسترشدین

۵۸) عنایہ

۵۹) ہمارا اسلام

۶۰) عزیز المعظم فی اکرام المکرّم

۶۱) الشفا بتعریف حقوق المصطفی

۶۲) الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین

۶۳) تحقیق الحق

غیر سیّد سے سیّدہ کے نکاح کی شرعی حیثیت

علامہ سیّد ریاض حسین شاہ کاظمی

اللہ تعالیٰ نے خاندان رسول ﷺ یعنی سادات فاطمیہ کو جو فضیلت وشرافت بخشی ہے وہ کائنات کے کسی بھی خاندان کے حصے میں نہیں آئی یہ فضیلت وشرافت اس خاندان کو قرابت رسول ﷺ کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔

خاندان رسول ﷺ کی تعظیم جان ایمان ہے۔ اس خاندان کی تعظیم وتکریم اور ان سے محبت از روے قرآن وسنت فرض ہے۔ اور ان کی تحقیر وتوہین حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ آل رسول ہیں۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ ہیں۔ جس طرح رسول ﷺ کی تعظیم وتوقیر فرض ہے اور ایمان کی جان ہے اسی طرح رسول ﷺ کی اولاد پاک کی تعظیم وتکریم بھی فرض ہے، کیونکہ جو حکم اصل کا ہوتا ہے وہی حکم فرع کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اے محبوب ﷺ! آپ فرما دیجیے میں تم سے اس (تبلیغ رسالت اور ارشاد وہدایت) پر کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کے قرابت داروں سے محبت کرنا لازم وضروری ہے اب معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ قرابت دار کون سے ہیں جن کے ساتھ اس آیت کریمہ میں محبت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال پوچھ کر آنے والی نسلوں کیلئے آسانی پیدا کردی۔

قرابت داروں سے مراد کون ہیں؟ حدیث پاک میں ہے۔ عن عبد

ان ھـذہ الایۃلمـا نزلت قالو یا رسول اللّٰہ من قرابتك ھولاء الذین و جبت علینا مو دتھم۔قال علی و فاطمۃ و ابنا ھما۔(صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۰ مطبوعۃ ترکی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت (قل لا اسئلکم) نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان قرابت داروں سے کون کون مراد ہیں جن کی محبت ہم پر ضروری ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ان سے مراد علی، فاطمہ اوران کے دو صاحبزادے یعنی حسن اور حسین ہیں۔سادات فاطمیہ رسول ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ ہیں حضور علیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے۔انما فاطمۃ بضعۃ یو ذینی ما اذا ھـا۔ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے مجھے اذیت ہوتی ہے اس چیز سے جس سے فاطمہ کو اذیت ہوتی ہے۔حضور علیہ السلام کے گوشت کا ٹکڑا ہونا یہ حضرت فاطمہؓ کیلئے جس طرح ثابت ہے اسی طرح اولاد فاطمہؓ کیلئے بھی ثابت ہے۔علامہ ابن حجر ہیتمی اشمد العینین میں فرماتے ہیں کہ سمھودی نے جواہر العقدین میں فرمایا ہے آج جو بھی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہو وہ رسول ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ اور ٹکڑا ہے۔اگر چہ درمیان میں واسطے زیادہ ہو جائیں۔معلوم ہوا کہ قیامت تک حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے آنے والا ہر مرد ہر عورت رسول ﷺ کے جسم کا ٹکڑا اور حصہ ہے۔جب اللہ تعالی نے اس مٹی کو جو رسول ﷺ کا جز نہیں محض مس کر رہی ہے یہ اعزاز بخشا ہے کہ وہ عرش عظیم سے بھی مقام و مرتبہ کے اعتبار سے بلند و بالا ہے۔تو اس خاندان کی عظمتوں اور رفعتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ جو محض قرابت دار رسول ہی نہیں بلکہ رسول ﷺ کے جسم کا حصہ ہیں۔

سادات فاطمیہ آل رسول ہیں: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے ہے وہ نبی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اگرچہ سلسلہ کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو اس نسبت کی وجہ سے انہیں آل رسول کہا جاتا ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ جعل ذریة کل نبی من صلبه وان اللہ عزوجل و علا جعل ذریة محمد فی صلب علی ابن ابی طالب۔ (صواعق محرقہ)

نکاح میں کفوء کا اعتبار ضروری ہے: نکاح میں کفو کا اعتبار ضروری ہے جیسا کہ متون فقہ میں مرقوم ہے ھدایہ میں ہے الکفائة فی النکاح معتبرہ قال علیه السلام الا لایزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الامن الاکفاء ولان انتظام المصالح بین المتکافین عادة لان الشریفة تابی ان تکون مستفرشة للخسیس فلابد من اعتبار ها بخلاف جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناءة الفراش (ھدایہ صفحہ ۲۹۹ جلد ۲)

کفوء کا ہونا نکاح میں معتبر ہے حضور ﷺ نے فرمایا خبردار! عورتوں کا نکاح نہ کریں مگر اولیاء اور عورتوں کا نکاح نہ کیا جائے مگر ہمسروں سے (یعنی ہم کفوء سے) اور غیر کفو میں نکاح اس لیے بھی نہ کیا جائے کہ نکاح کے کچھ مصالح ہیں اور وہ مصالح اس وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب ہمسروں کے درمیان منعقد ہو یعنی نکاح کفو میں ہو اس لیے شریف اور باوقار خاندان کی عورت اس بات کو گوارہ نہیں کرے گی کہ کسی کمینے خاندان میں مرد کی فراش بنے۔ لہٰذا کفو کا اعتبار ضروری ہے۔ بخلاف عورت کی جانب کے اس لیے کہ شوہر فراش بنانے والا ہے لہٰذا فراش کا کمینہ ہونا اس کو غضبناک نہیں

بنائے گا۔ یعنی مرد شریف خاندان کا ہو اور عورت کمتر خاندان کی تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ شوہر فراش بنانے والا ہے اور فراش کا کمتر ہونا اس کو غضبنا ک نہیں کریگا۔

عجمی عربی کا کفوء نہیں: کوئی عجمی کسی عربی کا کفو نہیں بن سکتا۔ درمختار میں ہے فقریش بعضهم اکفاء بعض۔ العجمی لا یکون کفوا للعربیة و لو کان العجمی عالماً او سلطاناً و هو الا صح (درمختار)

قریش بعض بعض کے کفو ہیں کوئی عجمی کسی عربی کا کفو نہیں اگرچہ عجمی عالم یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو یہی صحیح ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے و الا صح انه لا یکون کفوا للعلویة۔ اصح بات یہ ہے کہ کوئی عجمی علوی کا کفو نہیں بن سکتا۔

کوئی علوی سادات فاطمیہ کا کفوء نہیں: فتاوی عالمگیری کے حوالے سے یہ بات گزر گئی ہے کہ و الا صح انه لا یکون کفو اللعلویة کہ زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ کوئی عجمی کسی علوی کا کفو نہیں ہے علوی وہ حضرات ہیں جو حضرت فاطمہؓ کے بطن کے علاوہ حضرت علی کی دوسری زوجہ کے بطن سے ہوں۔ درمختار کے حوالے سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ کوئی عجمی کسی علوی کا کفو نہیں۔ قریشیہ علویہ کہ اصلاً عربی ہے کوئی عجمی اس کا کفو نہیں ہو سکتا خواہ وہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ خاندان سادات فاطمیہ کا کوئی ہاشمی کفو نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ علیؓ کی اولاد سے ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو اولادِ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے یہ شرف حضرت علیؓ کی دوسری زوجہ کی اولاد کو حاصل نہیں ہے ان دونوں کے درمیان

باوجود ایک باپ کی اولاد ہونے کے سے بڑا فرق ہے اسی وجہ سے حضرت علیؓ کی
اولاد جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے ہے انہیں آل رسول کہا جاتا ہے جب کہ دوسری
زوجہ کے بطن سے جو اولاد ہے انہیں آل رسول نہیں بلکہ علوی کہا جاتا ہے۔ آل رسول
ﷺ کو جسم اطہر کا حصہ ہونے کا شرف حاصل ہے اور اس شرف میں سوی ان کا
شریک نہیں ہے جب کہ علوی ان کا اس شرافت و عظمت میں ہم پلہ اور ہمسر نہیں تو کوئی
سوی ان کا کفو بھی نہیں۔ جبکہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد علی المرتضیٰؓ کی اولاد ہے جب یہ
دونوں ایک باپ کی اولاد ہیں پھر بھی علوی فاطمی کا کفو نہیں تو عجمی ہو یا عربی ہو لیکن
علوی نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ سادات فاطمیہ کا کفو نہیں بن سکتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں نکاح میں آل رسول ﷺ کا کوئی کفوء نہیں۔ امام
عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمۃ میں بیان فرمایا ہے۔ وان الہ ﷺ لا یکا
فیھم فی امکاح احد من الحلق (کشف الغمہ صفحہ ۴۳ جلد ۲) نبی علیہ السلام کی
اولاد کا نکاح میں کوئی شخص کفوء نہیں ہوسکتا۔ علامہ ابن حجر مکی مصری فرماتے ہیں سیّدہ ہا
شمیہ کا کفو غیر سیّد نہیں ہے۔ لا یکافی بنت شریف اس ھاشمی غیر شریف (صواعق
محرقہ صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ ترکی) سیّدہ فاطمیہ کا کفو غیر سیّد نہیں ہے

مفتی دیار حضرمیہ السید عبدالرحمٰن بن محمد فرماتے ہیں ”سادات فاطمیہ کا کفو ہاشمی نہیں“
لیس لہا شمی الغیر المنتسب الیہ ﷺ کذریۃ علی کرم اللہ وجھہ من
عیر فاطمۃؓ کفواً لدریۃ السبطین الحسنین ابنی فاطمۃ الزھراءؓ عن الجمع و
دالك لا ختصاصھم بکونھم ذریتہ علیہ الصلوۃ والسلام و متمیں ای

منتسبين اليه في الكفاءة (فتاوی بغية المسترشدين)

ترجمہ:۔ وہ ہاشمی جو رسول ﷺ کی طرف منسوب نہیں مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں وہ حضرت فاطمہؓ کے دو صاحبزادوں یعنی حسن و حسینؓ کی اولاد کا کفو نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ انہیں حضور علیہ السلام کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ انکا خاصہ ہے یہ حضور ﷺ کی طرف کفو میں منسوب ہیں۔ مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ کوئی خاندان سادات کا کفو نہیں، چاہے وہ عربی غیر ہاشمی ہو یا ہاشمی غیر فاطمی ہو چاہے کوئی عجمی ہو خواہ وہ عالم ہو یا بادشاہ کسی بھی صورت میں وہ سادات فاطمیہ کا ہم پلہ اور کفوء نہیں ہے۔

کیا نکاح غیر کفوء میں منعقد ہوتا ہے؟ اب یہ دیکھنا ہے کہ نکاح غیر کفو میں منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ انعقاد کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک ظاہر روایت اور ایک حسن بن زیاد کی روایت ہے۔

ظاہر روایت کے مطابق نکاح کا انعقاد تو ہو جاتا ہے لیکن موقوف رہتا ہے یعنی اگر عاقلہ بالغہ عورت نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر لیا تو وہ نکاح اولیاء کی رضامندی پر موقوف ہے اگر اولیاء نے اجازت دے دی تو نکاح لازم ہو جاتا ہے اگر اعتراض کر دیا تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے انعقاد ہو گیا تھا اگر منعقد نہ ہوتا تو پھر فسخ کی ضرورت ہی نہ تھی۔ حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق غیر کفو میں نکاح سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں فتاویٰ قاضی خان میں ہے وان لم یکن کفواً لا یجوز النکاح اصلاً والمختار فی زماننا روایة الحسن۔ ص ۳۳۵

ترجمہ۔ اگر کفو نہ ہو تو نکاح سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں ہمارے زمانے میں حسن کی روایت ہی مختار و پسندیدہ ہے۔ گویا نکاح کے لازم ہونے کیلئے ظاہر روایت کے مطابق کفوء معتبر ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق کفوء نکاح کی صحت کیلئے شرط ہے یعنی ظاہر روایت کے مطابق غیر کفوء میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اولیاء کی رضا پر موقوف رہتا ہے جب کہ حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق نکاح غیر کفوء میں سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں اب دونوں روایتوں میں تعارض ہے ایک روایت دوسری روایت کی مخالفت کر رہی ہے عمل کس روایت پر کریں؟ قانون یہ ہے جس روایت پر فتویٰ ہو یعنی مفتی بہا ہو اسی پر عمل کرنا پڑتا ہے۔

فتوی کس روایت پر ہے؟ ہم نے جب چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ فتویٰ تو حسن بن زیاد کی روایت پر ہے یعنی مفتی بہا روایت تو حسن بن زیاد کی ہے وہ روایت یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے لہٰذا اسی پر عمل کریں گے۔ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ والمختار فی زماننا للفتوی روایة الحسن (فتاوی قاضی خان ۳۳۰)

ترجمہ۔ ہمارے زمانے میں فتوی کے لیے حسن کی روایت مختار و پسندیدہ ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ فتویٰ حسن بن زیاد کی روایت پر ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ غیر کفو میں نکاح اصلاً منعقد ہو سکتا ہی نہیں جب یہ ثابت ہوگیا کہ غیر کفو میں نکاح اصلاً منعقد ہو سکتا ہی نہیں تو اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ سیدہ کا نکاح غیر سید اصلاً منعقد ہوتا ہی نہیں اس لیے کہ سادات کا کوئی غیر سادات کفو نہیں۔ سادات کا

احترام ہر مسلمان پر لازم وضروری ہے ان کی توہین وتحقیر حرام ہے لہٰذا ضروری ہے کہ سید زادیوں کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے اور غیر سید کے ساتھ عدم جواز نکاح کا فتویٰ دیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو خاندان رسول کی عظمت وشرافت کی ہمہ جہت تحفظ کی توفیق عطا فرمائے ۔ امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

هذاما عندی و العلم التام عند الله العلاّم

احقر العباد ۔ سید ریاض حسین شاہ کاظمی مفتی ومدرس جامعہ اسلامیہ برکاتیہ بنک روڈ مظفر آباد

تصدیقات علماء ومشائخ کرام

مذکورہ بالا فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے صاحبزادہ محمد حمید الدین برکتی مہتمم جامعہ اسلامیہ برکاتیہ

ہمارے بزرگوں کا یہی معمول رہا ہے اور اس فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے

پیر سید حمید احمد شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ سوہاوہ شریف ضلع باغ

مذکورہ بالا فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے

مولوی قاری نورالدین چشتی خطیب جامع مسجد غوثیہ رضویہ لوئر پلیٹ مظفر آباد

100

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

کتاب (المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ) پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ کتاب علامہ مولانا محمد حسین چشتی گولڑوی مہتمم دارالعلوم سنی حنفی عباسپور کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے اثبات حرمت نکاح سید سے متعلق یہ ایک انتہائی جامع اور قابل قدر تصنیف ہے۔ فاضل مصنف کی یہ گرانقدر کاوش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بے پناہ محبت اور تعظیم کی آئینہ دار ہے۔ اور آپ کی آل سے غایت درجہ عقیدت و مودت کی عکاسی ہے۔ تحفظ ناموس آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فاضل مصنف کی سعی جمیلہ دنیا میں ان کے لیے باعث عزت و افتخار اور آخرت میں موجب نجات و بلندی درجات ثابت ہو گی۔

(سید نذیر حسین گیلانی)

جامعہ غوثیہ رضویہ (رجسٹرڈ)

سیٹھی باغ مظفر آباد آزاد کشمیر

101

اسلام و نسبی امتیازات (کفوء)

از قلم علامہ پیر سید محمد اشرف شاہ کاظمی

سابق ڈائریکٹر وزارت مذہبی امور حکومت آزاد کشمیر

حکیمانہ اصول کے مطابق انسانوں کے مختلف طبقات کے دنیوی معیشت و معاشرت میں مختلف درجات قائم کر دیئے گئے ہیں۔ بعض کو بعض پر شرف وفضلیت عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ تفاضل کہیں صنف کے اعتبار سے مرد وعورت میں کہیں عرب و عجم میں، کہیں انساب وقبائل کے اعتبار سے ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس فضلیت کی وجہ سے جو اللہ نے بعض پر عطا فرمائی اسی طرح عرب کو عجم پر قریش کو عامہ عرب پر قریش میں بنی ہاشم کو سب سے زیادہ رتبہ عطا فرمایا گیا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے ان اللہ تعالی اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ و اصطفی من قریش بنی ھاشم و اصطفانی من بنی ھاشم (از روح المعانی صفحہ ۴۹ جلد ۶)

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے کنانہ اور کنانہ سے قریش، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے چن لیا۔

ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھم قبائیل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا فانا خیرھم نسا و خیرھم بیتا (ترمذی) بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تخلیق

فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین مخلوق میں رکھا پھر انہیں دو گروہوں میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا پھر انہیں قبائل میں تقسیم فرمایا مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں رکھا پھر انہیں گھروں میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہترین گھر میں پیدا فرمایا۔ پس میں ان سب سے نسب کے لحاظ سے اور گھر کے لحاظ سے بہترین ہوں

ابن تیمیہ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب عجم سے افضل ہیں بنی ہاشم قریش سے افضل ہیں۔ نبی کریم ﷺ بنو ہاشم سے افضل ہیں آپ کی ذات آپ کا نسب تمام انسانوں سے افضل ہے۔ اور آپ ﷺ ذات ونسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہیں وفی المبسوط افضل الناس نسبا بنو هاشم ثم العرب لما روی عنه علیه السلام ان الله اختار من الناس العرب و من العرب قریشا واختار منهم بنی هاشم و اختارنی من بنی هاشم (بحرالرائق ۱۲۱ جلد ۳) اور مبسوط میں ہے کہ لوگوں میں سے افضل نسب کے لحاظ سے بنو ہاشم ہیں پھر قریش اور پھر عرب کا درجہ ہے جیسا کہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے عرب کو پسند کیا اور عرب سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور مجھے بنی ہاشم سے پسند کیا

قاضی عیاض فرماتے ہیں: واعلم ان حرمة النبی ﷺ بعد وفاته توقیره و تعظیمه لازم كما كان حال حياته وذالك عند ذكره صلی الله علیه واله وسلم وذكر حديثه وسماع اسمه وسيرته ومعاملته وعترته وتعظيم اهل بيته وصحابته (الشفا بتعریف حقوق المصطفی جلد ۲ صفحہ ۳۲) اور جان لے کہ حرمت نبی کریم ﷺ آپ کے وصال کے بعد ایسے ہی ہے جیسی تعظیم وتوقیر

آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں لازم تھی اور یہ (عزت وحرمت) آپ کے ذکر آپ
کی احادیث کے ذکر اور آپ کی سنت اور آپ کے اسم گرامی کے ذکر اور آپ کی سیرت
اور آپ کے معاملہ اور آپ کی آل وعترت کے ذکر کے وقت لازم ہے نیز تعظیم اہل
بیت وصحابہ لازم ہے۔

قریش کی فضیلت تمام قبائل دنیا پر

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔قریش ائمۃ العرب
کذا فی الکبری للخصائص (صفحہ ۱۳۹) تمام قریش عرب کے پیشوا ہیں سادات بنی
فاطمہ اور اہل بیت کے فضائل مخصوصہ مسند احمد اور مستدرک حاکم میں بروایت مسور بن
مخرمہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا!

فاطمۃ بضعۃ منی یقبضنی ما یقبضھا و یبسطنی ما یبسطھا وان الانساب
کلھا تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی و سببی و صھری۔

(اخرجہ الحاکم و احمد کذافی الروح)

فاطمہ میرا جزو بدن ہے جو چیز اس کو خوش کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے اور جس چیز
سے ان کو انقباض وملال ہو اس سے مجھے انقباض وملال ہوتا ہے اور قیامت کے روز
سارے انساب منقطع ہو جائیں گے میرا تعلق اور رشتہ داری اس وقت بھی کام آئے گی
اور نافع ہوگی۔حضرت سمہودی حدیث مذکور کے متعلق فرماتے ہیں حضرت فاطمہؓ کی
اولاد ان کی جزو بدن ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کی جزو بدن تو تمام بنی فاطمہ
آنحضرت ﷺ کے جزو بدن ہو گئے یہ ان کی انتہائی فضیلت وشرافت ہے۔

اسی مضمون کو حضور ﷺ نے منبر پر اسی طرح بیان فرمایا۔

ما بال رجال یقولون ان رحم رسول اللہ ﷺ لا تنفع یوم القیامه بلی و اللّٰه ان رحمی موصولة فی الدنیا و الاخرة و انی ایها الناس فرط لکم علی الحوض اخرجه الامام احمد و الحاکم فی صحیحه و البیهقی عن ابی سعید و اخرجه البزار فی حدیث طویل از رساله العلم الظاهر فی نفع النسب الطاهر علامه ابن عابد بن شامی حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ او صیکم بعترتی خیرا وان موعدهم الحوض (از رسالہ مذکورہ) علامہ شامی کے رسالہ مذکورہ میں براویت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بحوالہ طبرانی و دار قطنی حدیث ذیل مذکور ہے۔ اول من اشفع له یوم القیامة اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب ثم الانصار ثم من امن بی و اتبعنی من اهل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع اولا افضل و اخرجه الامام احمد فی المناقب عن علی قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و اله و سلم یا معشر بنی هاشم الذی بعثنی بالحق نبیاً لو اتخذت بحلقة الجنة مابدات الا بکم (العلم الظاهر ص ۵)

قیامت کے دن سب سے پہلے جن کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں۔ اس کے بعد انصار کی پھر ان لوگوں کی جو اہل یمن میں سے مجھ پر ایمان لائے اور میرے متبع ہوئے پھر باقی عرب کی پھر اہل عجم کی اور جس کی شفاعت پہلے کروں گا وہ افضل ہے اور امام احمدؒ نے مناقب حضرت علیؓ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جماعت بنی ہاشم قسم ہے اُس ذات کی جس نے

مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا اگر میں دروازہ جنت کے حلقہ کو پکڑلوں تو سب سے پہلے تمہیں جنت میں داخل کروں۔ کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ میں ہے۔ والعبرۃ فی النسب للاباء لا للامہات الا فی بنات فاطمۃ علیہا السلام فانہن منسوبات الی النبی ﷺ وھن ارفع الانواع من عرب و عجم۔ (صفحہ ۵۹ جلد ۴)

نسب میں آباءؑ کا اعتبار رہوتا ہے نہ کہ امہات کا مگر حضرت فاطمہؓ کی بیٹیاں بے شک یہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہیں اور عرب کی بلند ترین قسم ہیں۔

قل لااسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ روح البیان میں اسی آیت میں ہے۔ والحق وجوب محبۃ قرابتہ علیہ الصلوۃ والسلام من حیث انہم قرابتہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف کانوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں کی محبت کو وجوب برحق ہے اس حیثیت سے کہ وہ حضور ﷺ کے قرابت دار ہیں خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

جناب جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ بھیروی صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی جملہ قرابت داروں، خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کی محبت، اور ادب واحترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے جس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کو قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ان کی محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ (ضیاء القرآن)

ابن حجر مکی لکھتے ہیں۔ فایاك والوقیعۃ فیہم وان کانوا علی ای حالۃ

لان الولد ولد علی کل حال صحیح ہو فجر۔ ان کے بارے میں تصادم سے بچو اگر چہ جس حال میں بھی ہوں کیونکہ بیٹا بیٹا ہی ہوتا ہے ہر حال میں چاہے وہ نیک ہو یا بد۔ حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں۔ نکاح کی غرض امور خانہ داری اور ازدواجی زندگی کو درست کرنا اور حسن معاشرت کے ساتھ اطمینان سے وقت گزارنا ہے یہ تب ہی ممکن ہے کہ باہم طبائع میں اتحاد و اتفاق ہو۔ اختلاف طبائع کی صورت میں حسن معاشرت قائم رہنا مشکل ومحال ہے۔

والعجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا ھو الاصح (درالمختار) اور عجمی آدمی عربی کا کفو نہیں ہوسکتا اگر چہ عجمی شخص عالم یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو یہی صحیح ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء (دارقطنی وبیہقی)

خبردار عورتوں کا نکاح ان کے ولی کریں ان کا نکاح کفو میں کیا جائے۔

ارشاد معلم ومقصود کائنات ﷺ ہے

یا علی ثلاث لا تؤخرھا الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا (ترمذی باب تعجیل الجنازۃ) یعنی تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو ایک نماز کا جب وقت آجائے دوسرا جنازہ تیار ہوجائے تیسرا عورت کو جب کفو مل جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے کفاءت کے اعتبار کرنے کی شدید

ضرورت ان لفظوں سے تعبیر فرمائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث سے کفاءت کے غیر معتبر ہونے کا کوئی اشارہ نہیں ہوسکتا ہے۔ جب کہ فطرت انسانیہ اس کے اعتبار کرنے پر مجبور ہے اور اس کے خلاف کرنا قتل کے برابر ہے سب لوگ اپنے اپنے مرتبہ کے برابر ہیں اور شریعت ایسی چیزوں کو نظر انداز نہیں کر سکتی اور اس لیے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں عورتوں کو منع کر دوں گا کہ وہ اپنے کفو کے سوا کسی سے نکاح نہ کریں۔ (حجۃ اللہ البالغہ بحوالہ اسلام ونسبی امتیازات صفحہ ۱۱۷) ہاشمیت مانع ہے اباحت اخذ زکوۃ سے اور ظاہر مذہب یہی ہے اسی مانعیت میں بھی ابطال ہے مساوات مخترعہ کا۔ (اسلام ونسبی امتیازات صفحہ ۱۲۳ مفتی محمد شفیع دیو بندی) جن معاملات کا مدار عرف ورواج و باہمی معاشرت پر ہے ان میں دین شریعت اسلامیہ نے بھی تفاضل اور تفاوت کا اعتبار فرما کر احکام فقہیہ کے ایک بڑے حصہ کی بنیاد رکھی ہے۔ (جواہر الفقہ صفحہ ۹۳ جلد دوم)

کفوء کا معنی لغت میں نظیر اور مساوی ہے اور اسی سے کفاۃ النکاح ہے کہ خاوند، عورت، نسب، حسب اور دین وغیرہ میں مساوی ہوں (لسان العرب)

حکمت کفوء میں فائدہ یہ ہے کہ اعلیٰ خاندان کی عورت ادنیٰ مرد کی عورت نہ بنے، گویا کفو کی پابندی اس لیے ہے تاکہ لڑکی کے خاندان کو غیر کفو میں نکاح کرنے سے ننگ و عار کا سامنا نہ کرنا پڑے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر جواز نکاح فی غیر کفو میں ایک ولی کی رضا بھی کافی نہیں جب تک پورا خاندان راضی نہ ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تخیروا لنطفکم الا کفاء وانکحوا الیهم (مستدرک حاکم) اپنی افزائش نسل کیلئے کفو پسند کرو اور اہل کفو کو

نکاح کے لیے دو۔ حافظ ابن حجر اپنی کتاب فتاوی کبری میں لکھتے ہیں۔

لان من خصائصه صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم ان اولاد بناته ینسبون الیه و ھو صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم لا یکافئه احدلا یکافی من انتسب الیه فالعباسی مثلاً لا یکون کفوا لشریفة و ان کان من بنی ھاشم فیخص بذالك اطلاقھم بنی ھاشم والمطلب اکفاء۔ آپ کی خصوصیات میں سے ہے آپ کی بیٹیوں کی اولاد آپکی طرف منسوب ہوئی ہے اور کوئی ایک آپ کا کفو نہیں جو آپ کی طرف منسوب ہو مثلاً عباسی کفو نہیں شریفہ (سیّدہ) کا اگر چہ دونوں بنو ہاشم میں موجود ہوں اور یہ قاعدہ مشہورہ کہ بنو ہاشم اور مطلب ایک کفو ہیں مخصوص البعض ہے۔ صاحب بغیۃ المستر شدین نے اپنے فتاوی میں نقل کیا ہے۔

مسئله شریفة علویة خطبھا غیر فلا اری جواز النکاح و ان رضیت و رضی ولیھا لان ھذا النسب الشریف الصحیح لا تسامی و لا یرام و لکل من بنی زھرا فیه حق قریبھم و بعید ھم و انی نجمعھم و بر ضاء ھم (بغیة المستر شدین مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۷)

شریفہ سیّدہ کو اگر غیر سیّد خطبہ کرے (دعوت نکاح دے) تو ہم اس نکاح کو جائز نہیں سمجھتے خواہ مخطوبہ راضی ہو اور اس کا ولی بھی راضی ہو اس لیے کہ سادات کا نسب بہت اعلیٰ وارفع ہے جس کی بلندیوں کا قصد نہیں کیا جا سکتا اس میں سادات بنی فاطمہ کا حق ہے چاہے وہ قریب ہوں یا بعید ان سب کو کس طرح جمع کیا جا سکتا ہے اور ان سب کی رضا کس طرح حاصل کی جا سکے گی یہ نکاح غیر کفو میں اصلا منعقد نہیں ہوتا۔

فتاویٰ حمادیہ میں ہے

وروی الحسن عن ابی حنیفة لزوج اذا لم یکن لها کفوا لاینعقد النکاح من الخانیه روی الحسن عن ابی حنیفه انه یجوز النکاح ان کان کفوا وان لم یکن کفوا لا یجوز اصلاً اختلاف الروایات عن ابی یوسف المختار فی زماننا الفتوی علی روایت الحسن۔

(فتاوی حمادیه جلد اول مولفه ابو الفتح رکن ابن حسام صفحه ۱۲۷)

روایت حسن کی امام صاحب سے یہ ہے کہ خاوند جب عورت کا کفو نہ ہوتو نکاح نہیں منعقد ہوتا۔خانیہ میں روایت کی ہے حسن نے امام ابوحنیفہ سے نکاح جائز نہیں۔امام ابی یوسف سے اس مسئلہ میں روایت مختلف ہے ہمارے زمانہ میں فتویٰ روایت حسن پر ہے۔

فتاویٰ برہنہ میں ہے

براویت حسن از امام اعظم نکاح در غیر کفو باطل است ماخوذ از اکثر است وعلیہ الفتویٰ یعنی حضرت حسن نے حضرت امام اعظم سے روایت کی ہے کہ نکاح غیر کفو میں باطل ہے اور اکثر کا یہی مذہب ہے اور اس پر فتویٰ ہے (فتاوی برہنہ صفحہ۵۱ جلد۲ مطبوعہ کانپور)

قدوری کتاب النکاح میں ہے

الکفائة فی النکاح معتبرة فاذا تزوجت المراءة بغیر کفو فلا ولیاء ان یفرقوا بینهما والکفاءة تعتبر فی النسب والدین والمال هو ان یکون مالکا للمهرو النفقه (قدوری کتاب النکاح) کفو نکاح میں معتبر ہے جب عورت غیر کفوء میں نکاح کرے تو اولیاء کو یہ اجازت ہے نکاح میں تفریق کریں کفو معتبر ہوتی ہے نسب میں

دین میں اور مال میں وہ یہ کہ آدمی مالک ہو مہر کا اور نفقہ وغیرہ کا اسی مقام پر حاشیہ قدوری التنقیح الصروری میں ہے الکفاءۃ فی النکاح معتبرۃ قولہ علیہ الصلوۃ و السلام الا لا یزوجن النساء الا الاولیاء و لا یزوجن الامن الاکفاء کفو نکاح میں معتبر ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو نکاح نہ کرے دیں مگر اولیاء اور نہ وہ نکاح کریں مگر کفو میں۔ اذا کان الرجل ذاجاہ کالسلطان و العالم یکون کفوا للعربیۃ و العلویہ و صحیح انہ لا یکون کفوا للعلویۃ (مضمرات صفحہ ۱۸۰) جب مرد صاحب مرتبہ ہو جیسے بادشاہ اور عالم تو یہ عربیہ کا اور علویہ کا کفو ہوگا مگر صحیح یہ ہے کہ علویہ کا کفو نہیں ہوتا۔

غایۃ الاوطار جلد دوم میں ہے۔ یفتی بعدم جوازہ اصلاً و ھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔ فتوی دیا جائے گا نکاح فی غیر الکفو کے بارے میں عدم جواز کا اور یہی مختار للفتوی ہے بوجہ فساد زمانہ کے۔

فتاوی برجندی میں ہے۔ المشھور العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالماً او سلطانا و ھو الاصح (فتاوی برجندی)
مشہور یہ ہے کہ عجمی عربیہ کا کفو نہیں ہوتا اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ اور یہی صحیح ہے۔ زیلعی میں ہے۔ و عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف انہ لا یجوز فی غیر الکفو لان کثیرا من الاشیاء لا یمکن دفعہ بعد الوقوع۔ (زیلعی جز ثالث صفحہ ۱۷۷) روایت امام صاحب اور امام ابو یوسف سے یہ ہے کہ نکاح غیر کفو میں جائز نہیں اس لیے کہ بہت سی اشیاء کا وقوع کے بعد دور کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

111

حاشیہ طحطاوی میں ہے۔ ـعـجـمـی لا یکون کفوا لعربیة ولو کان العجمی عالما او سلطانا و ھو الاصح عجمی عربی عورت کا کفو نہیں اگر چہ عالم یا بادشاہ ہو اور یہی صحیح ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے والعالم کفوا للعربیة والعلویة و الاصح انه لا یکون کفوا لعربیة (صفحہ ۲۲۹۸ جلد ۲) عالم کفو ہوتا ہے عربیہ اور سویہ کا اور صحیح یہ ہے کہ عالم کفو نہیں ہوتا علویہ کا۔ فتح القدیر میں ہے روایت الحسن عنه ان عقدت مع کفو جاز و مع غیرہ لا یصح۔ روایت حسن یہ ہے امام اعظم سے اگر نکاح کفو میں ہو تو جائز ہوگا اور غیر کفو میں ہو تو صحیح نہیں۔ بحر الرائق میں ہے ان المفتی به روایة الحسن عن امام عن عدم انعقاد النکاح اصلا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده۔ مفتی بہ روایت حسن میں ہے امام اعظم سے کہ نکاح غیر کفو میں اصلاً منعقد نہیں ہوتا اگر عورت کا ولی نکاح سے پہلے راضی نہ ہو اور بعد میں راضی ہونا کوئی مفید نہیں ہوتا۔ بحر الرائق میں ہے وروی الحسن عن الامام انه اذا کان لزوج کفو نفذ نکاحها و الا لم ینعقد اصلاً (صفحہ ۱۳۸ جلد ۳) روایت حسن امام اعظم سے یہ ہے کہ جب نکاح کفو میں ہو تو نافذ ہے ورنہ اصلاً منعقد نہیں ہوتا۔ ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرك ولو اعجبکم۔ اور تم مشرکین سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن غلام مشرک سے بہتر ہے اگر چہ تمھیں پسند ہو۔

فیہ احدی عشرہ مسئلہ۔ الاولیٰ قوله تعالیٰ ولا تنکحوا الاتزوجوا المسلمة من المشرك و اجتمعت الامة علی ان المشرك لا یطا المومنة بوجه لما فی

ست من معصاصبۃ علی الاسلام ۔ اس میں گیارہ مسائل ہیں۔

اول:۔

فرمان خداوندی ہے ولا تنکحوا یعنی مسلمہ کو مشرک کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک نہ کرو اور اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ مشرک مومنہ کے ساتھ ہم بستری نہیں کر سکتا اس لیے کہ اس میں اسلام کی ذلت ہے۔

والثانیہ۔

فی ھذہ الایہ دلیل بالنص علی ان لا نکاح الا بولی قال محمد بن علی ابن الحسین و نکاح بولی فی کتاب اللّٰہ ثم قرء ولا تنکحوا المشرکین قال ابن منذر ثبت ان رسول اللّٰہ قال لا نکاح الا بولی قد اختلف اھل العلم فی النکاح بغیر ولی فقال کثیر من اھل العلم لا نکاح الا بولی روی ھذا الحدیث عن عمر ابن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ و علی ابن ابی طالب و ابن مسعود و ابن عباس و ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنھم و بہ قال سعید ابن المسیب و الحسن البصری و عمر ابن عبدالعزیز و جابر ابن زید و سفیان ثوری ابن لیلیٰ و ابن شیبہ و ابن المبارک الشافعی و عبداللّٰہ ابن حسن و محمد و اسحاق و ابو عبید و ھو قول ملک رضی اللّٰہ عنھم اجمعین و ابی ثور و البصری قال ابو عمر حجۃ من قال لا نکاح الا بولی ان رسول اللّٰہ قدثبت عنہ انہ قال لا نکاح الا بولی۔

(ترجمہ) ثانیا یہ کہ اس آیت میں یہ دلیل بالنص ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

جیسا ارشاد ربانی ہے ولا تنکحوا المشرکین

ابن منذر کہتے ہیں کہ ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں۔اس روایت کو مزید دو اور اساتذہ سے روایت کیا گیا ہے۔ابو عمر فرماتے ہیں کہ جن کا یہ موقف ہے کہ الانکاح الا بولی ان کی طرف سے دیل یہی ہے کہ یہ فرمان حضور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

روی ھذا الحدیث شعبۃ والثورۃ عن ابی اسحاق عن ابی بردۃ عن النبی موسلا فمن یقبل المراسیل یلزمہ قبولہ وامان من لا یقبل المراسیل فیلزمہ ایضا۔ اس حدیث کو شعبہ اور ثوری نے ابی اسحاق سے انہوں نے ابی بردۃ سے اور وہ حضور ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔پس جو مرسل احادیث کو قبول کرتا ہے اس کیلئے حدیث مرسل کا قبول کرنا لازم ہے اور جو مرسل احادیث کو قبول نہیں کرتا اس کے لیے بھی قبول کرنا لازم آتا ہے۔

وروی ابو داود من حدیث سفیان عن الزھری عن عروۃ عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل ثلاث مرات و ھذا الحدیث صحیح و اذا ثبت ھذا الخبر فقد صرح الکتاب و السنۃ بان لا نکاح الا بولی فلا معنی لما خالفھا حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی عورت بغیر ولی کے نکاح کرے اس کا نکاح باطل، باطل، باطل ہے تین مرتبہ فرمایا اور حدیث صحیح ہے۔

اور جب یہ خبر ثابت ہوگئی پس کتاب و سنت سے صریح ہوگئی کہ ولی کے اذن کے بغیر نکاح نہیں۔ پس اس سے مخالف کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

عن سماک بن حرب قال جاء رجل الی علی رضی اللہ عنہ فقال امراۃ انا ولیها تزوجت بغیر اذنی فقال علی ینظر فیما صنعت فان کانت تزوجت

من لیس لها بکفو ذالک الیک۔

ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک عورت نے جس کا میں ولی ہوں بغیر اجازت کے شادی کر لی ہے حضرت علی نے فرمایا اس نے جو کچھ کیا اس میں دیکھا جائے گا اگر اس نے غیر کفو میں شادی کی ہوگی تو اسے ہم تیرے سپرد کر دیں گے۔

و اما الشافعی و اصحابه فالنکاح عندهم بغیر ولی مفسوخ قبل الدخول و بعده ولا یتوارثان ان مات احدهما والولی عندهم من فرائض النکاح لقیام الدلیل عندهم من الکتاب و السنة۔

(تفسیر قرطبی آیت ۲۲۱ صفحہ ۵۱ جلد ۳)

اور یہاں تک امام شافعیؒ اور ان کے پیروکاروں کا تعلق ہے تو ان کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح قبل از دخول و بعدہ ہمیشہ بدکاری ہوگی اگر مر جائیں تو ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے ولی کی اجازت ان کے نزدیک فرائض نکاح میں سے ہے اس لیے قرآن و سنت سے دلیل پکڑتے ہیں۔ قصیدہ باغ و بہار میں ہے۔

115

قصیدہ باغِ بہار

ہے نسب اکرم عناصر پاک ہیں اس نور کے
حق تعالیٰ نے عجب شجرہ بنایا نور کا

نور نے پھر نور سے گھر گھر بسایا نور کا
نور نے پھر نور سے گھر گھر بسایا نور کا

مائیں ہیں افرادِ اُمت کو نبی کی بیبیاں
اہل نسبت میں یہ فضل و شرف آیا نور کا

چھوڑتا ہوں تم میں قرآن اپنی اولاد اہل بیت
باعث امن و ہدا سب کو بتایا نور کا

سیّد محمد اشرف شاہ کاظمی
ناظم امور دینیہ آزاد کشمیر

116

الحمد اللہ وحدہ و الصلوۃ و السلام علیٰ من لا نبی بعدہ امابعد

فاعوذبااللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ اصطفی ادم و نوحا و ال ابراھیم و آل عمران علی العلمین۔

(آل عمران ۳۳)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو عدم سے وجود میں لا کر اسے رنگا رنگ اشیاء سے مزین فرمایا کائنات ہست و بود میں مختلف اجناس و انواع کو پیدا فرما کر کمالات کسبی و عطائی سے مشرف فرمایا ارشاد خداوند کریم ہے۔

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور آل عمران کو سارے جہاں سے (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم اور جود و عطا کا تذکرہ فرمایا جس سے اس نے اپنے خاص خاص بندوں کو نوازا اور ان کمالات عالی قدر کے مل جانے پر لوگ ان بندوں سے حسد بھی کرنے لگے جس کی مذمت بھی اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی۔ارشاد ہوتا ہے ام یحسدون الناس علی ما آتیھم اللہ من فضلہ فقداتینا ال ابراھیم الکتاب و الحکمة و اتینھم ملکا عظیماً (نساء) (ترجمہ) کیا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔(کنز الایمان)

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی برگزیدگی کے ساتھ ساتھ اولاد ابراہیم اور اولاد عمران کی برگزیدگی کا تذکرہ فرمایا۔ کہ اللہ تعالی نے انہیں یہ فضیلت و کمال بخشا اور ان کمالات کے حصول پر لوگ ان برگزیدہ ہستیوں سے حسد کرنے لگے تو اللہ تعالی نے ان کی مذمت فرمائی۔ جب اللہ تعالی خود کمالات عطا فرمانے والا ہے تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ حسد کرے۔

دنیا میں انسانوں کو جو کمالات حاصل ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک کسبی اور دوسرا عطائی۔ کسبی کمال وہ ہوتا ہے جس میں انسان کی محنت و کاوش اور جدوجہد کا عمل دخل ہوتا ہے۔ انسان محنت کی بنیاد پر ان کمالات کو حاصل کر لیتا ہے۔ مثلاً علم ظاہر، دولت، اور اقتدار، یہ سب کسبی کمالات ہیں۔

عطائی یا وہبی کمال میں محنت و مشقت کو دخل نہیں ہوتا یہ محض عطیہ خداوندی ہوتا ہے وہ جسے چاہے جتنا چاہے عطاء فرمائے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء مثلاً نبوت و رسالت ہے اور خاندانی شرف ہے، کوئی آدمی جدوجہد اور ذاتی کاوش و کوشش سے نبی نہیں بن سکتا ہے اور کسی اعلیٰ خاندان کا فرد نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی شخص دوسرے خاندان سے اپنے آپ کو ظاہر کرے گا تو اس کے لیے سخت وعید ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: عن ابی ذر رضی الله عنه انه سمع النبی صلی الله علیه و آله وسلم يقول ليس من رجل ادعى بغير ابيه و هو يعلمه الا كفر و من ادعى قوما ليس له فيهم فليتبوأ مقعده من النار۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

ترجمہ: حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے درآں حالیکہ اس بات کو جانتا ہو تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جو شخص کسی ایسی قوم سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں اس کی کوئی قرابت داری نہ ہو تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔

بنیادی طور پر شرف وعزت اسلام اور تقویٰ سے ہے مگر خاندانی شرف ہمیشہ سے ایک ایسا کمال ہے جسے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں تسلیم کیا جاتا رہا۔ چنانچہ علامہ محمود آلوسی بغدادی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کی تفسیر میں خاندانی شرف پر بحث سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں وبالجملة شرف النسب مما اعتبر جاهلية و اسلاما و اما اسلاما فيدل عليه اعتبار الكفاءة في النسب في باب النكاح (صفحہ ۲۲ جلد ۲۶) یعنی خلاصہ بحث یہ ہے کہ نسب کا شرف جاہلیت اور اسلام دونوں میں معتبر تسلیم کیا گیا ہے اور اسلام میں بالخصوص قابل احترام ہے کہ نسب سے ہی نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں ان شرف النسب غير مكتسب (صفحہ ۱۶۴ جلد ۲۶) کہ شرافت نسبی کسبی کمال نہیں ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ بھی شرافت نسبی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فان قيل فهذا مبني على عدم اعتبار النسب وليس كذلك فان للنسب اعتباراً عرفا و شرعا حتى لا يجوز تزويج الشريفة بالنبطي (تفسیر کبیر) یعنی اگر کہا جائے کہ یہ آیت نسب کے عدم اعتبار پر مبنی ہے مگر ایسی بات نہیں۔ بلاشبہ نسب کا اعتبار عرف عام میں اور شریعت میں مسلم ہے۔ یہاں تک کہ سیدہ کا نکاح نبطی کے ساتھ جائز نہیں۔

امام رازی اسی مقام پر فرماتے ہیں شرف النسب ليس مكتسبا ولا يحصل بسعي (تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۳ جلد ۲) یعنی شرافت نسبی کسبی کمال نہیں اور یہ سعی و کوشش سے حاصل نہیں ہوتا۔

ن سعادت بزور بازو نیست

تانه بخشد خدائے بخشنده

اسی طرح خلافت و امامت کے لئے اسلام میں قریشی ہونے کی تخصیص بھی شرف نسب کے باعث ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں في بيان شرائط الامامة العظمى من انه يشترط فيه كون الامام قريشا وقد اجمعوا على ذلك كما قال الماوردي۔ (روح المعانی صفحہ ۱۶۶ جلد ۲۶) امامت کبریٰ یعنی خلافت کی شرائط کے بیان میں یہ شرط بیان کی گئی ہے کہ امام کا قریشی ہونا شرط ہے اور اس پر اجماع ہے جیسا کہ ماوردی نے کہا ہے۔

سورۂ کہف میں دو یتیم بچوں کے مال کے متعلق بیان ہو رہا ہے جب خضر علیہ السلام دیوار درست کرنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا جواباً ان کاموں کے اسرار بیان کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار درست کرنے کی وجہ بیان کی اما الجدار فكان لغلمين يتيمين في المدينة وكان تحته كنز لهما وكان ابوهما صالحا حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو دیوار کی بات ہے وہ دراصل شہر میں دو یتیم بچوں کی ہے اور اس کے نیچے ان دونوں کیلئے خزانہ رکھا ہے اور ان کا باپ نیک مرد تھا۔ باپ کے صالح ہونے کی نسبت سے اس خزانے کو

محفوظ کیا گیا ہے۔امام فخر الدین رازی اور علامہ محمود آلوسی دونوں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔عن جعفر الصادق انہ کان الاب السابع و قیل کان الاب العاشر (کبیر و روح المعانی) حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ یہاں باپ سے ساتویں پشت کا باپ مراد ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد دسویں پشت میں گزرا ہوا مرد صالح ہے۔اندازہ لگائیں جس عام آدمی کی پشت میں کوئی نیک مرد ہو تو اس کا نسب اتنا شرف اور فائدہ بخشے کہ اس کی ظاہری دولت کو اس مرد صالح کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام محفوظ کریں تو پھر کیا شان ہوگی ان حضرات کی جن کے آباء اجداد میں رحمۃ للعالمین سید الانبیاء و المرسلین محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے کائنات سید الاصفیاء علی المرتضی اور سیدۃ نساء العلمین طیبہ طاہرہ سیدہ فاطمہ الزہراء اور امام الاولیاء حسن المجتبیٰ اور سید الشہدا امام حسین علیہم السلام ہوں

اسی انتساب کے پیش نظر علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں ثم ان اشرف العرب نسبا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا لا نہم ینسبون الی النبی کما صرح جمع من الفقہاء (روح المعانی صفحہ ۱۶۴ جلد ۲۶) پھر عرب میں از روئے نسب اولاد فاطمہ سب سے زیادہ شرف رکھتی ہے کیونکہ وہ سید دو عالم ﷺ کی طرف منسوب ہے جیسا کہ فقہاء کے ایک جم غفیر نے تصریح کی ہے و معلوم ان اولادھا بضعۃ منھا فیکونون بوا سطھا بضعۃ منہ ﷺ و ھذا غایۃ الشرف لاولادھا (روح المعانی صفحہ ۱۶۵ جلد ۲۶) اور اس بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی

اولاد آپ کے مقدس واسطہ سے حضور ﷺ کا جزو ہیں اور یہ آپ کی اولاد کیلئے سب سے بڑی شان شرافت ہے۔ظاہر ہے تعظیم وتکریم میں جو حکم کل کا ہے وہی جزو کا بھی ہے اب شاید کوئی مسلمان ہم کفو ہونے کا سوچ بھی نہیں سکے گا۔سبحان اللہ کہاں یہ شرف کہ یہ نبی علیہ السلام کا جزو ہیں اور کہاں وہ افراد جنہیں دور کا تعلق ہو دونوں میں بڑا فرق ہے۔

احیاء العلوم میں امام غزالیؒ اعلیٰ شرف کے حامل ہونے والے کیلئے دوسرے سارے اوصاف خود بخود حاصل ہو جانے کو اس طرح سمجھا رہے ہیں۔فرماتے ہیں درجات میں سے ہر ایک درجہ اپنے پہلے درجہ سے بڑھ کر ہے تو اگر سب سے آخر کا درجہ بولا جائے گا تو اس میں گویا سب درجے آجائیں گے اگر یوں کہو کہ انسان عربی یا عجمی ہے یا قریشی ہے یا قریشی نہیں ہے اور قریشی ہاشمی ہے یا نہیں ہے۔اور ہاشمی اولاد علی ہے یا نہیں ہے اولاد علی کی حسنی ہے یا حسینی تو سب سے بڑھ کر درجہ انسان میں حسنی اور حسینی ہوگا۔پس اگر کسی شخص کو مثلاً حسینی کہو گے تو اس میں سب نیچے کے اوصاف ضرور ہوں گے مثلاً حضرت علی کی اولاد اور ہاشمی اور قریشی اور عربی ہوگا۔

(احیا العلوم باب خوف ورجاء)

پھر دیکھیے آل ابراہیم کا کمال اور شرف کسبی نہیں وہبی اور عطائی ہے اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے انتساب ہے۔اولاد ابراہیم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں خاندانی شرف بخشا کہ ان کے خاندان میں امامت ونبوت اور کتاب کو مختص کر دیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث

ہوئے وہ اولاد ابراہیم سے آئے اور جتنی کتابیں اتریں وہ اولاد ابراہیم میں ہی اتریں۔ ارشاد ہوتا ہے ووھبنا لہ اسحق و یعقوب و جعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب (العنکبوت)

اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور انکی اولاد میں نبوت اور کتاب مختص کر دی۔ جن لوگوں کو جناب ابراہیم علیہ السلام سے نسبی شرف حاصل ہے خواہ وہ بنی اسرائیل ہوں یا بنی اسماعیل ہوں ان کیلئے بجائے خود تنی بڑی عظمت سعادت اور عزت کی بات ہے۔

علامہ محمود آلوسی اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ واصطفی آل ابراہیم بان [illegible] جعل فیھم النبوۃ والکتاب و یکفیھم فخرا ان سید الاصفیاء منھم۔

(ترجمہ) کہ آل ابراہیم کا چناؤ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں نبوت اور کتاب کو مختص کر دیا اور آل ابراہیم کیلئے یہ بات فخر کیلئے کافی ہے کہ سید الاصفیاء جناب محمد مصطفی ﷺ اس خاندان سے ہیں۔ سبحان اللہ یہ بلند مرتبہ ملا جسے مل گیا اور اسی طرح آل عمران کا انتساب۔ جناب عمران کی طرف باوجود اس کے ان کی اولاد سے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام بجائے خود بڑی عظمت کے حامل ہیں لیکن ایک مرد صالح اور کامل انسان کی طرف نسبت باعث عزت و افتخار ہے۔

اس عالی شان مرتبت خاندان کی شان و عظمت کا اندازہ امام بخاریؒ کی اس روایت سے کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم [illegible] فیکم و امامکم منکم (بخاری کتاب الانبیاء) حضرت ابوہریرہ

روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت کیا منظر ہوگا جب ابن مریم یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یعنی امام مہدی علیہ السلام اس جلیل القدر روایت سے معلوم ہوا جناب عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں بھی جس خاندان کی عظمت و مرتبہ کو اس طرح ظاہر کیا جائے گا کہ ایک فرد امام الکل ہوگا تو اس خاندان کی عظمت و مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر فاروقؓ کا ایک بیان جسے ریاض النضرۃ صفحہ ۲۸ جلد ۲ میں نقل کیا گیا ہے اسے بیان کر کے اس بات کو ختم کرتا ہوں۔ مدائن کی فتح پر جب مال غنیمت آیا تو حضرت عمر نے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو ایک ایک ہزار درہم دیئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو پانچ سو درہم دیئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جہاد میں شریک ہوتا تھا جب کہ حسنین کریمینؓ بچے تھے اور گلیوں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے انہیں ایک ایک ہزار درہم دیئے اور مجھے پانچ سو دیئے۔ فقال عمر اذهب فاتنی باب كابيهما وام كامهما و جد كجدهما وجدة كجدتهما و عم كعمهما و خال كخالهما فانك لاتاتینی به (ریاض النضرہ صفحہ ۲۸) فرمایا ہاں پہلے جاؤ ان کے باپ جیسا باپ، ان کی ماں جیسی ماں، ان کے نانا جیسا نانا، ان کی نانی جیسی نانی، ان کے چچا جیسا چچا اور ان کے ماموں جیسا ماموں لاؤ پھر ان کی برابری کی بات کرو تم یقیناً نہیں لاسکو گے۔ جب فاروق اعظمؓ جو اس امت کے محدث اعظم ہیں خود اقرار کر رہے ہیں کہ اس خاندان کی برابری کوئی نہیں کر سکتا تو اور کون ایسا ہے جو ان کا ہم کفو، ہونے کا دعویٰ کرے۔

محترم قارئین! اس کائنات پر ایک عمیق نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ یہ کائنات عالم رنگ و بو خواہ رب تعالیٰ کی مصوری ہو یا خلق عنصر کی صورت گری ہو عالم مثال کا عکس جلال ہو یا قانون ارتقا کا فیض جمال۔ ہر چیز کی الگ خاصیت ہے اور الگ تاثیر ہے الگ مقام ہے۔ کہا جاتا ہے یہ پتھر ہے عقیق ہو کہ زمرد یہ درخت ہے آم ہو یا امرود، یہ جانور ہے گائے ہو یا بھینس۔ یہ آدمی ہے زید ہو یا بکر، یہ فرشتہ ہے جبرائیل ہو یا مکائیل۔ یہ جن ہے زنبوس ہو یا عفریت۔ غور طلب امر یہ ہے کہ آخر وہ کون سے صفت ممیزہ ہے اور وہ کونسی غایت لازمہ ہے وہ کون سی ہیئت فاصلہ ہے جس نے ایک کو پتھر بنا دیا اور دوسرے کو انسان بنا دیا اور وہ کون سی حد تھی جس نے ہر ایک کو محدود کر دیا۔ تمام ارباب حکمت کا قول ہے کہ ہر شے بعض خصوصیات رکھتی ہے جو صفت ممیزہ کہلاتی ہے۔ دیکھئے وجود کے ساتھ اگر مرکب کی قید لگائیں تو عناصر بنتا ہے اگر جامد کی قید لگائیں تو فرشتہ بنے گا اگر صامت کی قید لگائیں تو حیوان بنے گا اگر ناطق کی قید لگائیں تو انسان بنے گا اور اگر وحی کی قید لگائیں تو نبی بنے گا ہر چیز کی اپنی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ایک چیز دوسری سے ممتاز ہوتی ہے۔

غور کریں کائنات کی ہر چیز میں باوجود ایک نوع سے تعلق رکھنے کے فرق ہے۔ نوع کی خصوصیات محض عطیہ الٰہی ہیں اس مثال پر غور کریں کہ انسان جنس حیوانی میں فضیلت رکھتے ہیں۔ انسان بھی جنس حیوانی کی ایک نوع ہے اس کی تعریف یہ کی جاتی ہے۔ الانسان حیوان ناطق اس کی فطرت میں بھی خواص جنسی کا ہونا لازم و واجب ہے جنس حیوانیت کی کوئی خاصیت ایسی نہیں جو نفس انسانیہ میں موجود نہ ہوان

دونوں کی فطرت ایک دوسرے کے مطابق ہے۔انواع حیوانیت میں اعلیٰ درجہ کی نوع انسان ہے۔ کرامت کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد کرمنا بنی آدم اور اسکی خدمت کیلئے جملہ اشیاء پیدا کیں۔ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا وہی ذات ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے۔انسانیت و بشریت بذات خود ایک جنس ہے لہٰذا اس کی انواع کا ہونا ضروری ولازمی ہے کیونکہ انواع کے بغیر جنس کا وجود نہیں ہوتا اور ہر جنس کی انواع میں خواص جنسیہ مشترک ومساوی ہوتے ہیں لیکن نوعی خواص مشترک نہیں ہوتے اسی وجہ سے وہ جنس کی نوعیں مانی جاتی ہیں۔ ایک نوع دوسری نوع کے خواص پر قادر نہیں ہوسکتی۔اس کی مثال اس طرح ہے کہ الانسان حیوان۔اس جملے میں انسان بھی حیوان ہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان ایک حیوان ہے مگر اس جملہ کے ساتھ ایک لفظ کا اضافہ کر دیا جائے تو انسان حیوان ہوتے ہوئے بھی علیحدہ ہوگیا۔الانسان حیوان ناطق یہاں انسان کی صفت ممیز بیان کی گئی ہے وہ نطق یعنی بولنا۔حیوانیت قضیہ مشترک ہے کہ حیوانیت دونوں میں برابر ہے۔نطق کو اس لیے فصل ممیز قرار دیا گیا ہے کہ انسان میں موجود ہے اور دوسرے حیوانات میں مفقود ہے صرف بولنا دوسرے حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔جو اپنے ہم جنس سے سوال وجواب اور فریاد وامداد اور خطرہ کی اطلاع وغیرہ پر حاوی جاتے ہیں۔حیوانات میں ادراک وشعور، ذہن، حفظ، حق باطل میں تمیز وغیرہ کی قوت پائی جاتی ہے۔لہٰذا ناطق سے مراد صرف بولنا نہیں بلکہ بولنے کے لوازمات مراد ہیں۔یہی صفت ممیز ہے۔حیوان صرف سکھانے سے نقل کرسکتا ہے مگر

انشاء نہیں کر سکتا۔ یعنی خود کوئی طریقہ ایجاد نہیں کر سکتا یہ صفت ان میں نہیں پائی جاتی اس جنس بشری وانسانی کی علیحدہ نوع انبیاء کرام علیہم السلام کی ذوات ہیں۔

قرآن مجید میں کفار کا یہ باطل نظریہ متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے ما انتم الا بشر مثلنا کہ یہ تو ہم جیسا بشر ہے۔ انبیاء کو اگر جنس بشر کی علیحدہ نوع تسلیم نہ کیا جائے تو کفار کا بیان سچا اور صحیح ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی کے مطابق رسول وہ بشر ہے جس پر وحی ہوتی ہے اور وحی بشر پر نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو ہر فرد بشر پر وحی ہوتی جس سے ثابت ہوا کہ جنس بشر پر وحی نہیں ہوتی بلکہ نوع بشری پر ہوتی ہے۔ انبیاء کرام جنس بشری کی علیحدہ نوع ہیں۔ نوع کے لیے اوصاف نوعی کا علیحدہ ہونا ضروری ہے اور وحی کے ساتھ استطاعت اور قابلیت اعجاز کا ہونا فطری ہے۔ پھر نوع بشر اپنے ابنائے جنس ہی سے فاضل نہیں بلکہ اپنی افرادیت میں بھی ہر فرد دوسرے سے فاضل ہے۔

ارشاد خداوند کریم ہے هو الذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ما اتکم وہی ذات ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا اور تم میں سے بعض کو بعض سے کئی درجے بلند کیا تاکہ وہ تمہیں اپنی عطاء سے آزمائے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ تمام انسان مساوی الدرجہ نہیں بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور یہ عطائی اور وہبی ہے کسبی نہیں۔ لہٰذا یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا کہ فاضل کو مفضول بنا دیا جائے اور اس کو اس کا ہم کفو سمجھا جائے۔ پتھر کی مثال لیجئے جنس کے اعتبار سے دنیا میں پائے جانے والے تمام پتھر ایک جنس سے

ہیں مگر ان کی انواع اور اس کے خواص اور اسکی قدر و قیمت اپنی اپنی ہے۔ یہ جملہ پتھر جو عقیق، زمرد، لود، ہیرا، نیلم، الماس، لعل وغیرہ کے ناموں سے پکارے جاتے ہیں سب ایک ہی جنس سے ہیں۔ اگر کوئی ان سب کو ایک نظر سے دیکھے اور ایک ہی قدر و قیمت کا سمجھے تو یہ ناظر کی کم فہمی ہے ورظلم ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے یہ بھی پتھر ہے اور وہ بھی پتھر ہے سب ایک ہی ہیں تو کہا جائے گا کہ ہوش میں آؤ یہ ٹھیک ہے کہ یہ دونوں پتھر ہیں مگر ان کے خواص اور قدر و قیمت میں بڑا فرق ہے۔ ہیں تو بظاہر دونوں سنگ مگر اس کا رنگ اور ہے اور اسکا رنگ اور ہے اس کا ڈھنگ اور ہے اور اس کا ڈھنگ اور ہے اس کا مقام اور ہے اس کا مقام اور ہے ایک تاج شاہی میں سجایا جاتا ہے اور دوسرا پاؤں میں روندا جاتا ہے۔ ایک جیسی شکل دیکھ کر انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہ کرو خواص معلوم کرو تب کوئی حکم لگاؤ۔

کچ بھی منکا، لعل بھی منکا، اکو رنگ دوہاں دا
جے کر پاس صراف لے جایئے فرق لکھاں کوہاں دا

پھر دیکھیں پتھروں میں نسبت سے مقام اور درجہ میں فرق پڑ جاتا ہے ایک وہ پتھر جس سے مکان تعمیر کیا جاتا ہے اور ایک وہ پتھر ہے جس سے مسجد تعمیر ہوتی ہے دونوں کی نسبت بدلنے سے ہم جنس ہوتے ہوئے بھی مقام میں کتنا فرق ہو جاتا ہے اور پھر وہ پتھر جس سے غسل خانہ تعمیر کیا جاتا ہے اور دوسرا وہ پتھر جس سے خانہ کعبہ تعمیر کیا جاتا ہے دونوں میں کتنا فرق ہے۔ بالکل اسی طرح وہ افراد جنہیں نبی علیہ السلام سے شرف انتساب حاصل ہے اور وہ جنہیں کہیں دور کا بھی تعلق نہیں دونوں کے مرتبہ اور مقام

میں کتنا فرق ہوگا۔ یہ سب کیسے ہم کفو ہو سکتے ہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ قریش ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں القریش اکفاء بعضھم اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ موجبہ جزیہ ہے جس سے مدعا حاصل نہیں ہوتا موجبہ کلیہ پیش کریں تو ہم مانیں کہ آپ نے کوئی کمال کر دکھایا۔ نیز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب انسان برابر ہیں اور تقویٰ باعث تکریم ہے اور آیت مبارکہ یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اس بارے میں عرض ہے کہ اس آیت مبارکہ میں تمام انسانوں کو مخاطب کر کے انسانی وحدت کا بیان ہو رہا ہے یعنی مخلوق ہونے میں برابر ہیں۔ حکمت و مصلحت کی بنا پر ان کے شعوب و قبائل یعنی ذاتیں اور خاندان و گھرانے اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی و منشاء سے بنائے۔ شعوب و قبائل کا بنانا بلاوجہ نہیں خاص غرض و غایت سے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ نے شعوب و قبائل بنانے کی غرض و غایت پہچان بتائی ہے جس سے ہر ایک کی پہچان لازم ہوگئی ہے۔ پہچان نہ کرنا اور سب کو ایک ہی جاننا خدا کی مصلحت اور اس کی مرضی و منشاء کے خلاف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم و عزت دار وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ نیز اتقکم مبالغہ کا صیغہ ہے اور واحد پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی ایک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور سب سے زیادہ مکرم بھی اور وہ کون ہے علامہ محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں نقل کرتے ہیں اتقی اور اکرم تو خود رسول پاک ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ جن کا ارشاد ہے انا اتقی و لد ادم و اکرمھم علی اللہ ولا فخر (روح المعانی) میں اولاد آدم میں اتقی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

129

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اتقی کے لیے فعل کا متقی ہونا شرط ہے یعنی اتقی وہی ہوگا جس کا فعل سب سے زیادہ پرہیز گار ہوگا اور یہ کسبی عمل ہے جب کہ شعوب و قبائل میں لوگوں کا عمل دخل نہیں بلکہ خدا کا عمل دخل ہے اور اس کی مرضی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی وہ جسے جس قبیلہ سے پیدا فرمائے ہر قبیلہ اور خاندان کو الگ الگ رکھا جانا منشاء الٰہی کے مطابق ہے اگر انہیں باہم ملا دیا جائے تو پہچان وتمیز ختم ہو جاتی ہے اور یہ عمل منشاء الٰہی کے خلاف ہے نیز ہر قبیلہ و شعبہ میں کوئی فرق ہونا بھی لازمی ہے ورنہ تمیز و پہچان بلا وجہ اور عبث ہوگی جو باطل قرار پائے گی۔ مذکورہ بالا مضمون کو اگر بنظر انصاف پڑھا جائے تو خاندانی شرف کو تسلیم کرنے میں ذرا برابر تامل نہیں ہوگا۔ عقلی اور نقلی دلائل سے اسے ثابت کرنے کے بعد مفتی کشمیر مناظر اہلسنت عالم نبیل محقق دوراں حضرت مولنٰا مفتی محمد حسین چشتی مہتمم دارالعلوم سُنی حنفی عباسپور کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کفوء کے مسئلہ پر انتہائی تحقیق اور نہایت محبت سے رسالہ تصنیف فرما کر وقت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین میں عظمت اہلبیت کے تحفظ کے صلہ میں سعادتیں، عظمتیں، عزتیں اور کرامتیں عطا فرمائے اور انہیں سلمان فارسیؓ کے قافلہ میں شامل فرمائے (آمین)

سید طفیل حسین کاظمی

سینئر نائب صدر جماعت اہل سنت جموں و کشمیر

خطیب جامع مسجد کمیٹی مظفر آباد

مہتمم دارالعلوم قادریہ مہریہ نوراسیری مظفر آباد

مہتمم مدرسہ محمدیہ ضیاء العلوم لوئر پلیٹ مظفر آباد

130

استاذ العلماء قاضی لطف الرحمن مظفرآباد

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں صورت کہ سیّدزادی کا نکاح غیر سیّد سے ہو سکتا ہے؟

بینوا وتوجروا

الجواب بعون الوهاب

اقول باللہ التوفیق۔ علویہ ہاشمیہ کا عقد نکاح غیر ہاشمی قریشی سے جائز نہیں کیونکہ نکاح میں نسباً کفو کا ہونا لازمی ہے۔ قریش نضر بن کنانہ سے شروع ہیں اور ہاشمی حضرت ہاشم سے شروع ہیں۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی اولاد سے عرب کو چُنا اور عرب سے قریش کو چُنا اور قریش سے بنو ہاشم کو چُنا اور بنو ہاشم سے مجھے چُن لیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ساری کائنات سے چُنے ہوئے ہیں اور آپ کی اولاد حضرت فاطمہ الزہراءؓ سے چلی ہے لہٰذا ساری کائنات سے چُنی ہوئی حضور ﷺ کی اولاد ہے۔ ان کی مثل دوسرا کوئی نہیں ہے نہ ہی کوئی ان کا کفوء ہے اور غیر کفوء میں نکاح جائز نہیں۔ ولی کے اعتراض سے نکاح فسخ ہو جائیگا۔ جیسا ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ فطم کی معنی بچنا ہیں اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد آگ سے محفوظ ہے اور فرمایا کہ حضرت فاطمہ سے محبت کرنے والے بھی جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں لہٰذا ان کی مثل اور کوئی نہیں اور کنز الدقائق جو علم کا متن ہے اور متن کو شرح پر ترجیح ہے جلد دوم صفحہ ۱۹ میں ہے۔

فقریش اکفاء بعضهم لبعض ولایعتبر التفاضل بینهم لما روینا و عن محمد الا ان یکون نسبا مشهورا کاهل البیت الخلافۃ ۔ کانہ قال تعظیما للخلافۃ و تسکینا لفتنۃ الناس فی نکاح بنات الملوک(ھدایہ) و قال فی الحاشیۃ و اعلم القریش کان من اولاد نضربن کنانہ و الہاشمی من اولاد ہاشم بن عبدمناف والعرب من جمعھم اب فوق نصر و الموالی سو ھم ۔لہٰذا عوام عرب قریش کی کفو نہیں اور قریش بنوہاشم کی کفونہیں اور سب بنوہاشم نبی علیہ السلام کی نہیں تو آپ ﷺ اولاد کی کفوء بھی کوئی نہیں ہو سکتا ۔لہٰذا ان کا نکاح غیر کفو یعنی ادنیٰ سے جائز نہیں۔

فان قلت قریش کفاء عرب فکیف عطفہ علیہ افرد قریش بالذکر قلت لفضیلۃ قریش افرادہ بالذکر کانہ جنس آخر الاان سائر العرب لیسوا باکفاء القریش و فی المبسوط افضل الناس نسبا بنوهاشم ثم قریش ثم العرب لماروی علیہ والسلام ان اللہ اختارنی من بنی ہاشم و بنی لانہم معروفون باھلہ لیسوا بکفوء لجمیع العرب بالخاصۃ و الدناۃ وروی الحسن عن ابی حنیفۃ عدم جوازہ و علیہ الفتوی(قاضی خان) و فی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ لاینعقد ای لا یجوز النکاح ان کان کفواً والا لا یجوز اصلاً و ھوالمختار للفتوی لفساد الزمان و قال شمس الائمہ روایۃ الحسن اقرب الیٰ الاحتیاط لیسد علیہ باب الترویج من غیر کفوء الکفاۃ تعتبر فی نکاح العرب و فی نکاح العجم اسلاماً اورجوکتب فقہ میں آیاہے کہ العالم کفوء للعلویۃ او شرف العلم فوق شرف النسب۔

بوقت مجبوری جہاں کوئی اہل بیت نہ ہواس وقت عالم شریف اہل نسب علویہ کا کفو ہوگا۔

فتاویٰ جامع الفوائد اور درمختار میں ہے کہ العجمی لا یکون للعربیة کفوا و لو
کان العجمی عالما و سلطانا(و هو الاصح) لکن فی النهر ان الحسیب
یدی المنصب و الجاه کفوء للعلویة کما فی الینابیع و ان العالم فکفوء
لان لشرف العلم فوق شرف النسب و المال کما جزم به البزازی۔ یہ واقعہ
بھی مجبوری کا ہے۔ ایسا وہم کرنے سے اہل بیت نبی کریم علیہ السلام کی توہین ہے۔

فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹ میں ہے کہ عربیہ عورت اور علویہ کا کفو عالم ہوتا
ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ علویہ عورت کا کفو عالم نہ ہوگا۔ فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۰ پر ہے۔
فالعالم العربی کفو للجاهل العربی و العلویة لان شرف العلم فوق شرف
النسب الحسب و الاصح انه لیس کفوء للعلویة۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی فضیلت حضرت فاطمۃ الزہراء ؓ کی
وجہ سے ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا الفاطمة بضعة منی۔ یہ شرف حضرت
فاطمہ ؓ کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں۔ لہٰذا ان کی اولاد جو حسنین کریمین ؓ سے چلی ہے اس کی
کفو دنیا میں کوئی نہیں۔ لہٰذا غلط وہم وگمان بھی کرنا اہل بیت کی توہین ہے۔ اور حضرت
فاطمہ ؓ کی ایذا ہے۔ اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے الفاطمة بضعة منی فمن اذاها فقد
اذانی و من اذانی فقد اذا الله۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، پس جس نے اسے
تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے
اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ اور فرمایا علیکم باهل بیتی علیکم باهل بیتی علیکم
باهل بیتی۔ نیز محرمات کی حرمت تعظیماً ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کی ازواج اُمت کی

133

مائیں ہیں لہذا اھل بیت کی حرمت تعظیماً ہے۔ اگر عالم کو عویلم کہنے سے کفر ہوتا ہے تو حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو حلال کہنے سے کفر کیوں نہیں ہوگا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ایذا دینے سے عذاب ہو سکتا ہے اور حضرت فاطمہؓ کو ایذاء دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے مقام غور ہے۔

اس مسئلہ پر جن حضرات نے تفصیل کے ساتھ اپنے رشحات قلم سے اہل بیت کو نوازا۔ ان میں قدوۃ الاولیاء اعلیٰ حضرت قبلہ سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت شیخ الجامعہ مولنٰ غلام محمد گھوٹوی صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولنٰ محب النبی، حضرت علامہ محمد عبدالحی، حضرت علامہ جی، اے حق محمد صاحب چشتی، حضرت مولانا محمود شاہ صاحب چشتی، حضرت مولانا فیض احمد صاحب چشتی، حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے سورہ احزاب کی آیت نمبر 4 کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات اُمت پر بوجہ تعظیم و احترام حرام ہیں۔ حضرت مولانا نصیر الدین صاحب مدرسہ جامعہ عباسیہ بہاولپور حضرت فرید صاحب مدرسہ جامعہ عباسیہ بہاولپور حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدرسہ جامعہ عباسیہ بہاولپور، حضرت مولانا سید عظمت علی شاہ صاحب ھمدانی مہتم دارالعلوم سلیمانیہ کراچی، حضرت مولانا پیر امام شاہ صاحب سجادہ نشین مہر آباد لودھراں، شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی، حضرت علامہ شیخ الاسلام قبلہ پیر قمر الدین سیالوی رحمہم اللہ۔

حضور ﷺ نے معاشرتی مجبوری سے بحکم الٰہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو رشتے دیئے۔ یہ معاشرتی مجبوری تھی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں بہن

بھائی کا نکاح ہوتا تھا جب مجبوری نہ رہی تو حکم تبدیل ہو گیا اور یہ حضور ﷺ کی خصوصیات سے ہے، عام نہیں۔ لہٰذا حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے جواز نکاح کا وہم بھی بے ادبی، گستاخی اور گناہ ہے جس کاغذ پر قرآنی آیات لکھی ہوں وہ بھی قابل تعظیم ہے (لا یمسہ الا المطھرون) کا حکم ہے چہ جائیکہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد ہو اس کی تعظیم و تکریم تو جزو ایمان ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۸ پر ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے، المقول فی تفضیل اولاد الصحابة فقال بعضهم لا نفضل بعد الصحابة احداً الا بالعلم والتقوى والاصح ان نفضل ابناءهم على الترتيب فضل اباءهم الا اولاد فاطمة فانهم يفضلون على اولاد ابي بكر و عمر و عثمان لقربهم من رسول الله ﷺ فهم العترة الطاهرة والذرية الطيبة الذين اذهب الله عنهم الرجس و طهرهم تطهيرا كذافي الكفاية

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اھل بیت پاک ہیں ان کی مثل کوئی نہیں۔ ان کا درجہ قرب نبوی ﷺ کی وجہ سے ہے اس لئے ان کی کفو کوئی نہیں۔ خود بنو ہاشم یعنی حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کی لڑکیوں کی اولاد۔ خود حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی لڑکیوں کی اولاد حسنین کی اولاد کی کفو نہیں اور حسنین کی اولاد عربی النسل ہیں اور بقایا لوگ عجمی النسل ہیں اور یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ العجمی لایکون کفوا العربی۔ لہٰذا حسنینؓ کی اولاد سیّد زادی سے غیر سیّد کا نکاح بوجہ عدم کفوء کے حرام ہے۔ حضرت قبلہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہریؒ تفسیر ضیاء القرآن میں سورۃ احزاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بین الاقوامی طور پر مسلمہ قاعدہ کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزندان

ارجمند حضرت ابو طالب کی اولاد اور نسل سے شمار ہونے چاہیے تھے نہ کہ حضور ﷺ کی اولاد اور نسل سے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو جس طرح دیگر بے شمار خصوصیات سے نوازا ہے۔ یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ حضرت سیدنا علیؓ کی اولاد حضرت سیدہ طاہرہ کے بطن سے اولاد مصطفے ﷺ شمار ہوئی نہ کہ ذریت ابو طالب سے۔ اس خصوصیت کی بناء پر حسنینؓ کی اولاد کا کفو کوئی نہیں لہٰذا غیر کفو میں عقد جائز نہیں۔ حضرت مولانا خیر الدین رملی صاحب درمختار کے استاد اپنے فتاویٰ خیریہ حصہ اول باب النسب صفحہ ۱۰۵۔۱۰۴ پر فرماتے ہیں۔ وان من خصائصہ ان ینسب الیہ اولاد بناتہ ولم یذکروا لمثل ذالک فی اولاد بنات بناتہ فالخصوصیۃ لطبقۃ العلیافقط۔ فاولاد فاطمۃ الاربعۃ الحسن والحسین وام کلثوم و زینب ینسبون الیہ صلی اللہ علیہ و سلم و اولاد زینب و ام کلثوم الیٰ ابیھم عمر و عبداللہ لا لام ولا ابیھا۔لان الولد یتبع ابیہ فی النسب لا امہ وانما خرج اولاد فاطمۃ وحدھا للخصوصیۃ التی ورد الحدیث بھا وھی مقصورۃ علی ذریۃ الحسن و الحسین لکن مطلق الشرف الذی لا ھل بیتہ یشملھم۔ واما الشرف الا خص و ھو شرف ینسب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور فتاویٰ عقود الدرایہ جز و اول صفحہ ۲۱ باب الکفو میں ہے لکن المروی عن الحسن عن ابی حنیفۃ بطلان النکاح من غیر الکفوء بہ اخذ کثیر من مشائخنا قال شمس الائمہ سرخسی و ھذا اقرب الیٰ الا حتیاط۔

ہاشمی، فاطمی کا کوئی کفو نہیں لہٰذا سیدہ کا نکاح غیر سید سے نہیں ہو سکتا۔

حررہ احقر العباد قاضی لطف الرحمٰن لنگر پوری عفی عنہ

خطیب، جامع مسجد امام اعظم ابو حنیفہؒ مظفر آباد آزاد کشمیر

136

حضرت علامہ سید غلام یسین شاہ بخاری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اللہ تعالی علی توفیقہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ و علی الہ و اصحابہ اجمعین

اس میں کوئی شک نہیں کہ عزت وتکریم کا حقیقی سبب ایمان اور تقوی ہے۔ ارشاد کریم ہے ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین یعنی عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے پھر مومنین میں جو جتنا زیادہ متقی ہوگا اتنا ہی زیادہ معزز ہوگا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم تقویٰ کا قرب الٰہی کا معیار ہونا شرف نسب کے خلاف نہیں یہ ایک الگ فضیلت ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اس کی قسمت۔ قرآن وحدیث میں شرافت نسب کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ کسی کور باطن کو نظر نہ آئے تو اُسے علاج کروانا چاہیے۔ ہاں شرافت نسب کے ذریعے دوسروں کی تحقیر و توہین اور فخر وتکبر سے منع کیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص حسبی ونسبی ہے۔ حسب کا لفظ اعلیٰ انسانی صفات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلا علم وفضل، تقوی وطہارت، اعلی کردار اور پاکیزہ سیرت وغیرہ اور نسب کے لفظ کا تعلق نسبت اوخونی انتساب سے ہے یعنی زید اولاد ہونے میں کس جد اعلیٰ سے نسبت رکھتا ہے یا منسوب ہے۔ شعوب اور قبائل کے تعارف کا بھی یہی مفہوم ہے کہ انسان اپنی آبائی نسبت سے آگاہ ہو۔ جس شخص کے آباد واجداد جتنے صاحب فضائل وکمالات ہوں گے اتنا ہی اس خاندان کو بہ نگاہ احترام دیکھا جائے گا اور اس کو شرافت نسبی کہتے ہیں۔ جس کے آباؤ اجداد جتنے بلند رتبہ والے ہوں گے اتنا ہی خاندانی شرف اس کو

137

حاصل ہوگا۔ جس کا انکار سوائے قساوت قلبی اور محرومی قسمت کے اور کچھ نہیں۔ رسول کریم ﷺ ارشاد ہے عن ابی ذر انه قال و هو آخذ بباب الكعبة سمعت النبي ﷺ يقول الا ان مثل اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجى ومن تخلف عنها هلك حضرت ابوذرغفاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اس حال میں کہ وہ کعبہ شریف کے دروازے کو پکڑے ہوئے تھے میں رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا بے شک میرے اہل بیت تم میں سفینہ نوح کی طرح ہیں جو اس کشتی میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ اس حدیث مبارکہ سے اہل بیت کے امتیاز و اختصاص کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ الصواعق المحرقہ میں روایت نقل کی گئی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا كل سبب و نسب منقطع يوم القيامة الا سببي و نسبي یعنی قیامت کے دن تمام رشتے ختم ہوجائیں گے سوائے میرے رشتے کے کہ وہاں بھی قائم رہے گا۔

علامہ احمد بن حجر الہیتمی المکی الصوعق المحرقہ ص ۲۳۶ پر ائمہ محققین کا اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں اجمع من محققي ائمتنا ان من خصائصه صلى الله عليه وسلم ان اولاد بناته ينسبون اليه في الكفاءة وغيرها حتىٰ لا يكافئ بنت شريف ابن هاشمي غير شريف۔ ائمہ محققین کا اس پر اجماع ہے کہ رسول پاک ﷺ کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کی بیٹیوں کی اولاد آپ کی طرف کفوء وغیرہ میں منسوب ہے یعنی غیر سید ہاشمی سیدہ ہاشمیہ کا کفوء نہیں ہوسکتا۔

فقہائے احناف اس پر متفق ہیں کہ کفات نکاح میں معتبر ہے۔ الكفاءة

فی النکاح معتبرۃ اورکفوءکامفہوم یہ ہے کہ چند خاص امور میں مرد عورت کا ہم پلہ ہو اورامورکی تعداد چھ بیان کی جاتی ہے۔ردالمختار میں ہے نسب واسلام کذلک حرفۃ ر دیانۃ ومال ففط ص۳۴۵یعنی خاندان، اسلام، پیشہ، حریت، دین اور مال۔نسب کے لحاظ سے اونیٰ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کے خاندان اور قبیلے کے برابر خاندان اور قبیلے کا نہ ہو۔اشخاص دوقسم کے ہیں اہل عرب واہل عجم پھر اہل عرب بھی دوقسم کے ہیں قریشی اور غیر قریشی اگر مرد قریشی اورعورتیں بھی قریشیہ ہوتو دونوں ہم کفوء ہیں۔نیز اہل عرب میں یعنی عربی النسل خاندانوں میں نسب کا اعتبار کیا جاتا ہے علامہ ابن عابدین ردالمختار میں کفوء پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب فلا یعتبر فیھم الاسلام یعنی نسب کا اعتبارعرب میں ہوگا ان میں اسلام کا اعتبار نہیں۔اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں ان الاسلام لا یکون معتبرا فی حق العرب کما اتفق علیہ ابو حنیفۃ وصاحباہ لا نھم لا یتفاخرون بہ وانما یتفاخرون بالنسب فعربی لہ اب کافر یکون کفوء العربیۃ لھا آباء فی الاسلام ص۲۴۶ بے شک اسلام عربوں کے حق میں معتبر ہوگا جیسا کہ اس پر امام ابوحنیفہؒ اوران کے احباب نے اتفاق کیا ہے کیونکہ وہ اسلام پرفخر نہیں کرتے اوروہ تو نسب پر فخر کرتے ہیں۔پس وہ عربی جس کا باپ کافرہواس عربی عورت کا ہم کفوء ہوگا جس کے آباواجداد اسلام میں ہوں مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں کہ السلام معتبر فی العرب سا ستنظرالی نفس الزوج لا الی ابیہ و جدہ فعلی ھذافالنسب معتبر فی العربفقط

یعنی اسلام عربوں میں بیوی و خاوند کی ذات کے لحاظ سے معتبر ہے نہ کہ ان کے آباواجداد کے اعتبار سے پس اسی بنیاد پر عربوں میں نسب پر اعتبار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کوئی عجمی عربی کا ہم کفو نہیں ہوسکتا۔ الدرالمختار جلد۲ ص ۷ ہے کہ العجمی لا یکون کفو لمعربیة ولو کان العجمی عالماو سلطانا وھو الاصح یعنی عجمی عربی کا ہم کفو نہیں ہوسکتا اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ اور یہی صحیح ہے اسی طرح درمختار باب الولی میں ہے کہ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاوھو المختارللفتوی لفسادالزمان یعنی غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ ہے اور اسی فتویٰ کو فساد زمان کے باعث اختیار کیا گیا ہے۔ فساد زمان یہ ہے کہ جب مرد اور عورت ہم کفو نہ ہوں تو رشتہ ازواج قائم نہیں رہتا اور آئے دن اس میں فتنہ فساد اور لڑائی جھگڑے کا امکان رہتا ہے اور یہ لڑائیاں بڑھ کر دو خاندانوں یا قبیلوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں چونکہ عورت مرد کو ہم پلہ نہیں سمجھتی یا عورت کے خاندان والے دوسرے خاندان کو ہم پلہ نہیں سمجھتے تو وہ اس رشتہ داری میں اپنی یا اپنے خاندان کی توہین سمجھتے ہیں اس کے پیش نظر فقہاء نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے اسے ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ علامہ ابن عابدین ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

وفی الفتح ان الموجب ھو استنقاص اھل العرف فیدور معہ اور فتح القدیر ہدایہ کی شرح میں ہے کہ کفوء کے تعین کے سلسلہ میں اصل موجب عرفا رشتہ دینے والوں کو کسی طور حسبی یا نسبی حیثیت سے اپنے سے کم سمجھنا ہے لہٰذا اس مدار پر مسئلہ چلے گا۔

امام احمد رضا خان بریلویؒ نے بھی فتاویٰ رضویہ جلد ۵ حصہ سوئم کتاب النکاح میں اسی بات کو قابل اعتبار ٹھہرایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ نکاح میں کفایت معتبر ہے اور کفایت کا مدار عرف پر ہے۔ صاف ظاہر ہے سادات غیر سادات میں رشتہ دینا توہین سمجھتے ہیں اور ان کا یہ خاندانی معمول ہے شذوذ قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہ ہونے پر مولانا مفتی محمد حسین چشتی مہتمم سنی حنفی دارالعلوم عباسپور آزاد کشمیر کو یہ کتاب لکھنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے داد وتحسین پیش کرتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ اور انہیں قافلہ محبان اہل بیت میں شامل فرما کر دین ودنیا کی عزتیں عطا فرمائے۔ آمین

سیّد غلام یاسین شاہ بخاری چشتی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ مخدومیہ کولاہ شریف باغ آزاد کشمیر
جنرل سیکرٹری جمعیت علماء جموں وکشمیر
جنرل سیکٹری جمیعت المشائخ جموں وکشمیر
مہتمم جامعہ چشتیہ دھیر کوٹ آزاد کشمیر
صدر تنظیم المدارس آزاد کشمیر

141

حضرت علامہ مفتی محمد اسحاق نظیری مہتمم جامعہ نظیریہ اسلام آباد خلیفہ دربار موہڑہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ صلوۃ تکون لنا امانا من کل خوف فخرِ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب چشتی گولڑوی مہتمم دارالعلوم سنی حنفی عباسپور آزاد کشمیر و امیر جماعت اہلسنت آزاد کشمیر بہت بڑے متبحر عالم دین ہیں اُن کی بے شمار دینی خدمات ہیں تمام علماء انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ کتاب المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدہ حضرت مفتی محمد حسین صاحب کی تصنیف ہے۔ میں نے اس کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا ہے۔ کتاب نہایت مدلل ہے۔ قرآن، احادیث، اقوالِ فقہاء سے مزین ہے۔ اگرچہ اس عنوان سے بہت کتابیں لکھی گئی ہیں مگر اس میں دیے گئے دلائل و براہین بہت وزنی اور نہایت تحقیقی ہیں۔ مزید یہ کہ اعتدال کا دامن ہر جگہ ہاتھ میں ہے۔ تعصب سے بالاتر رہ کر صرف تحقیق پیش کی گئی ہے۔ حضرت نے مصنف ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ نکاح میں کفوء کے اعتبار کو دلائل حتمی اور یقینی سے ثابت کیا ہے اور غیر کفوء میں نکاح کے انعقاد کو ناجائز قرار دیا ہے اور سیدہ کیلئے غیر کفوء ہونے پر دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں اگر کوئی شخص اس موقف کے خلاف ہو تو اس کو اپنا موقف پیش کرنے کیلئے کافی علم کے ساتھ کسی بڑی لائبریری میں بیٹھ کر کئی برس صرف کرنے ہونگے۔ سونے پر سہاگہ کہ بات محبت اہل بیت سے شروع کی گئی اور تعظیم اہل بیت کو مرکزی نقطہ قرار دیا گیا۔

بھلا کون بد بخت ہوگا جو اہل بیت کی محبت و تعظیم سے بہرہ ہوگا ہاں یہ بد بختی خارجیوں کے حصہ میں آئی ہے ۔ اپنا تو یہ ذوق ہے

خدایا بحق بنی فاطمہ — کہ برقول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامان آل رسول

حضرت شہنشاہ نقشبند خواجہ بہاؤالدینؒ کو ان کے احباب میں سے ایک نے مکاشفہ میں دیکھا اور پوچھا کہ انجام کیا ہوا تو حضرت نے فرمایا بہت اچھا ہوا اور دلیل یہ دی کہ جب نزع طاری تھی اس وقت دل اہل بیت کی محبت سے لبریز تھا۔ یقیناً اہل بیت کے ہم کفو صرف اہل بیت ہی ہو سکتے ہیں دوسرے کسی کو یہ سعادت حاصل نہیں۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست در دست یزید

حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

فقہاء کی عبارات سے یہ سمجھ آتا ہے کہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفوء میں کوئی عورت نکاح کرے تو ولی کو حق اعتراض حاصل ہے۔ یعنی وہ عار دور کرنے کے لیے فسخ کرا سکتا ہے۔ مگر اس عبارت نے تو فیصلہ ہی کر دیا "وعن ابی حنیفة و ابی یوسف انه لا یجوز فی غیر الکفوء لانه کم من واقع لا یرفع" ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہی نہیں۔ یعنی سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ کتنے ہی ایسے واقعات ہوتے ہیں جو عدالت میں پیش ہی

نہیں کیے جاتے۔ یہ حکم عام لوگوں کے نکاح کے متعلق ہے تو پھر خود سوچ لیجئے کہ سیدزادی کا نکاح غیر کفوء میں کیسے منعقد ہوسکتا ہے۔ اور سادات سے اس عار کو پہلے ہی دور کیوں نہ رکھا جائے" انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا" بے شک اللہ تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ نجاست کو تم سے دور رکھے اے اہل بیت نبی اور تمہیں پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔ علماء حق نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اہل بیت کیلئے غیر کفوء کے مسئلہ میں قریب اور بعید کا کوئی فرق نہیں جس طرح ولی قریب کیلئے حق ہے ایسا ہی ولی بعید کے لئے بھی ہے کیونکہ اگر عار ہوئی تو پوری کفو کیلئے ہوگی خواہ اس لڑکی کے قریبی ہوں یا دور سے ہوں۔ پوری زمین پر پھیلے ہوئے سادات کو جمع کر کے کسی معاملہ پر راضی کرنا عادتاً ناممکن ہے۔ لہٰذا یہی فتویٰ بہتر ہے کہ سیدہ کا غیر کفو میں نکاح جائز ہی نہیں تا کہ توہین کی طرف قدم ہی نہ اٹھے اور عار کا معاملہ ہی پیدا نہ ہو۔ فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف للا ثم فان الله غفور رحیم۔ پس جو بھوک میں مجبور ہو گناہ کا ارادہ نہ ہو پس اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ فمن اضطر کا معاملہ اور ہے ایسی مجبوری پہ پوچھ نہیں۔ ہاں البتہ جس طرح دیگر عوام کی تربیت و تعلیم کی ضرورت ہے اس طرح سادات میں بھی تربیت و تعلیم کی ضرورت ہے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سادات سے ہیں مگر سادات کی شان سے ناواقف ہیں وہ ایسی غلطیاں کر گزرتے ہیں۔ طبیعت تو بہت کچھ لکھنے کو چاہتی ہے مگر صحت اجازت نہیں دیتی اللہ تعالیٰ مفتی محمد حسین چشتی صاحب کو اس سعی جمیلہ پر اجر عظیم نصیب فرمائے۔ (آمین)

فقیر ربہ و اسیر ذنبہ محمد اسحاق نظیری

مہتمم جامعہ اسلامیہ نظیریہ اسلام آباد

متوطن بانڈی شریف مظفر آباد

حضرت علامہ مفتی محمود احمد صدیقی کوٹلی آزاد کشمیر

الحمد لله الذی خلق الناس من ذکر و انثی و جعلهم شعوبا و قبائل و نهاهم ان یتفاخروا بالانساب والصلوۃ والسلام علی من ینفع نسبه حین ینقطع الانساب فتقوی نسبه حین ینقطع بهم الانساب وعلی اله و اصحابه و اصحابه و سلم تسلیما۔ امابعد خطیب اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید غلام یاسین شاہ صاحب گولڑوی کے استفسار پر مسئلہ کفوء کے بارے میں چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں موصوف کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب مہتمم جامعہ سنی حنفی دارالعلوم عباس پور نے اس مسئلہ میں کوئی رسالہ لکھا ہے۔ مسئلہ کفو کے بارے میں چند گزارشات پیشِ خدمت ہیں۔

تمہیدی مقدمہ

۱۔ دنیا کے مسلمات اور علوم متعارفہ میں سے ہے کہ کوئی چیز کتنی محبوب اور بہتر کیوں نہ ہو جب وہ اپنی حدود سے تجاوز کر جائے تو مضر ہو جاتی ہے۔ آپ غور کریں کہ پانی اور ہوا جو ہر متنفس کیلئے مدار حیات ہیں لیکن جب اعتدال سے زائد ہوں تو یہی چیزیں مہلک ہو جاتی ہیں۔ دین و دنیا کی تمام خرابیاں جرائم و معاصی بداعمالیاں اور بداخلاقی بے اعتدالی کا نتیجہ ہیں۔ انساب قبائل کی تقسیم و تفریق خداوند کریم کی طرف سے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہے اسی وجہ سے انسان اپنا نشان و پتہ دے سکتا ہے اسی کے ذریعے اپنے اقارب و ارحام کی صلہ رحمی کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ اسی کے ذریعے حقوق صاحب حق تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو انسان کو اپنا صحیح پتہ جس

سے دوسروں سے امتیاز ہو دینا مشکل ہو جاتا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انساب کو نعمت عظمیٰ قرار دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔فجعلہ نسبا و صھرا دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔

۲۔ یاد رہے کہ اسلام کسی بھی ایسی اندھی تقلید کا قائل نہیں کہ حاکم و محکوم خاوند بیوی، باپ بیٹا، مرد و عورت، مجرم و غیر مجرم، مہذب و نا مہذب، شریف و رذیل سب ایک پلڑے میں تلنے لگیں اور ایک لاٹھی سے ہانکیں جائیں۔اس سے نہ صرف دین و مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں بلکہ دنیاداری کا نظام بھی بگڑ جاتا ہے اور زندگی وبال جان بن جاتی ہے۔شریعت اسلامیہ میں مرد کا حق عورت سے دگنا ہونا بنی ہاشم کیلئے ممانعت زکوۃ کا حکم مخصوص ہونا، قریش کیلئے حق خلافت مخصوص ہونا ایسے احکام ہیں جن سے دفعات قانون میں فطری درجات کا لحاظ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔ عرب کو عجم پر اور قریش کو تمام عرب پر فضیلت عطاء فرمائی اور قریش میں بنی ہاشم کو سب سے اونچا رتبہ عطاء فرمایا صحیح مسلم شریف میں حضرت ابن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے ان الله اصطفیٰ کنانة من ولد اسمعیل و اصطفیٰ قریشامن کنانة و اصطفیٰ من قریش بنی هاشم و صطفانی من بنی هاشم۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے بنو کنانہ کو چن لیا۔اور بنو کنانہ سے قریش کو چن لیا ہے۔اور قریش میں سے بنو ہاشم کو چن لیا۔اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب فرمایا۔

۳۔ سادات بنی فاطمہ اور اہل بیت کے فضائل مخصوصہ:۔

مسند احمد اور مستدرک میں بروایت حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی یقبضنی ما یقبضها و یبسطنی ما یبسطها وان الانساب کلها تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی و سببی و صهری اخرجه الحاکم واحمد فی المستدرک۔

تشریح: حضرت شریف سمہودی حدیث مذکور کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ان کا جزو بدن ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کی جزو بدن تو تمام بنی فاطمہ آنحضرت ﷺ کے اجزائے بدن ہو گئے اور یہ ان کے لئے انتہائی درجہ کی شرافت وفضیلت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سادات بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت و شرافت محض دنیاوی اعتبار سے نہیں بلکہ اخروی منازل و منافع کے اعتبار سے بھی ان کو دوسروں پر فضیلت و برتری حاصل ہے اور قیامت میں ان کیلئے اس نسب شریف کا نفع عظیم متوقع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اوصیکم بعترتی خیراً وان موعدهم الحوض۔ کہ میں تمہیں اپنی اولاد کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ وہ حوض پر مجھ سے ملیں گے۔ الغرض باری تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے طبقات انسانی میں باوجود اتحاد جنس ونوع اور اتحادِ شکل وصورت درجات تفاضل قائم فرما دیے ہیں جن کا تعلق کہیں انساب سے ہے اور کہیں پیشوں سے اور کہیں صنعتی تغیرات سے ہے۔

۴۔ کفائت کے معتبر اور ضروری ہونے کا حکم آنحضرت ﷺ نے فرمایا! لا لاتزوج النساء الا الا کفاء ولا یزوجن الامن الا کفاء۔ دارقطنی و بیهقی کہ خبردار عورتیں نہ نکاح کریں مگر ان کے اولیاء اور وہ کفو میں ہی نکاح کریں نیز فرمایا!

تخیرو النطفکم فانکحوا الا کفاء و انکحوا الیہم ۔ یعنی نکاح کیلئے مناسب عورتیں تلاش کیا کرو اور کفو میں اپنی لڑکیوں کو دیا کرو۔

۵۔ معاملاتِ نکاح میں انساب اور پیشوں کے تفاوت کا اعتبار:

نکاح کی غرض و غایت چونکہ امور خانہ داری اور ازدواجی زندگی کو درست کرنا اور حسن معاشرت کے ساتھ سکون و اطمینان کے ساتھ وقت گزارنا ہے اور یہ جب ممکن ہے کہ باہم طبائع میں اتحاد و اتفاق ہو۔ اختلاف طبائع کی صورت میں کتنی ہی کوشش کی جائے حسن معاشرت کا قائم رہنا سخت مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ جس پر روزمرہ کے تنازعات شاہد ہیں اسی لیے شریعت اسلامیہ نے نکاح کے بارے میں زوجین کے اندر کفائت کے اعتبار کو ایک حد تک ضروری قرار دیا ہے۔ جن احوال و اعمال سے طبائع فریقین میں اختلاف پیدا ہو سکتا ہے ان تمام میں یہ شرط ہے کہ زوجین میں مساوات ہو اور چونکہ انساب و پیشوں کے اختلاف سے طبائع میں اختلاف مشاہد و محسوس ہے۔ اس لیے ان دونوں چیزوں میں بھی کفائت و مساوات کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ نسب میں کفائت کا اعتبار:۔

فقہاء اسلام نے اس مسئلہ پر توجہ دی ہے چنانچہ فرمایا گیا روی الحسن عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ عدم جوازہ ای عدم جواز النکاح من غیر کفو و علیہ الفتوی (قاضی خان) اس عدم جواز کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں وجہ عدم جوازہ دفع الضرر عن الاولیاء و فساد الزمان والاصل فی ھذا الباب حدیث علی ثلاث لا تؤخرھا ۔ الصلوۃ اذا اتت و الجنازۃ

اذا حضرت۔ والایم اذا وجدت لها کفوا اخرجه الترمذی والحاکم و صححه واخرجه الدارقطنی والبیهقی مرفوعا۔ اسی لیے حضرات فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ عرب میں غیر قریشی قریش کا کفو نہیں ہو سکتا اور عجم میں کوئی عجمی عربی النسل عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ مثلاً سادات کرام اور شیوخ خواہ صدیقی و فاروقی ہوں یا عثمانی و علوی یا دوسرے قبائل سے ہوں ان کا کفو وہ شخص نہیں ہو سکتا جو ان تمام نسب میں سے نہ ہو بلکہ عجمی النسل ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اشراف کے ساتھ مناکحت کے عدم جواز کی وجوہات کا مختصر تذکرہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ اس میں جہاں اولیاء کو ضرر یا عار لاحق ہے وہاں معاشرے میں عدم توازن اور معاشرتی بگاڑ بھی پایا جاتا ہے نیز امور خانہ داری میں تعطل اور فتنہ و فساد بھی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کیلئے ان تمام اسباب کی رعایت کا حکم دیتا ہے جن سے کسی کا گھر جنت بن جاتا ہے اور ان ذرائع و اسباب کا قلع قمع کرتا ہے، جن سے کسی کا گھر جہنم بن جاتا ہے۔ لہٰذا فقہائے کرام نے کفو میں مناکحت کا حکم دیا ہے اور جہاں نسبی یا کسبی اعتبار سے اونچ نیچ ہو وہاں عدم کفو و مساوات کی وجہ سے عدم مناکحت کا حکم دیا ہے۔

واللہ اعلم و علمہ اتم

مفتی محمود احمد صدیقی کوٹلی آزاد کشمیر

149

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ضلع قاضی سدھنوتی آزاد کشمیر

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ سیدزادی صحیح النسب کا نکاح غیر سید سے ہو سکتا ہے جبکہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک کفو کو نکاح میں بہت اہمیت دی ہے اور کیا سیدہ فاطمی کا کفو کوئی دوسرا بن سکتا ہے؟ بینوا توجروا محمد علی حسنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب و ھو الموفق بالصواب

سوال متذکرۃ الصدر کا مفہوم جو سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ نکاح کے باب میں کفو کی کیا اہمیت ہے۔ فقہائے اسلام نے نکاح کے باب میں کفو کو خصوصی اہمیت دی ہے تاکہ خاندانی نظام میں تطابق اور مودت موجود رہے اور معاشرتی نظام فساد کا شکار نہ ہو۔ تو خاندانی نظام میں بعض خاندان اور پیشے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ اس لیے ایسے حالات اور معاشرتی نظام میں ایک سیادت مآب بچی کا نکاح اس طرح کے لوگوں سے کرنا بالعموم علماء اور صوفیاء کے نزدیک سوء ادبی میں آتا ہے۔

لہٰذا عامۃ الناس اہل اسلام اس کو پسند نہیں کرتے۔ اس کا ارتکاب نہیں ہونا چاہیے جو باعث فتنہ ہے۔ اور" الفتنہ اشد من القتل" لہٰذا جواز عرفی اور شرعی دونوں اعتبار سے یہاں نہیں پایا جاتا۔ اس سے گریز کرنا ہی فقہ اسلامی کا منشاء ہے۔

ھذا ماعندی و اللہ اعلم بالصواب

محمد عبدالقیوم خان ضلع قاضی سدھنوتی

29 اپریل 2002ء

حضرت علامہ مفتی محمد عمر چشتی صاحب

دربار عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

رسالہ المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ سیدۃ مصنفہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین چشتی نظر سے گزرا۔ ماشاء اللہ حضرت علامہ موصوف نے خوب محنت اور انتہائی محققانہ انداز میں زیر بحث مسئلہ پر تبصرہ فرمایا اور حب نبی اور اولاد نبی ﷺ کے اقتضاء کے مطابق تصنیف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔ دربار عالیہ گولڑہ شریف کے مفتی کی حیثیت سے حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ و حضرت سید السادات قبلہ پیر سید شاہ عبدالحق گولڑوی زید مجدہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف اور مفتیان گولڑہ شریف کے نظریات و تعلیمات کے مطابق چند سطور رسالہ مذکورہ اور مسئلہ مذکورہ کے متعلق تحریر کر رہا ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آل نبی ﷺ کی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ گولڑہ شریف دربار پر سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہ ہونے پر بہت سے رسائل مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں۔ مصنف موصوف نے رسالہ ھذا میں آل نبی کے ادب واحترام کا درس دیتے ہوئے انکی بے ادبی سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ چونکہ غیر سید کا نکاح سیدہ سے عرفاً تمام سادات کی توہین و ہتک ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ سادات فاطمی کا علوی بھی کفو نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ کوئی دوسری قوم والا یا گھٹیا پیشے والا ہو جیسا کہ بعض حضرات کا باطل خیال ہے۔ کتب احناف میں کفو نہ ہونے کی علت عرف عام میں حقارت کو سمجھا گیا ہے۔ حضرت قبلہ غوث زماں، سید المحققین،

نائب غوث الوری حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے بھی فتاوی مہریہ میں اسے توہین اہل بیت قرار دیا اور امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ بھی فرماتے ہیں کہ ''مدار کار وجود عار پر ہے یعنی اس مسئلہ کا دارومدار توہین پر ہے جہاں عرفاً عار ہے تو پھر عار ہے کہ عرف کا اعتبار ہے کہ شرعاً وہی عرف مدارکار ہے ''ومن عرف المدار عرف ان الحکم علیہ یدار''

(فتاوی رضویہ۔ جلد۵ صفحہ۵۱۲،۵۱)

اور حکم کا دارومدار اسی پر ہے کہ عرفاً توہین ہے تو شرعاً بھی توہین ہے فرماتے ہیں کہ فان المدار علی وجود العار فی عرف الامصار کما صرح العلماء الکبار۔قال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر الموجب ہو استنقاص اہل العرف فید ورمعہ وفی ردالمختار قد علمت ان الموجب ہو استنقاص اہل العرف فیدورمعہ۔ (فتاوی رضویہ جلد ۵صفحہ ۵۱۲) .

خلاصہ یہ کہ اہل عرف کا عرف معتبر ہے جہاں کہیں عرفاً ھتک ہے تو شرعاً بھی ہتک ہے۔لہٰذا ہتک سے بچنا ضروری ہے کہ اہل محبت کا طریقہ ادب واحترام ہے۔اسی طرح میرے مرشد گرامی حضرت سلطان العارفین قبلہ بابو جیؒ کا نظریہ بھی گویا یہ تھا۔

وفی مذھبی حب النبی و آلہ وللناس فیمایعشقون مذاھب

صوفیاء کا طریقہ نبی اور آل نبی کی محبت اور ادب واحترام ہی ہے۔پھر یہ بھی تعریف کی گئی ہے۔ان النکاح نوع رق۔(فتح القدیر) یعنی نکاح بھی ایک قسم کی غلامی ہے۔نبی کیساتھ استخفاف یعنی ہلکا سمجھنا پایا جاتا ہے۔پھوپھی ،خالہ،اور بہن وغیرہ سے

نکاح کی حرمت تعظیم اور استخفاف سے بچنے کے طور پر ہے اور استفراش میں بھی استخفاف ہے (تبیین الحقائق صفحہ ۱۰۰ جلد ۲) جن رشتہ داروں کی تعظیم ضروری ہے۔ انکو استخفاف سے بچنے کے طور پر ہے اور استفراش سے بچنا ضروری ہے کیونکہ وہ ذی رحم اور محرم ہیں، اس لئے ہم امتیوں پر سادات کی تعظیم ضروری ہے۔ اور استخفاف سے انہیں بچنا ضروری ہے۔ سیدہ فاطمیہ کا غیر سید سے نکاح ورثاء کی رضا مندی سے ہو تو بھی ناجائز ہے۔ فلا ارى جواز [illegible]

بغیۃ المسترشدین مصری صفحہ نمبر ۱۹۴۔

یعنی یہ نکاح جائز نہیں اگرچہ خود سیدہ اور اسکے ورثاء راضی بھی ہوں۔ راقم کے نزدیک شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ سیدہ اور اسکے ولی کا رضا مند ہونا نہ دیکھا جائے بلکہ نسبت رسول اللہ ﷺ کو ملحوظ رکھا جائے۔ جیسا کہ اگر کوئی باپ اولاد کو یہ حکم دے کہ میری توہین کرو اور میرے سر پر جوتے مارو تب میں راضی ہوں گا۔ تو یہاں باپ کی رضا کو نہیں دیکھنا بلکہ توہین کو دیکھنا ہے۔ اکثر علماء اہل سنت کے نزدیک جن میں بڑے اکابر علماء سادات کرام ہیں رضا مندی کی صورت میں بھی نکاح جائز نہیں جیسا کہ مفتی محمد حسین چشتی صاحب نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ قائلین جواز بھی سیدہ کے اولیاء کو فسخ کرانے کا اختیار دیتے ہیں۔

بعض لوگوں کا یہ اعتراض بھی درست نہیں کہ قرآن مجید میں محرمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا "تم پر حرام کی گئیں۔ تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ

پلایہ، رضاعی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں، تمہاری مدخولہ بیویوں کی بیٹیاں، (ربائب) دو بہنوں کا اکٹھا کرنا، شوہر والی عورتیں، اسکے علاوہ فرمایا احل لکم ماوراء ذالکم یعنی انکے سوا باقی تمہارے لیے سب حلال ہیں۔ تو سیّدہ غیر سیّد کیلئے ان تیرہ متذکرہ بالا محرمات کے سوا ہے۔ قرآن مجید سے حلال ہونا ثابت ہوا۔ اور قرآن مجید کے مقابلے میں کسی کا فتویٰ، قول اور تحقیق معتبر نہیں۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے۔

۱) کہ اگر کسی شخص کی چار بیویاں ہوں۔ تو اس کو پانچویں عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ یہ پانچویں ان تیرہ محرمات مذکورہ میں سے نہیں ہے۔

۲) رابعہ مطلقہ کی عدت میں دوسری سے نکاح جائز نہیں۔ حالانکہ یہ محرمات مذکورہ میں سے نہیں۔ ۳) کوئی شخص اپنی منکوحہ کی بھانجی (۴) عینی (۵) علی (۶) خیفی۔ یوں ہی (۷) بھتیجی (۸) عینی (۹) علی (۱۰) خیفی سے نکاح نہیں کرسکتا (۱۱) اس طرح بیوی کی خالہ (۱۲) عینی ۱۳) علی (۱۴) خیفی (۱۵) بیوی کی پھوپھی (۱۶) عینی (۱۷) علی (۱۸) خیفی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ جمع بین المحارم حرام ہے علی ھذا القیاس (۲۰،۱۹) بیوی کی نانی اور دادی کی اخوات (۲۲،۲۱) عینیہ (۲۴،۲۳) علیہ (۲۵۔۲۶) خیفیہ سے نکاح کرنا حرام ہے

جبکہ یہ 26 ان تیرہ محرمات کے سوا ہیں۔ محللین نکاح محرمہ مخصوصہ متنازعہ فیھا میں ان 26 کو حلال کیوں سمجھتے اور واحل لکم ماوراء ذالکم۔ میں داخل کیوں نہیں کرتے نیز واحل لکم ماوراء ذالکم۔ عام مخصوص البعض ہے اور مذہب مختار میں عام مخصوص البعض میں قطعیت ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا مفتی صاحبان کا

اعتراض مذکورہ بالا تصریح کے پیش نظر ختم ہو گیا اور اس آیت سے دلیل لانا باطل قرار پایا۔ مختصر یہ کہ پیران عظام گولڑہ شریف و مفتیان گولڑہ شریف سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز نہیں سمجھتے حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے محققانہ انداز میں رسالہ تحریر فرما کر قابل قدر خدمت سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف مفتی محمد عمر چشتی عفی عنہ

مفتی و خطیب آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ

گولڑہ شریف۔ اسلام آباد

155

حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز عباسی صاحب

سابق رجسٹرار شریعت کوٹ آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین العاقبۃ للمتقین والسلام علی رحمۃ للعالمین و علی جمیع الانبیاء والمرسلین لا سیما علی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فیقول العبد المفتقرالی رحمۃ ربہ العزیز محمد عبد العزیز العباسی والھا شمی نسباً والحنفی مذھبا و الچشتی مشرباً والقاضی منصباً سابقاً فی دار القضاء والافتاء مظفر آباد آزاد کشمیر۔

میرے پاس اہل سادات کے چشم و چراغ سلف صالحین کے آثار و یادگار تشریف لائے جو حضرت علامہ پیر سیّد نذیر حسین شاہ صاحب گیلانی مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ سیٹھی باغ اور حضرت علامہ خطیب اہل سنت پاکستان و آزاد کشمیر پیر سیّد غلام یاسین شاہ صاحب بخاری زیب و زینت آستانہ عالیہ کلاہ شریف باغ اور حضرت علامہ سیّد طفیل حسین شاہ صاحب کاظمی پر مشتمل ایک وفد تھا جو علمی دنیا میں کسی تعارف و القاب کے محتاج نہیں انکے نام ہی شہرہ آفاق اور بذات خود تعارف ہیں۔

ان حضرات نے تحریرات کا ایک مجموعہ فائل پیش کی اور ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے پیش لفظ/حرف آغاز کے طور کچھ تحریر کردو۔ یہ سن کر میں حیران و ششدر ہو کر رہ گیا کیونکہ مجھے اپنی بے بضاعتی اور قلت علمی کا بخوبی علم اور اندازہ تھا جس کا ان حضرات شگوفہ ہائے سادات کو احساس تک نہ تھا من آنم کہ من دانم کے باوصف سر تسلیم خم کرنا ہی پڑا۔ کیونکہ میری معذرت خواہی بار آور ثابت نہ ہو سکی اس لیے بھی کہ میں سادات کا قطمیر اور کوچہ اہل بیت

اظہار کا سگ حقیر ہو کر فخر محسوس کرتا ہوں قطمیر کی نسبت اصحاب کہف سے اور میری اہل سادات سے یقیناً یہی نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

تحریرات کا مجموعہ ملاحظہ کیا جو نہ صرف تقاریظ اور کتاب بلکہ ایک ایک مقالہ ایک مستقل کتاب کی صورت میں نظر آیا اگر اس کو مجموعہ رسائل کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ جس میں نمایاں مقالہ (تقریظ) حضرت علامہ مفتی کشمیر استاذ العلماء رفیق مکرم سید محمد اشرف شاہ صاحب کاظمی کا ''نسبی امتیازات'' تھا۔

دوسرا مقالہ (تقریظ) خطیب پاکستان کا تھا اور تیسرا حضرت علامہ طفیل حسین شاہ صاحب کاظمی کا اور چوتھا حضرت علامہ قاضی لطف الرحمٰن کا پانچواں تقریظ کا سبب بننے والی کتاب (المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ) مولفہ حضرت علامہ فخر اہل سنت مولانا مفتی محمد حسین صاحب چشتی جو کسی تعارف والقاب کے محتاج نہیں۔ راقم نے انکو قریب سے دیکھا ہے عرصہ دراز کی رفاقت ہے وہ تحقیق و تدریس میں ید طولیٰ رکھتے ہیں آپ نے جس انداز میں استدلال پیش کئے ہیں انتہائی دل نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ متذکرہ اہل علم کی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور یہ سعی صدقہ جاریہ ثابت ہو تاکہ سعی محض ہی ثابت نہ ہو بلکہ بار آور بھی ہو۔

مسئلہ زیر بحث انتہائی نازک اور اہم ہے اس میں اہل علم نے مختلف پہلوؤں پر طبع آزمائی کی ہے۔ ظاہر الروایات اور نادر الروایات پر تحقیق باندازِ دقیق فرمائی ہے اس میں اختلاف بھی ہے اور اتفاق بھی یہ محض رشتہ ازواج کا معاملہ نہیں ہے کہ جائز اور ناجائز کہہ کر جان چھوڑالی جائے اور نہ ہی یہ محض عقیدت و محبت کا مسئلہ ہے بلکہ اس

میں عظمت رسول ﷺ اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت وعظمت کا معاملہ ہے۔ جس پر ایمان کا دارومدار ہے۔

الکفاء فی الزواج تعریفها الکفاء ۃ والکفاء هی المساواۃ المماثلة والکفو او اکفاء المثل والنظیر رشتہ ازواج میں خاندان کی برابری مساوات ونظیر ہے۔

والمقصود بها فی الزواج ان یکون لزوج کفوا لزوجته مساویاً لها فی المنزلة ونظیرالها فی امر کز الاجتماعی والمستوی الخلقی والمالی ۱۲ فقه ج ۲ مطبوعه بیرت۔ رشتہ ازواج کی ابتدا حضرت آدم علیہا السلام سے ہوئی اور خاندانی امتیاز واعتبار انکے صاحبزادگان ہابیل اور قابیل سے چلا جو جاری ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا جو مختلف مذاہب وادوار میں متوارث چلا آرہا ہے۔ جو تاریخ کے اوراق میں شعوب وقبائل کی صورت میں محفوظ ہے جسکی بنیاد خیر وشر پر رکھی گئی ہے۔ اس میں علم وجہل کو کسی قسم کا عمل دخل نہیں ہے۔

یری جمهور الفقهاء ان الکفاء ۃ حق للمرء ۃ والا ولیاء فلا یجوز للولی ان یزوج المرء ۃ غیر کفوء الا برضاها ورضا سائر الا ولیاء لان تزو جها بغیر الکفو فیه الحاق عاربها وبهم الح فقه السنه ج ۲ مطبوعه بیروت۔

یعنی جمہور فقہائے کرام کے نزدیک کفو (خاندان) کے اعتبار کا حق صرف عورت اور اس کے وارثوں کا ہے۔ کسی ایک وارث کو یہ حق نہیں کہ وہ عورت اور اس کے جملہ وارثوں کا حق انکی رضامندی کے بغیر استعمال کرے۔ کیونکہ غیر خاندان میں رشتہ ازواج طے کرنے سے عورت اور اس کے خاندان (وارثوں) کی تحقیر وتذلیل ہو

سکتی ہے۔جواز اور عدم جواز کا اختلاف عام حالات میں نہیں ہوتا ہے بلکہ بعض
اضطراری حالات و واقعات میں ہے۔جس میں اہل علم نے طبع آزمائی فرمائی ہے اللہ
تعالیٰ نے اپنی طرف سے رحمتہ للعالمین ﷺ کی ازواج مطہرات کوارشادفرمایایانساء
النبی لستن کاحد من النساء۔اے نبی کی بیویوں تم عام عورتوں کی طرح نہیں
ہو۔قرآن مجید آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا مجموعہ ہے۔ان جیسا کوئی نہیں اور نہ ہوسکتا
ہے اور انکی اولاد اور اہل بیت اطہار بے مثل ہیں ان کی ہمسری و مماثلت خاندانی طور پر
ناممکن ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ جن کی رائے کی تائید خدا خود کرے اور انکی جانب سے
انتقام بھی لے ان سے برابری محض ایک گمان تو ہوسکتا ہے مگر حقیقت نہیں۔

ان العباس و حمزةؓ تفاخر افقال حمزة انا خیر منك لانی علی عمارة الکعبة
و قال العباس انا خیر منك لانی علی سقایة الحاج۔فقالا الی الا بصح و
نتحاکم الی اول رجل نلقاه فوجدا علیاً رضی الله عنه فتحاکما علی یدیه
فقال انا خیر منکما لا نی سبقتکما الی الا سلام فاخبرا النبی ﷺ بذلك
فضاق صدره لا فتحاره علی عمیه فانزل الله تعالیٰ تصدیقا لکلام علی و
بیانا لفضله۔اجعلتم سقایة الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن امن بالله
و الیوم لا حر(الایة) نزهة المجالس ج ۲ مطبوعه مصر۔

یعنی حضرت عباس اور حضرت حمزہؓ ایک دوسرے پر فخر جتانے لگے حضرت
حمزہؓ نے کہا کہ میں آپ سے بہتر ہوں کیونکہ میری ڈیوٹی خانہ کعبہ کی عمارت پر لگی ہوئی
ہے۔حضرت عباس نے کہا کہ میں آپ سے بہتر ہوں کیونکہ میری ڈیوٹی حاجیوں کو

پانی پلانے کی ہے۔دونوں نے کہا چلو چلتے ہیں جو بھی پہلے آدمی ملے اس سے فیصلہ کروا لیتے ہیں چنانچہ چلتے ہوئے پہلے حضرت علیؓ کو پایا تو دونوں نے اپنا مقدمہ پیش کر کے فیصلہ کروانا چاہا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ دونوں سے میں بہتر ہوں اس لئے کہ میں نے آپ سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔اس کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو دی گئی تو بظاہر حضرت علیؓ کی یہ بات پسند نہ آئی کہ ان دونوں چچوں سے بہتر ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کی تاکید وتصدیق اور فضیلت پر یہ آیت کریمہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر) نازل فرمائی۔

سورۃ معارج قرآن مجید کی ۷۰ ویں سورۃ ہے اس کی پہلی آیت سال سائل بعذاب واقع ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں (کنزالایمان ص ۸۲۶) الجامع لاحکام القرآن ج ۱۸ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

ان سائل هنا هو الحارث بن النعمان الفهری و ذلك انه لمابلغه قول النبی ﷺ فی علی رضی الله عنه من كنت مولا ه فعلی مولاه۔ركب ناقته فجاء حتى اناخ راحلته بالا بطح ثم قال يا محمد : امر تنا عن الله ان نشهدان لا اله الا الله وانك رسول الله فقبلناه منك وان نصلى خمساً فقبلناه منك ونزكى اموالنا فقبلناه منك وان نصوم شهررمضان فی كل عام فقبلناه منك وان نحج فقبلناه منك لم يرض بهذا حتى فضلت ابن عمك علينا آهذا شیء منك ام من الله فقال النبی ﷺ والله الذی لا اله الا

ہو ما ہو الا من اللہ فولی الحارث و ہو یقول . اللھم ان کان مایقول محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء و ائتنا بعذاب الیم۔ فواللہ ماوصل الی ناقتہ حتی رماہ اللہ بحجر فوقع علی دماغہ فخرج من دبرہ فقتلہ! فنزلت سال سائل بعذاب واقع۔

مفسر امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ سائل یہاں حارث بن نعمان فہری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کو آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد گرامی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر آیا اونٹنی کو ریت کے ایک ٹیلے کے پاس چھوڑ کر رسالتمآب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر بولا کہ اے محمد آپ نے خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت تسلیم کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے آپ کی طرف سے قبول کرلیا آپ نے کہا کہ پانچ نمازیں پڑھو سو ہم نے اسے بھی قبول کرلیا۔ آپ نے کہا کہ سال میں ماہ رمضان کے روزے رکھنے ہیں سو ہم نے آپکی طرف سے قبول کرلیا آپ نے کہا کہ ہم حج کریں ہم نے یہ بھی قبول کرلیا پھر ان تمام امور کے تسلیم کرنے پر آپ خوش نہیں یہاں تک کہ اپنے چچازاد کو ہم پر فضیلت دے دی یہ سب کچھ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس پر رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے یہ سن کر حارث یہ کہتے ہوئے واپس چلا کہ اے خدا محمد جو کہتے ہیں اگر سچ ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور عذاب نازل فرما۔ راوی کا قول ہے کہ خدا کی قسم حارث ابھی اپنی اونٹنی تک نہ پہنچا تھا کہ اللہ کی طرف سے پتھر اس کے دماغ میں لگا

اور نیچے سے نکل گیا۔ اور حارث اسی وقت ہلاک ہو گیا۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اسی وقت سورۃ معارج نازل ہوئی۔

حضرت علامہ زینت المفسرین السید محمود آلوسی بغدادیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی ج جزء ۲۹ ص ۶۸ مطبوعہ بیروت یہی واقعہ الفاظ کے معمولی ردوبدل سے بیان فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اہل بیت اطہار کے مختلف عنوانات کے تحت تذکرے موجود ہیں یہ وہ حقائق ہیں جن سے صرف نظر نہیں کی جا سکتی آقائے دو عالم ﷺ سے فاطمہ بتول سیدہ نساء اہل الجنۃ کی اولاد کو الگ نہیں کیا جا سکتا نہ اولاد سیدہ کو رحمت دو عالم ﷺ سے جدا کیا جا سکتا جیسا کہ میرے آقاء مولا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے الحسین منی وانا من الحسین امتیاز کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں اشتراک ہو یہاں اشتراک ممکن نہیں لہذا امتیاز ہی امتیاز باقی ہے۔ دلائل کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں اشتباہ ہو بعض امور بغیر دلیل کے تسلیم کرنا بذات خود ایک دلیل ہوتی ہے۔ چند اشارات بکھیر کر میں اہل علم کو نظم کی دعوت دیتا ہوں میں ایک عقیدت مند کے ان اشعار پر اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ برقول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست دامان آل رسول

نیاز کیش مفتی محمد عبدالعزیز عباسی
سابق رجسٹرار شریعت کورٹ

162

استادالعلماء علامہ مفتی عبدالسلام قادری مد ظلہ العالیٰ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ اہل اسلام پر یہ چیز واضح ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت ایمان کی اصل ہے خود سرکار کائنات ﷺ کا ارشاد ہے لا یومن احدکم اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔ کہ اس وقت تک تم سے کوئی کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے والد اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔ اور پھر آپ ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ اہل بیت اطہار سے بھی محبت کی جائے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی (الشوریٰ) تم فرماؤ! کہ اس پر میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت پھر خود آپ ﷺ نے بھی اپنی اہل بیت سے اہل ایمان کو محبت کرنے اور ان کی تعظیم کا حکم فرمایا جس پر کتب احادیث میں کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے لیکر آج تک ہر دور میں اہل ایمان نے محبت و تعظیم اہل بیت اطہر کو اپنے ایمان کا جز سمجھا اور اپنی اولادوں کو اسکی تلقین کی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں کسی بھی علاقہ میں چلے جائیں۔ سادات کرام کا ادب واحترام مسلمانوں کی فطرت میں موجود نظر آئے گا۔ اس لیے کہ یہ وہ خاندان عالیشان ہے جس کا نسب حضرت سیّدہ فاطمہؓ سے خود رسول اکرم نور مجسم ﷺ تک پہنچتا ہے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کا سلسلہ نسب آپ ﷺ

کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے جاری فرمایا اور اس خاندان کو دنیا کے باقی تمام خاندانوں پر شرف وفضیلت عطا فرمائی اور دیگر کوئی بھی قبیلہ اور فرد سادات فاطمیہ کا کفوء وہمسر نہیں۔ سادات کرام کے اسی شرف وفضل اور دیگر کسی قبیلے کے انکے ہمسر نہ ہونے کی بنا پر علماء کرام نے غیر سیّد سے سیدہ کے نکاح کے عدم جواز کا قول کیا ہے۔

۱) یہ کہ اسلام میں نکاح کے باب میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے اور لڑکی کے غیر کفو میں نکاح کی صورت میں اولیاء کو شرعاً حق اعتراض تفویض کیا ہے بنابر اس بات کے کہ غیر کفوء میں لڑکی کا نکاح پوری قوم کیلئے باعث ننگ و عار ہے۔ شرح وقایہ میں ہے و تعتبر الکفاءۃ فی النکاح شرعاً یعنی شرعاً نکاح میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے۔ غیر کفو میں نکاح کی صورت میں بعض فقہاء نے یہ حق کفایت بعض اولیاء کی رضامندی سے کل کی رضامندی تصور کیا ہے مگر امام ابو یوسف کے ہاں بعض اولیاء کی رضا کل کی رضا متصور نہ ہوگی جیسا کہ حاشیہ میں ہے۔ و قال ابو یوسف لا یسقط دفعاً للضرر عنهم فللولی الذی هو مثله ان لا یرضیٰ لانه حق الکل فلا یسقط الا برضا الکل۔ یعنی اگر کچھ اولیاء غیر کفو میں نکاح کی صورت میں رضامندی کا اظہار کر بھی دیں تو اس سے باقی اولیاء کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ معلوم ہوا کہ بعض اولیاء کی رضا کل کی رضا امام یوسف کے نزدیک متصور نہیں اور پھر سادات میں سے سیّدہ کے غیر سیّد سے نکاح کی صورت میں خاندان سادات کے کل افراد کی رضا کا حصول ناممکن ہے اور پھر یہ ایسا حق ہے جس کا تعلق خود حضرت سیّدہ فاطمہؓ سے متعلق ہے اور اس حق کا پامال کرنے میں آپؓ کی تنقیص لازم ہے جو ایمان کے ضیاع کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام

نے اس بارے میں امام حسن کی اس روایت پر فتویٰ دیا ہے جو انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے شرح وقایہ میں ہے روی الحسن عن ابی حنیفۃ عدم جوازہ ای عدم جواز النکاح فی غیر کفوء علیہ فتوی قاضی خان یعنی امام حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی روایت کی ہے اور اسی پر قاضی خان نے فتویٰ دیا ہے۔ کنز کے حاشیہ چلپی میں ہے۔ یجوز النکاح ان کان کفوا والا لا یجوز اصلاً و ھو المختار للفتوی لفساد الزمان و قال شمس الائمۃ روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط۔ یعنی نکاح اگر کفو میں ہے تو جائز ہے اور اگر غیر کفو میں ہے تو اصلاً جائز نہیں اور یہی فساد زمانہ کی بنا پر فتویٰ کیلئے مختار ہے اور امام شمس الائمہ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ امام حسن کی روایت احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ اور دور حاضر میں عدالتوں میں انصاف پسند ججوں کے فقدان اور عادل قاضیوں کے عنقاء ہونے کی بنا پر عوام الناس کے مسائل شرعیہ میں عدم احتیاط کی وجہ سے بصورت اعتراض اولیاء کہاں انصاف ملنے کا امکان ہے اسی بنا پر اس قسم کے نکاح کے عدم جواز کا قول کیا گیا ہے اور یہی احتیاط اور تقویٰ کے قریب ہے اور جہاں سادات کرام کی محبت اور تعظیم ایمان کا جز لاینفک ہے وہاں سیّدہ سے نکاح کا تصور بھی مسلم معاشرہ اور عرف میں غلط تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس پر جملہ اہل ایمان و اہل طریقت کیلئے غوث زمان حضور اعلیٰ قاطع قادیانیت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کا فتویٰ مبارکہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے اور بموجب حدیث رسول ﷺ کہ البرکۃ مع اکابرکم کے اسی فتویٰ پر عمل و قول معتبر ہے۔ اس مسئلہ پر فقیر نے فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد حسین

چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کی تصنیف کو بالاستیعاب مطالعہ کیا اور انکی اس علمی کاوش کو عوام وخواص کیلئے احترام سادات اور سیّدہ کے نکاح غیر سیّد کے مسئلہ کے بارے میں مفید پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے۔

امین بجاہ طٰہٰ ویٰسین علیہ التحیۃ والتسلیم

خادم اہلسنت محمد عبدالسلام القادری

جامعہ غوثیہ مرکزی جامع مسجد کہوٹہ

۳۰۔۰۴۔۲۰۰۲

166

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوئی بھی صحت مند ذہن لوگوں کے مابین فرق مراتب کا انکار نہیں کر سکتا۔قرآن مجید کی متعدد آیات میں اولاد آدم ہونے کے باوجود انسانوں کے مابین فرق مراتب کا بیان انتہائی واشگاف الفاظ میں موجود ہے۔چنانچہ نبی وغیر نبی، صحابی وغیر صحابی، عالم وجاہل، اندھا وبینا، متقی وفاسق اور غلام وآزاد کی تفریق اسی قبیل سے ہے۔پھر محض تقویٰ کو ہی معیار فضلیت گردانا جائے تو وہ عورت جو تمام عورتوں سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے ازواج مطہرات سے افضل ہونی چاہیے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ قرآن نے بصراحت یہ اعلان کیا کہ کائنات بھر کی دوسری عورتیں ازواج مطہرات جیسی نہیں ہو سکتیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ تقویٰ کے ساتھ کوئی دوسری شے بھی معیار فضیلت ہے جو اہل نظر سے مخفی نہیں اور وہ سراپائے فضائل محمد رسول ﷺ کی طاہر و مطہر ذات سے نسبت ہے جو معیار تقوی سے کہیں فائق ہے۔لہٰذا سادات کرام جو آپ ﷺ کا مقدس خون ہیں ان کے ہم کفو ہونے کا کون دعویٰ کر سکتا ہے۔اسی حقیقت کو حضور ﷺ نے بانداز احسن بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل میں سے کنانہ کو۔کنانہ سے قریش کو۔قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو منتخب فرمایا اور میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندانی حوالے سے بھی سب سے افضل ہوں۔یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں نکاح کیلئے کفو شرط قرار دیا گیا ہے۔اور غیر کفو میں نکاح کے عدم انعقاد پر کتب فقہ میں بکثرت عبارات موجود ہیں۔

سیّدہ کا غیر سیّد سے نکاح اس لئے ناجائز ہے کہ غیر کفو میں ہے، پھر ادب و

احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سیّدہ سے غیر سیّد کا نکاح نہ کیا جائے۔اس کے باوجود بھی کوئی ایسا کرنے پر مصر ہوتو کہا جائے گا کہ ایسا کرنے سے بے ادبی اولاد رسول ﷺ کا شائبہ بہرحال موجود ہے۔اور حضور رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی جب کہ انکے درمیان شبہت ہیں جو ان میں الجھا گویا وہ حرام میں جا پڑا۔لہذا سیّدزادی سے غیر سیّد کا نکاح بھی شبہات کی وادی میں گھسنے کے مترادف ہے۔

فاضل مصنف نے سیّدہ سے غیر سیّد کے نکاح کے عدم انعقاد پر محققانہ بحث کی ہے۔جس سے امید ہے کہ شکوک وشبہت کی گرد سے آلودہ فضا صاف ہو جائے گی۔اللہ تعالٰی موصوف کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔اور اس خدمت دین پر جزائے نوروسرور عطا فرمائے۔امین بحرمتہ سیّد المرسلین۔

عبدالحمید مدنی
خادم شعبہ علوم اسلامیہ
گلستان غوث اعظم تلر سیداں

168

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان اللہ رب العزت ہے۔وما کان لکم ان توء دوا رسول اللہ ولاان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً ان ذالکم عنداللہ عظیماً۔(سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۳)

ترجمہ:۔ اور تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ تم رسول اکرم ﷺ کو اذیت دو (خواہ کسی طرح ہو) اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو ان کو بیویوں سے ان کے بعد ابد تک اور بے شک اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی معصیت ہے۔

اللہ رب ذوالجلال نے اپنے حبیب لبیب کو تمام انبیاء ورسل میں ممتاز بنایا پھر آپ کے متعلقین اہل بیت پاک پر درودوسلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔پس آپ کی ذات سب ذاتوں سے افضل ہے اور آپ کا خاندان سب خاندانوں سے اعلیٰ اور آپ کے اہل بیت اطہار سب گھرانوں سے اشرف ہوئے جیسا کہ ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے۔

ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفی قریشاً من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفنی من بنی ھاشم فانا خیار من خیار من خیـــــار (مسلم۔ترمذی) بے شک اللہ جل مجدہ نے اسماعیلؑ کی اولاد سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا پس میں بہترین لوگوں میں سب سے بہترین ہوں۔

آپ ﷺ کا ایک اسم گرامی مصطفےٰ بھی ہے جس کے معنی ہے چنا ہوا جس طرح آپ بے مثل و بے نظیر ہیں اسی طرح آپ کے اہل بیت اطہار بھی بے مثل و بے نظیر ہیں۔آج تک کسی نے اس خاندان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا مگر موجودہ دور

169

میں کچھ ناعاقبت اندیش اس عظیم خاندان کی عظمتوں کو مٹانے اور ان کی بیٹیوں سے شادیاں رچانے کی فکر میں ہیں۔ جب کہ قرآن وحدیث اور فقہائے اسلام نے مسئلہ کفو کی وضاحت فرمادی ہے۔

علامہ حصکفی درمختار میں رقمطراز ہیں (ویفتی) فی غیر الکفوء (بعدم جوازہ اصلاً) و ہو المختار للفتویٰ لفساد الزمان۔ (درمختار صفحہ ۳۰۹ جلد ۲)

آقائے دوعالم ﷺ نے وضاحت سے ارشاد فرمایا ہے۔

۱) عن جابر قال قال رسول ﷺ لا تنکحوا النساء الا من الا کفاء ولا یزوجهن الا الا ولیاء ولا مهر دون عشرة دراهم (مجمع الزوائد صفحہ ۲۷۵ جلد ۴)

۲) ترمذی شریف کی روایت ہے ثلاثة لا تؤخرها و فیه الا یم اذا وجدت کفوا۔ ہدایہ شریف میں ہے۔ و عن ابی حنیفة و عن ابی یوسفؒ انه لا یجوز فی غیر الا کفاء۔

درج بالا آیت قرآنیہ واحادیث مبارکہ اور اقوال فقہائے عظام کی روشنی میں یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ سیّد زادی کا کفو کوئی بھی غیر سیّد نہیں ہوسکتا اور غیر کفو میں نکاح جائز نہیں۔ سادات گرامی امت مرحومہ کے سائبان ہیں انکی بیٹیوں کو مفروشہ بنانا ان کی تحقیر وتوہین ہے ان کی تحقیر درحقیقت ان کے جدّ اعلیٰ کی تحقیر ہے اور یہ کفر ہے۔

سیّد مظفر حسین شاہ کاظمی

مہتمم مرکزی انجمن جماعت اسلام آباد

170

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احقر نے کتاب المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیّدۃ مصنفہ مفتی کشمیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین چشتی کا بغور مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ موصوف نے تحقیق و تدقیق کا حق ادا کر دیا۔ راقم اور اس کے اسلاف اور جملہ مشائخ عظام چشت اہل بہشت کا یہی مسلک ہے کہ نقد صافی ادب سیدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز نہیں۔ اور کوئی بھی غیر فاطمی سیّدہ فاطمیہ کا ہم کفو نہیں ہو سکتا۔ عظمت اہل بیت کے پیش نظر اور فساد زمان کے باعث فقہائے کرام علیہم الرحمۃ نے اس قسم کے نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل بحث فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔

صاحبزادہ محمد سلیم چشتی

سجادہ نشین عالیہ نڑان شریف

ممبر علماء و مشائخ کونسل آزاد کشمیر

171

حضرت علامه سیدمظفر حسین شاہ خطیب گھوڑا گلی تحصیل مری

(مسلک دیوبند)

بسم الله الرحمن الرحيم

باستدلال کتب اہل سنت وفقہ سیدہ حسنیہ حسینیہ کا نکاح کسی غیر سید شخص سے ہرگز جائز نہیں اگر چہ عجمی، عربی، قریشی، ہاشمی، مطلبی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، ہو یا علوی۔ سیدہ حسنیہ حسینیہ کا سوائے سید حسنی حسینی کے کوئی اور کفو نہیں اور غیر کفو میں بنا بر روایت مفتی بہا مختار للفتویٰ نکاح اصلاً منعقد ہوتا ہی نہیں جیسے کہ معتبر کتب حنفیہ میں موجود ہے۔

كما صرح بـه العلامة محقق الشامى وغيره۔ اہل بیت کے کچھ خصائص ہیں جو کسی دوسرے فرد میں نہیں پائے جاتے۔ كما قال علامه يوسف نبهانى فى الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ۔قال الجلال السيوطى فى الخصائص و من خصائصه ﷺ ان آله لا يكافيهم فى النكاح احد من الخلق (صفحہ ٩٠) یعنی علامہ جلال الدین سیوطی نے کہا کہ بے شک آپ ﷺ کی اولاد کا مخلوق میں سے کوئی بھی کفو نہیں۔

والعاشر ان يمنع نسائهم ان يتزوجن الا من اكفاء بشر فخصص على سائر النساء صيانة لانسابهن و تعظيما لحرمتهن۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے تو ثابت کر دیا کہ خلق میں کوئی فرد بھی سیدہ حسنیہ حسینیہ کا کفو نہیں سوائے سید حسنی حسینی کے۔ لہٰذا سیدہ حسنیہ حسینیہ کا نکاح کسی غیر فاطمی شخص سے ہرگز جائز نہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیے۔

رشفة الصادی من بحر فضائل النبی الهادی مصنفه الشیخ شہاب الدین مکی۔ رسالہ المسئلۃ الجیدۃ فی کفائۃ السیدۃ مصنفہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین چشتی فقیر کی نظر سے گزرا۔ ماشاء اللہ مولانا نے بڑی تحقیق سے اس مسئلہ کو واضح کیا ہے۔ اور کتب احادیث اور کتب فقہ اہل سنت سے استدلال پیش کر کے اس اہم مسئلہ کو حل کر دیا۔

سیّد مظفر حسین شاہ کاظمی
خطیب گھوڑا گلی تحصیل مری

173

حضرت علامہ پیر ملک خورشید احمد قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔رسول کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا تھا۔کہ اے علی تین چیزوں میں دیر نہ لگاؤ نماز کا وقت جب آ جائے اور جنازہ جب تیار ہو جائے اور لڑکی جب تو اسکا کفو پا لے۔فقہائے کرام علیہم الرحمتہ نے تشریح کی ہے کہ کفو کے بغیر نکاح صحیح نہیں جملہ متون فقہ اتفاق رکھتے ہیں کہ الکفاءة معتبر فی النکاح کہ نکاح میں کفو معتبر ہے۔کفاءت چھ اشیاء میں ہوتی ہے۔ا۔نسب ۲۔اسلام ۳۔حرفہ ۴۔حریت ۵۔دیانت ۶۔مال

عرب میں کفو نسب میں سمجھی جاتی ہے جب کہ عجم میں اسلام کافی سمجھا جاتا ہے۔اس لیے کہ عجمیوں کے نسب محفوظ نہیں۔اور نسب کے اعتبار سے سادات بنو فاطمہ کا کوئی ہم کفو نہیں۔کہ انہیں جملہ شرافتیں حاصل ہیں۔امام غزالی علیہ الرحمتہ نے احیاء العلوم میں بھی یہی لکھا ہے اور صواعق محرقہ میں ہے۔اشرف الناس اولاد فاطمہ لانهم ینسبون الیٰ النبی ﷺ۔کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے لوگ اولاد فاطمہ ہیں کیونکہ وہ رسول کریم علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اور انکی یہ نسبت دونوں جہانوں میں قائم ہے۔اس لیے کوئی بھی غیر سیّد اولاد فاطمہ یعنی سادات کا ہم کفو نہیں ہو سکتا۔لہٰذا انکی عزت وحرمت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔انکی ہمسری وبرابری کو دعویٰ دارین میں ذلت ورسوائی کا باعث ہے۔مولانا جامی بایں مرتبہ ومقام عرض کرتے ہیں بصدق وصفا گشت بے چارہ جامی۔غلام غلامان آل محمد ﷺ

174

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ستۃ لعنتھم و لعنھم اللہ۔ یعنی چھ قسم کے وہ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اور جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور ہر نبی مقبول الدعا ہے۔ (۱) کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا (۲) اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والا (۳) جبراً قبضہ جمانے دار تاکہ انہیں عزت دے جنہیں اللہ نے ذلیل کیا اور انہیں ذلیل کرے جنہیں اللہ نے عزت دی (۴) اور اللہ کے حرام کو حلال سمجھنے والا (۵) اور میری ال کے متعلق وہ باتیں حلال سمجھنے والا جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے (۶) اور میری سنت کا تارک۔ اس حدیث کے اس جملہ یعنی المستحل من عترتی ماحرم اللہ (مسکوۃ) اس کی تشریح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کی اولاد کی بے حرمتی اور ان پر ظلم و ستم کرنے والا مراد ہے۔ عترت رسول ﷺ اولاد فاطمۃ الزہرا ہے انکی تعظیم داخل فی الدین ہے جب قرب کعبہ کی وجہ سے حرم کی زمین کا احترام ہے تو قرابت مصطفٰے ﷺ کی وجہ سے سادات کرام کا احترام یقیناً لازم ہے (اشعۃ اللمعات) اور غیر کفو میں رشتہ دینے سے فتنہ وفساد کا امکان ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے فقہاء نے غیر کفو میں نکاح کو ناجائز لکھا ہے۔ جس کی علت اولیاء کے لیے ننگ و عار ہے اور اس پر فتوی ہے اور امام احمد رضا خان بریلویؒ نے بھی اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ فان المدار علیٰ عار کہ کفو کا دارومدار توہین پر ہے۔ یعنی جہاں رشتہ دینا باعث استنقاص وتوہین سمجھا جاتا ہو وہاں نکاح جائز نہیں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اہل بیت نبوی کی عزت وحرمت کا خیال رکھیں اور قولاً وفعلاً ہر اس کام سے باز رہیں جس سے انکی شان رفیع میں توہین کا پہلو

نکلتا ہو۔ارشادرسول ﷺ ہے کہ الا و من مات علی حب آل محمد مات مومنا۔یعنی جو مرجائے آل محمد کی محبت میں وہ مکمل ایمان کے ساتھ فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آل نبی کی عزت وعظمت کو برقرار رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

مفتی کشمیر حضرت علامہ مولانا محمد حسین چشتی گولڑوی نے اس موضوع پر محبت اہل بیت میں سرشار ہو کر جو کتاب لکھی ہے وہ یقیناً لائق داد وتحسین ہے اور مفتی صاحب موصوف کی محبت اہل بیت اور آپ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے کتاب مستطاب اس موضوع پر آپکی یادگار تصنیف رہے گی۔اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطاء فرمائے اور ہم سب کو اہل بیت کے دامن کرم سے کامل وابستگی عطاء فرمائے۔

فقط

محمد خورشید احمد قادری

خطیب جامع مسجد حسنین کریمینؓ

مہتمم دارالعلوم حسنین کریمینؓ اسلام آباد

176

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

امابعدٗ ۔

قارئین کرام دنیا میں صرف ایک موضوع ایسا ہے جس پر سب سے زیادہ کام ہوتا رہا ہے اور آئیندہ بھی ہوتا رہے گا۔ یعنی مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس خاص موضوع پر بھی مبذول رہے گی اور وہ ہے تعلیم و تعلم اور درس وتدریس کا خاص عنوان۔ نیز یہ بھی بات مسلمہ ہے کہ تعلیم و تعلم سے جس طرح روز بروز موضوع کی اہمیت واضح ہو رہی ہے وہاں شخصیات کا نکھار بھی اسی ہی چیز کا مرہون منت ہے۔ یعنی کسی شخصیت کے تعارف کا سب سے بڑا ذریعہ یا تو تقریر ہوتی ہے یا اسکی تحریر اور بہترین اسلوب تالیف وتدوین تاہم یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ بعض افراد زمانہ کو تالیفات پر ناز ہوتا ہے۔ جب کہ بعض اعلیٰ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن پر خود تالیفات ناز کرتی ہیں اور علم بھی رشک کرتا ہے۔ انہی نابغہ روزگار اور عظیم شخصیات میں مفتی کشمیر علامہ محمد حسین چشتی کا بھی شمار ہے۔ مفتی صاحب موصوف وطن عزیز پاکستان اور آزاد کشمیر میں عظیم روحانی اور علمی افراد میں جانی پہچانی شخصست ہیں۔

قارئین کرام راقم کا تعارف بھی مفتی صاحب جیسی باکمال شخصیات سے بحوالہ جماعت اہل سنت والجماعت ہوا اور اسی مناسبت سے مختلف تقاریب میں آپکے مختصر اور جامع خطبات سننے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ چند ماہ قبل مظفرآباد میں جماعت اہل سنت کے زیراہتمام منعقد ایک تقریب میں خطبہ استقبالیہ کے حوالہ سے مفتی صاحب نے

جماعت اہل سنت کا تعارف اور اسکی دینی اور علمی خدمات کے حوالہ سے تاریخی پس منظر میں دلائل قاطعہ کی روشنی میں جو مختصر اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا یقیناً اہل علم اور آزمودہ کار سیاست دان بھی ورطہ حیرت میں پڑھ گئے تھے۔ تالیف وتدوین میں مفتی کشمیر کمال درجہ کا تجربہ اور مہارت رکھتے ہیں۔ انکی تصنیفات میں چند ایک کتب کا راقم نے مطالعہ کیا ہے۔ اور اسی تسلسل کے تحت مفتی صاحب نے زیر نظر کتاب سیّدہ سے نکاح کے عدم جواز کے موضوع پر لکھی ہے جو کہ اس وقت بالخصوص علماء اہل سنت کے درمیان بھی وجہ نزاع بنا ہوا ہے اور چند سطحی ذہن رکھنے والے حضرات اس سلسلہ کی تہہ تک پہنچے بغیر جواز کا فتویٰ دیتے ہیں اور اسکے پس منظر اور پیش منظر پر نظر رکھے بغیر عبوری نظر کے تحت فیصلہ صادر کر دیتے ہیں جو کہ یقیناً نسبت رسول ﷺ سے زیادتی کے مترادف ہی ہوسکتا ہے۔ تاہم مفتی صاحب نے زیر نظر کتاب میں مسئلہ مذکورہ کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دلائل کی روشنی میں قرآن وحدیث کے حوالہ جات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحث فرمائی ہے اور قارئین کی علمی تشنگی کو دور فرمایا ہے۔

قارئین کرام دور حاضر کے مولفین کو آپ دو اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔
ایک روائیتی اور عمومی دوسرا ادبی اور تحقیقی مصنف متوخرالذکر مصنفین میں حضرت علامہ محمد حسین چشتی کا شمار بھی ہوتا ہے جنھوں نے انتہائی محنت اور مشقت سے اس کتاب کو ترتیب دیا اور مسئلہ کی نزاکت اور افادیت واہمیت کو زیر نظر رکھتے ہوئے بحث فرمائی بلاشبہ اب یقیناً ناظرین کے علمی ذوق میں نہ صرف اضافہ ہوگا بلکہ معاندین کیلئے بھی مکمل دلائل فراہم ہونگے۔ حضرت علامہ مفتی کشمیر مفتی محمد حسین چشتی عالم باعمل صوفی باصفا ہیں

اور آزاد کشمیر کی مشاہیر شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ آپ حضور ﷺ کے ارشاد مبارکہ کے مطابق اذا رؤا ذکر اللہ کے مصداق ہیں تو بے جا نہ ہوگا بلکہ درست ہوگا۔

نیز یہ بات بھی یقیناً واضح ہے کہ حضرت موصوف کی تصنیفات کا مطالعہ ذوق علم میں اضافہ بھی کرے گا اور معاندین کے جواب میں مکمل راہنمائی فرمائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں بھی حضرت موصوف کے فیوضات سے مستفید ہونے کی توفیق دے۔ آمین

از قلم

خادم العلماء صاحبزادہ محمد بشیر رضوی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ کنور

من مضافاۃ مظفرآباد آزاد کشمیر

179

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعظیم سادات فاطمیہ، اُمت مسلمہ میں غیر متنازعہ نظریہ ہے اس معاملے میں اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر دور حاضر تک اُمت مسلمہ میں فکری یگانگت نظر آتی ہے۔ اہل حال اسے اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہیں تو اہل قال بھی سادات فاطمیہ سے نیاز مندی کو باعث نجات سمجھتے ہیں۔ اہل باطن اسے نسبت اولیٰ خیال کرتے ہیں تو اہل ظاہر بھی اسے بنیادی عقائد میں شامل رکھتے ہیں۔ غرض اُمت مسلمہ اول تا آخر سادات بنی فاطمہؓ سے نیاز مندی کا برملا اظہار واقرار کرتی دکھائی دیتی ہے۔ زیرِ نظر تالیف آل رسول ﷺ سے مؤلف کی نسبت عقیدت ظاہر کرتی ہے۔ جس عرق ریزی سے مؤلف نے ترتیب وتدوین کی ہے۔ اس کی تحسین نہ کرنا بھی علمی تحقیق سے زیادتی ہوگی۔ کتاب کے آخر میں ''ماخذ و مراجع'' کے عنوان سے کتابیات کی فہرست میں 63 حوالے، مؤلف کی محنت کا ثبوت ہیں۔ اکابر علمائے کرام کے فتاویٰ کا ضمیمہ اس میں ایک اور خوبصورت اضافہ ہے۔ ایسی علمی کاوشیں ہوتی رہنی چاہییں تا کہ آنے والے ادوار میں بھی ''تجدید ایمان'' ہوتی رہے۔

بہ صدق وصفا گشت بے چارہ جامی

غلامِ غلامانِ آلِ محمد

اللھم صلی علی سیّدنا محمد نالنبی الامیّ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم

2 ذوالحجہ 1425 ہجری

یکے از غلام غلامان آل محمد ﷺ

خانقاہ

قاضی محمد امین کاشف

حضرت قاضی قطب الدین چشتی قادریؒ مظفر آبادی

خطیب عیدین مظفر آباد

180

تقریظ

گرامی القدر صدر احترام استاذ العلماء محقق دوراں یگانہ روزگار عالم بے بدل فخر اہل سنت مفتی کشمیر حضرت علامہ مولانا محمد حسین چشتی گولڑوی مہتمم دارالعلوم سنی حنفی عباسپور آزاد کشمیر کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ علماء عصر میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، واعظ، مناظر اور درس وتدریس کا طویل تجربہ رکھتے ہیں فتویٰ نویسی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ترویج مسلک میں آپ کی سعی جمیلہ ناقابل فراموش ہیں۔ اس پرفتن دور میں جہاں قحط الرجال عروج پر ہے آپ کا وجود اہل سنت کیلئے غنیمت ہے زیر نظر کتاب المسئلة الجيدة في كفاءة السيدة، بلاشبہ آپ کے علم وفضل، تحقیق وتدقیق اور محبت رسول ﷺ اور تحفظ ناموس آل رسول کا آئینہ دار ہے۔ کتاب کی تصنیف کی بدولت یقیناً آپ نے آل بیت اطہار کی دربار گہربار میں بازیابی حاصل کر کے عظمت پائی۔ یہ آپ کا گراں قدر کارنامہ ہے۔ حق وسچ کے اس نظریہ کو جس طرح آپ نے دلائل وبراہین سے سپرد قرطاس کیا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ زیر بحث مسئلہ پر کوئی پہلو آپ نے تشنہ نہیں چھوڑا۔ گویا یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ارواح کاملین بالعموم اور بالخصوص حضرت اعلیٰ گولڑویؒ کی مکمل توجہ سے آپ کے ذہن رسا میں مضامین اور دلائل جمع ہو رہے ہیں اور آپ سپرد قرطاس کر رہے ہیں آپ نے جس عرق ریزی اور وضاحت کے ساتھ مسئلہ (سیّدہ کا نکاح غیر سیّد کے ساتھ) کی حرمت کو بیان کیا یہ آپ کی علمی پختگی، بلند فکری، بالغ نظری اور عمیق مطالعہ کا واضح ثبوت ہے۔ اس کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جاسکتا آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

سیّد محمد اشرف شاہ کاظمی (ناظم امور دینیہ آزاد کشمیر)

181

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک سیّد زادے کی فریاد

سیّد امتیاز کاظمی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

نسبتوں کا احترام مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا طرۂ امتیاز ہے، قرآن و سنت کی تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نسبت مصطفوی کا احترام جان ایمان و حاصل کائنات علم و عرفان ہے اور بغیر تعظیم رسالت نجات ناممکن ہے تو ارباب فکر و نظر کو یہ بھی معلوم ہے محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت و عقیدت فطری چیز ہے، دنیائے عشق و محبت میں ہلچل مچا دینے والا مجنوں گلی کے کتوں کے پاؤں اس لیے چومتا ہے کہ وہ کتے کبھی کبھی ان راہوں سے گزرتے ہیں جن پر لیلیٰ کے قدموں کے نشان پڑ جاتے ہیں۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ مجنوں اس سے آگے نہ بڑھ سکا اور چشم فلک نے یہ بھی دیکھ لیا کہ سرور کائنات جان عالمین سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی کے پیالے میں بول مبارک (پیشاب) فرمایا تو حضرت برّہ نے سرکار کا پیشاب مبارک پی لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا لقد احتظرت من النار بحظار اس نے یہ پی کر اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے محفوظ کر لیا ہے (طبرانی، بیہقی، خصائص کبری) ام ایمن نے سرکار کا بول مبارک نوش فرمایا تو بارگاہ رسالت سے خوش خبری مل گئی سنو! انك لن تشتكي بطنك بعد يومك هذا ابدا آج کے بعد کبھی تمہارے پیٹ میں کوئی تکلیف نہ ہوگی (حاکم، دارقطنی، خصائص کبری) کیا دنیا میں کسی محبوب کے محب و عاشق نے ایسا کیا ہے؟ قربان جایئے سرکار کے صحابہؓ کے

جذبۂ عقیدت و وفا شعاری پر! لیکن یہ بھی سوچنا پڑے گا اگر بول (پیشاب) مبارک کی قدر و قیمت اتنی ہے کہ اس کے پی لینے سے دوزخ کی آگ حرام ہو جائے تو پھر ان لوگوں کی عظمت و رفعت کیا ہوگی، ان کا مقام کیا ہوگا جنکی رگوں میں خون رسول ﷺ گردش کر رہا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

بندۂ مومن کیلئے ہر اس چیز کا ادب و احترام فرض ہے جس کا تعلق کسی بھی پہلو سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے حتی کہ فقہائے ملت اسلامیہ نے تو یہاں تک گوہر افشانی فرمائی ہے کہ ـ و قال لنعله نعیل یکفر (الحاوی، قاضی خان) یعنی وہ جوتی مبارک جس کو سرکار ﷺ کے قدموں کو چومنے کا شرف حاصل ہے اس جوتی کی توہین کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر

دائرہ عشق محمد سے جو باہر نکلا بات ایمان کی اتنی ہے کہ ایمان گیا

اگر سرکار ﷺ کے پائے اقدس سے مس ہونے والے چمڑے کی اتنی اہمیت ہے تو آل رسول ﷺ کا ادب و احترام ایک بندۂ مومن کیلئے کتنا ضروری ہوگا اور آل بھی ایسی جنکی محبت و مودت فرض ہے اور جنکے بارے میں زبان رسالت اعلان فرما رہی ہے عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ لفاطمة ان الله غیر معذبك ولا ولدك (طبرانی مجمع الزوائد) حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے فاطمہ اللہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ یاد رہے کہ یہ خوش خبری صرف

سیّدہ کی اولاد کیلئے نہیں بلکہ عقیدت رکھنے والے غلاموں کیلئے بھی ہے۔عن جابر بن عبداللہ قال رسول اللہ ﷺ انما سمیت بنتی فاطمۃ لان اللہ فطمہا و فطم محبیہا عن النار (مسند الفردوس کنز العمال مسند فاطمۃ سیوطی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ نے اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے دور رکھنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔

ہائے دل رو پڑے

ہزار ہا فتاوی جات ایک طرف، سینکڑوں دلائل کا انبار الگ رکھ کر فیصلہ کیجئے کیا سیدہ کائنات سے محبت وعقیدت رکھنے والا یہ گوارہ کر سکتا ہے کہ سیّدہ کا قلبِ اطہر رنجیدہ کرے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے جگر گوشہ مصطفے ﷺ کی ناراضگی ہو اور آپ کی عفت مآب صاحبزادیوں اور شہزادیوں یعنی سادات کی قلبی اذیت وذہنی رنجش ہو جبکہ رسول خدا ﷺ کا فرمان بھی ہے۔ان اللہ یغضب لغضبک و یرضیٰ لرضاک (مستدرک طبرانی) یعنی سرکار ﷺ نے اپنی لختِ جگر کو مخاطب کر کے فرمایا! اے فاطمہ بے شک اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی پر ناراض اور تیری خوشی پر خوش ہوتا ہے۔صوفیاء کرام اور علمائے حق نے سیّد زادی کے غیر سیّد سے نکاح کے ناجائز ہونے کی یہ علت بیان فرمائی ہے کہ اس سے اولاد رسول ﷺ کو دکھ ہوتا ہے اور جو کام آل رسول ﷺ کی تکلیف و پریشانی کا باعث ہو وہ نقلاً وعقلاً حرام ہے۔غیروں سے ہمیں گلہ نہیں ہے، افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو نعلینِ حضور کو اپنے سروں کا تاج بنانے کی تمنا رکھتے ہیں، خاکِ طیبہ کا سرمہ لگانا اپنے لیے باعث نجات سمجھتے ہیں اور باہمہ

اس کے اپنے علم و ہنر کی آڑ میں آل رسول ﷺ یعنی سادات کرام کے دلوں کو رنجیدہ کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں حرمت کیلئے نص صریح کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ایذائے رسول ﷺ بنصِ صریح حرام ہے چاہے اشارۃً ہو یا کنایۃً ۔ احتمال قریب سے ہو یا بعید سے بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ بلکہ جس امر سے ایذائے رسول ﷺ کا صرف امکان بھی ہو وہ امر مباح ہونے کے باوجود حرام ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں مفتی اسلام نے مرقات وشرح مسلم نووی کے حوالہ سے رقم فرمایا بہر حال ایسے حضرات کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ چند گزارشات پیش کرتا ہوں۔

گزارش نمبرا:۔ سیّدزادی کا غیر سیّد سے نکاح کرنے سے سادات کرام کی توہین اور بے ادبی ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ اسے اپنے اعلیٰ وارفع خاندان کیلئے ذلت سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا اس لئے کہ جسے چوٹ لگتی ہے درد بھی وہی محسوس کرتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ زخم تو کسی اور کو آئے اور تکلیف کسی اور کو محسوس ہو یہ فیصلہ کرنے کا حق صرف سادات کو ہے کہ وہ اس طرح کے نکاح کو اپنی تذلیل کا باعث جانتے ہیں یا کہ نہیں؟ ایسے فتوؤں سے ان کو دکھ پہنچتا ہے یا نہیں؟ میں نے اس بارے میں مختلف علاقوں اور شہروں کے سادات سے گفتگو کی ہے، بزرگان دین کی مجالس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میں خالق کائنات کو حاضر وناظر جان کر قسم کھاتا ہوں کہ آج تک کوئی سید ایسا نہیں ملا جو اس طرح کے فتوی کو بُرا نہ جانتا ہو۔ اور ایسا سن کر وہ پریشان نہ ہوتا ہو، جب کسی سیّد کے سامنے یہ کہا جائے کہ سیّدزادی کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے تو اس کے چہرے کے تاثرات سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس

185

فتوے نے اس کے کمزور دل پر کتنی سخت چوٹ لگائی ہے۔اس قسم کے فتوے سے ہزاروں دلوں سے یہ صدا بلند ہوتی ہے' سادات تڑپ تڑپ کر گنبد خضری کی طرف رخ کر کے فریاد کرتے ہیں' اے امت کے غمخوار آقا ہماری خاطر غاروں اور صحراؤں میں جا جا کر رونے والے آقا آپکے کلمہ' پڑھنے والے اپنے آپ کو غلامانِ رسول کہلانے والے کس قدر آپ کی آل کا دل دکھا رہے ہیں اور اہل بیت کی خداداد عزت وشرف کو کم کرنے کیلئے اپنے علم کا کتنا غلط استعمال کر رہے ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچیے اگر کسی چوہدری اور راجے کی بیٹیوں کا ذکر ایسے کیا جاتا، تقریروں اور تحریروں میں ان کو موضوع بحث بنایا جاتا تو آج تک کیا سے کیا ہو چکا ہوتا اگر ہزاروں سیّد زادیوں کی صدائیں کسی ایسے مفتی کے خلاف اپنے نانا جان کی بارگاہ میں پہنچ گئیں تو وہ نجات وشفاعت کیلئے کون سا دروازہ کھٹکھٹائے گا جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے ہیں من ادی اھل بیتی فقد حرم علیہ شفاعتی (الصواعق، نور الابصار) جس نے میرے اہل بیت کو دکھ پہنچایا اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

گزارش نمبر۲:۔ اس قسم کا فتویٰ دینے والے خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس بات سے سادات کرام کو تکلیف ہوتی ہے۔لکھتے ہوئے خود محسوس کرتے ہیں کہ جب سادات میری تحریر پڑھیں گے تو ضرور پریشان ہوں گے تو کیا وہ لوگ جان بوجھ کر آل رسول کی اذیت کا سامان نہیں کر رہے؟ ہوسکتا ہے کوئی یہ کہہ دے کہ شریعت کی بات کرتے ہوئے کوئی ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے ہم دین کی حفاظت کر رہے ہیں شرعی مسئلہ کی تحقیق کر رہے ہیں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ شریعت میں ایک مرد کو

چار شادیوں کی اجازت ہے مگر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کیلئے خاتون جنت موجودگی میں دوسرا نکاح کرنا ناجائز تھا، کیونکہ اس سے خاتون جنت کی تکلیف و اذیت کا امکان تھا، اس وقت تو کسی نے نہیں کہا کہ حضرت علی شریعت کا دیا ہوا حق استعمال کر رہے ہیں اس سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے تو ہوتی رہے حالانکہ خاتون جنت کی اذیت صرف ممکن تھی واقعہ نہیں ہوئی تھی اس لیے یہ مسئلہ بھی فقہائے کرام نے اخذ کیا ہے کہ کوئی کام فی نفسہ جائز بھی ہو مکروہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ایذائے رسول کا سبب بن سکتا ہو تو وہ بھی حرام ہو جاتا ہے اور اس نکاح میں خاتون جنت کے واسطہ سے ایذاء رسول کا امکان تھا۔

خبردار:

سیدنا الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز اپنی حقائق و معارف سے لبریز تصنیف فتوحات مکیہ میں اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قطب کے اسرار میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر (مکر الٰہی) سے واقف ہوتا ہے۔ بعض اوقات کوئی شخص کسی سیّد کی بے حرمتی کرتا ہے، گستاخی کرتا ہے اور اس کا اپنا خیال یہ ہوتا ہے کہ میں شریعت کا دیا ہوا حق استعمال کر رہا ہوں، حالانکہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی رکھتا ہے حقیقت میں خفیہ تدبیر اس کو ہلاکت تک لے جاتی ہے۔ فرماتے ہیں اہل بیت کی حرمت کا خیال نہ کرنے میں مکر الٰہی کی ایک صورت یہ ہے کہ تیرا خیال ہو کہ میں دین و شریعت کی حفاظت کر رہا ہوں۔ نیز فرماتے ہیں ایسے بدبخت لوگ ان اہل بیت کا ادب بھی کرتے ہیں جن سے ان کو فائدے حاصل ہوتے ہیں حالانکہ یہ ادب نہیں بلکہ خواہش نفس کی پیروی ہے

کیونکہ اگر نسبت کا احترام ہوتا تو تمام اہل بیت کا احترام کرتے (فتوحات مکیہ باب ۲۹ الشرف المو بد، فتاوئی مہریہ ص ۱۳۳)

آج یہی صورت ہے، تحقیق کے نام پر نواصب وخوارج نیز بعض مجتہد کہلانے کی خواہش رکھنے والے مدعیان اہل سنت، آل رسول ﷺ کی مختلف طریقوں سے توہین و تنقیص کر رہے ہیں۔ شیخ اکبر نے اس سے بچنے کا طریقہ بھی لکھا ہے اور حقیقت میں انہوں نے اس مقام پر عظمت اہل بیت بیان فرما کر بہت سے حقائق منکشف فرمائے ہیں۔ اہل ذوق حضرات فتوحات مکیہ کے اس مقام کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری آل سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا۔

اے صاحبان علم ودانش:۔ بغض آل رسول ایسا لا علاج اور خطرناک مرض ہے کہ اس کا انجام انتہائی بھیانک ہے۔ جو شخص شہر رسول کی خاک کو سرمہ بنانے کیلئے بیتاب ہو دیار نبی کے کانٹوں کو پلکوں پر سجانے کیلئے بے قرار نظر آئے آیا وہ اولاد رسول جگر پارہ ہائے نبوی کی اذیت ورنجش کا کیسے ارتکاب کر سکتا ہے؟ عن جابر قال خطبنا رسول الله ایها الناس من ابغضنا اهل البیت حشره الله یوم القیامة یهودیاً فقلت یا رسول الله وان صلی و صام؟ قال وان صلی و صام (طبرانی مجمع الزوائد)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! جس نے ہم اہل بیت سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ کرے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ بھی

رکھتا ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر وہ نماز بھی پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو (اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا) ہمیں تسلیم ہے کہ دونوں طرف دلائل موجود ہیں مگر اس مسئلہ میں آپکا ادب واحترام رسول وآل رسول ﷺ کدھر چلا جاتا ہے۔ ادب واحترام ہی تو مسلک اہل سنت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس مسئلہ میں امام اعظمؒ شافعیؒ، امام مالکؒ اور خواجہ گولڑویؒ کو اپنا رہبر و رہنما آپ کیوں نہیں بناتے؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ عالم کفو، ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اتنی گزارش ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ باوجود علم ظاہر و باطن کا بحر بیکراں ہونے کے عربی عورت کا اپنے آپ کو کفوء نہیں سمجھتے تھے لم یر نفسه کفوا للعرب (مبسوط سرخسی جلد ۵) تو پھر کوئی دوسرا شخص علم کی بناء پر سیّدہ فاطمیہ کا کیسے کفوء ہو سکتا ہے۔

گزارش نمبر ۳:۔ آیئے اے محبان اہل بیت! گردش زمانہ کے ستائے ہوئے خاندان نبوت کی بہتری کیلئے کوئی کام کیجئے۔ ان کے درد بانٹیے۔ ان کے سر کو ڈھانپنے کا انتظام کیجئے۔ خاتون جنت کی شہزادیوں کو رداؤں کے نذرانے پیش کیجئے تاکہ محبوب خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ سادات کرام ہر اس عالم کیلئے دل کی گہرائیوں سے دعا کرتے ہیں جو ان کے ناموس کے تحفظ کی بات کرتا ہے۔ اور ہر اس شخص سے بیزار و متنفر ہو جاتے ہیں جو اس کے جواز کی بات کرتا ہے۔

کافی ہے انجمن کو جگانے کے واسطے ۔۔۔ یہ داستان جو قصۂ مختصر میں ہے

الحمدلله!

راقم الحروف کے مرشد طریقت حضرت خواجہ سیّد غلام معین الدین شاہ گیلانی

189

رضی اللہ عنہ المعروف بڑے لالہ جی گولڑوی، اور اساتذہ کرام بالخصوص ملک المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر سیّد غلام محی الدین شاہ کاظمی سلطانپوری قدس سرہ اور محسن اہل سنت قبلہ عالم شیخ الحدیث حضرت پیر سیّد حسین الدین شاہ سلطانپوری کاظمی چشتی قادری مدظلہ العالی کا بھی دریں مسئلہ یہی موقف ہے میرے سامنے ان ہر دو حضرات نے سائلین کے استفسار پر یہی ارشاد فرمایا کہ سیدزادی کا غیر سید سے نکاح جائز نہیں ہے۔

آخر میں مصنف کتاب ھذا مجاہد تحریک تحفظِ ناموس آل رسول ﷺ حضرت علامہ مفتی محمد حسین چشتی گولڑوی دامت فیوضہ القدسیہ کو دل کی گہرائیوں سے اپنی طرف سے اور جمیع سادات کی طرف سے ھدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس نازک دور میں یہ ایمان افروز قدم اٹھایا۔ یقیناً یہ کاوش اہل بیت کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اس کتاب کے سلسلے میں تعاون کرنے والے ہر شخص کے اللہ تعالیٰ دونوں جہان اچھے فرمائے۔

خادم العلم والعلماء

سیّد امتیاز حسین شاہ کاظمی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

190

مسئلہ نکاح سیّدہ اور مسلک اکابر

استاذ العلماء مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی نقشبندی

نحمده نصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

چند دن پہلے حضرت علامہ سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی صاحب ساکن سیالکوٹ ایبٹ آباد (خطیب النور کالونی ، جہاز گراونڈ راولپنڈی) اور جناب سیّد علی اکبر گیلانی صاحب چند احباب کے ہمراہ فقیر کے پاس دارالعلوم غوثیہ رضویہ میں تشریف لائے، آپ کے پاس سیّدہ فاطمیہ کے غیر سیّد سے نکاح کے عدم جواز پر کتاب کا مسودہ تھا جس پر تقریظ لکھنے کیلئے فہمائش کی گئی۔ فقیر نے عرض کیا کہ ہمارے علاقہ چھچھ حضرو ضلع اٹک کی نامور علمی شخصیت حضرت قاضی غلام جیلانی ؒ نے اس مسئلہ پر ایک مدلل و جامع کتاب " حق الایضاح فی شرطیة الکفوء للنکاح " تصنیف فرمائی ہے جو آج سے تقریباً ۹۳ سال قبل ۱۳۳۴ ہجری میں طبع ہوئی تھی اس کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھ سیّد زادی کے ساتھ غیر سیّد سے نکاح کے ناجائز ہونے کو ثابت کیا گیا، اس کتاب پر (عرب وعجم) مکہ معظّمہ مدینہ منورہ بریلی شریف سہارنپور دیوبند، اٹک راولپنڈی ہزارہ صوابی وغیرہ کے تقریباً 200 جید علمائے حق اور مشائخ عظام اولیاء کرام کی تصدیقات ودستخط موجود ہیں جن میں اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا خان بریلوی ؒ، قطب وقت فاتح مرزائیت سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی ؒ، جیسی شخصیات شامل ہیں تاہم بندہ ناچیز بھی تعمیل حکم کے طور پر چند کلمات پیش کر رہا ہے قال رسول

السه ﷺ لا تنكحوا النساء الا من الاكفاء و لا يزوجهن الا الاولياء ہدایہ میں ہے واذا زوجت المرءة نفسها من غير الكفوء ..... الخ ص ۳۲۰ الكفاءة معتبرة في الرجال للنساء للزوم النكاح عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱ و في الينابيع والعالم كفوء للعربية والعلوية و الاصح انه لا يكون كفوا للعلوية غايت السروجي ص ۲۹۰ ظاہر روایت میں تو نکاح درست ہے مگر ولی کوتوڑ دینے کا اختیار ہے اورنوادر کی روایت میں اول ہی سے نکاح باطل ہے اوراسی پر فتوی ہے۔اورآل رسول ﷺ کے ادب واحترام کا تقاضا بھی یہی ہے

اہم تجویز:

میری اپنی تجویز یہ ہے کہ سادات گرامی بھی غیر قوموں میں نکاح سے اجتناب کریں اگر چہ ان کیلئے جائز ہے لیکن اس طرح دوسری قوموں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن سے بچنے کا یہ موثر طریقہ ہے۔

احقر

محمد صدیق

مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ

خالو تحصیل غازی ضلع ہری پور

192

تاثرات

پیکر اخلاص مجسمہ ادب حضرت قاضی محمد رئیس احمد قادری مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ قادریہ ڈھوک قاضیاں شریف، روات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم حضرت سید عظمت حسین شاہ گیلانی صاحب کی ذات ستودہ صفات ہمارے لیے باعث فخر ہے آپ ایک ایسے نوجوان ہیں، جو ہمارے اسلاف کی یادگار ہیں آپ علم، حلم، تقویٰ غرضیکہ بیحد وحساب خوبیوں کے حامل ہوتے ہوئے بھی عاجزی وانکساری کا مجسمہ ہیں مجھ ننگ اسلاف پہ خصوصی شفقت فرماتے ہیں چند یوم قبل آپ نے یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ آپ حضرت علامہ مفتی محمد حسین چشتی، مہتمم دارالعلوم سنی حنفی عباسپور کی تصنیف لطیف "المسئلۃ الجیدۃ فی کفائۃ السیدۃ" کی اشاعت کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ آپ نے مجھے اس کتاب کے حوالے سے تاثرات لکھنے کا حکم دیا سیّد صاحب کا فرمان عالی سر آنکھوں پر لیکن یہ معاملہ میرے لیے تو بہت بڑی آزمائش کا باعث بن گیا اس لیے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مجھ جیسا گنہگار اس قابل کہاں ''کفائۃ السیدۃ'' جیسے نازک موضوع اور اتنی اہم کتاب پر موزوں الفاظ میں اپنے تاثرات پیش کر سکے۔ بالآخر سوچا کہ قبلہ شاہ صاحب کا حکم ہے یہاں سر تسلیم خم کرنا ہی تقاضائے ایمان ہے چونکہ اھل بیت پاک کے ناموس کے تحفظ کا معاملہ ہے لہٰذا چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ تحریر کر دینا سادات کرام کے ساتھ اپنی نسبت کو مضبوط

سے مضبوط تر بنانے اور اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی رضا کے حصول کا سبب بنے گا۔
میرا تو عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ تو مجھے اپنے ماں باپ سے پیدائشی طور پر ورثے میں ملا
ہے کہ ایمان حُبِ رسول اللہ ﷺ کا دوسرا نام ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا
ہے کہ آپ سے منسوب ہر ہر شے، مقام، اور شخصیت سے بالخصوص آپ کے اہل بیت
پاک سے بھی محبت کی جائے اور محبت بھی ایسی ہو جو کائنات کی ہر شے یہاں تک کہ
اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔ اہل بیت کے ساتھ محبت اصلاً حضور ﷺ سے محبت
ہے۔ یہ وہ بارگاہ پاک ہے جہاں محبت بیباک نہیں ہوا کرتی بلکہ ادب کی پابند ہوا کرتی
ہے۔ محبت اور ادب کے یہی حسین اور پاکیزہ جذبے ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ سیّدہ کے
غیر سیّد کے ساتھ نکاح کے حوالے سے اپنے دل، زبان اور قلم کو محتاط رکھیں کیونکہ یہاں
دل کی ذرا سی بھی غفلت، زبان کی ذرا سی بے احتیاطی اور قلم کی ذرا سی بھی جنبش متاع
ایمان کیلئے خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ "دانش جدید" کے علمبردار تو ویسے ہی
ہمارے جسم و جان اور ہمارے ماحول اور معاشرے سے روح محمد ﷺ کو نکالنے کیلئے
ہر لمحہ بیتاب نظر آتے ہیں۔ اب صورتحال اتنی نازک ہو چکی ہے کہ "کفائۃ السیدۃ"
جیسے اہم موضوع کے حوالے سے بڑے بڑے علمی اور روحانی خانوادوں کے بعض
افراد بھی ادب کی حدوں سے تجاوز کر چکے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ میدان ہے جہاں عقل و
خرد کی روشنی کام نہیں دیتی بلکہ یہاں سلامت رہنے کیلئے اپنے آپ کو بقول اقبال
جنون کی کیفیات میں گم کرنا پڑتا ہے اور اپنے آپ کو عشق کی آگ کے دھکتے ہوئے
شعلوں کی نذر کرنا پڑتا ہے۔ الحاد کی تند و تیز ہواؤں کی موجودگی میں خانوادہ

رسالت ﷺ کے فرد فرید جناب سید عظمت حسین شاہ گیلانی نے وقت کی آواز پر لبیک کہا ہے اور زیر تبصرہ کتاب کی اشاعت کی وساطت سے ہمیں وہ سامان فراہم کیا ہے جس کے طفیل ہم متاع ایمان کو بکھرنے سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ تاجدار مدینہ ﷺ کے نعلین پاک کے صدقے قبلہ شاہ صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے اور بارگاہ رسالت ﷺ سے ملنے والے فیوضات کو وسیع پیمانے پر تقسیم کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ امین ثم امین

کوچہء سادات کرام کا ایک گدائے بے نوا

محمد رئیس احمد قادری

ڈھوک قاضیاں، موضع تخت پڑی، تحصیل وضلع راولپنڈی

۸ رمضان المبارک ۱۴۲۷ ہجری

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۶ء

حضرت علامہ محمد حنیف قریشی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ   وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

محسن اہل سنت حضرت قبلہ مفتی محمد حسین چشتی گولڑوی دامت برکاتہ القدسیہ کی تصنیف لطیف المسئلۃ الحیدۃ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ گرامی قدر علامہ سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی صاحب نے اس پر تاثرات لکھنے کا حکم دیا، ایک کم علم و بے بضاعت انسان کیلئے ایسی علمی تحقیق کے بارے میں اظہار رائے کرنا مشکل امر ہے تاہم مسئلہ ناموس خاندان رسول ﷺ کا ہے لہذا اس نیت سے کہ بارگاہ سیدہ زہراء سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا میں مقبولیت ہو جائے اور میری بخشش و شفاعت کا سامان ہو جائے چند الفاظ تحریر کر رہا ہوں۔ مقصد کسی کی دل آزاری نہیں ہے۔

چند سالوں سے عوام و خواص کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث ہے مجوزین و مانعین دونوں کی طرف سے مختلف رسائل، اشتہارات اور بعض ضخیم کتب منظر عام پر آئی ہیں۔ منع کرنے والے بھی اہل سنت ہیں اور جائز قرار دینے والے بھی بدقسمتی سے مدعیان اہل سنت ہی ہیں یوں یہ سلسلہ روز بروز آگے بڑھ رہا ہے مجھ پر کئی محافل میں سوالات کیے گئے اور موقف کی وضاحت طلب کی گئی جن کے موقع پر مناسب جوابات بھی حسب توفیق دیئے گئے۔ آخر اس مسئلے پر تحقیق کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا دنیا میں اور کوئی موضوع تشنہ تحقیق نہیں تھا جس پر خامہ فرسائی اور بحث و مباحثہ کیا جاتا؟ درحقیقت آل رسول ﷺ اور ان سے محبت کرنے والے ہمیشہ سے

آزمائشوں سے دوچار رہے ہیں مختلف ادوار میں مختلف طریقوں اور ہتھکنڈوں سے خاندان نبوت کوستایا جاتا رہا، کربلا کی دردناک تاریخ ہمارے سامنے ہے کہ گلشن نبوت کے نازک پھولوں کو کس بے دردی سے مسلا گیا۔ لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے دیگر افراد خاندان کو قیدی بنا کر گلی کوچوں اور بازاروں میں جلوس نکالے گئے۔ زنجیروں میں جکڑ کر دربار یزید پلید میں پیش کیا گیا جس گھرانے نے دنیا والوں کو کفن کا انظام دیا اس کے شہیدوں کی لاشیں کئی دن تک بے گوروکفن پڑی رہیں

جس نے بچایا خلق کو دوزخ کی آگ سے
افسوس اُس کی آل کے خیمے بھی جل گئے

دربار شام میں بھی ایک یزیدی کتے نے سیّدہ سکینہ بنت امام حسین علیہما السلام کی ذات پاک کے بارے میں اس قسم کی خواہش کا اظہار کیا، تو سیدہ زینب علیہا السلام نے انتہائی غیظ وغضب کا اظہار فرماتے ہوئے اُس گستاخ کا منہ بند کروایا۔ اگرچہ بعض جگہوں پر قرون اولی میں ظالم و جابر حکمرانوں کی رضا و رغبت سے چندواقعات رونما ہوئے مگر جہاں تک ممکن تھا خاندان نبوت نے اپنے امتیازات وخصائص کومحفوظ رکھا امام المورخین ابو الفرج اصفہانی المتوفی ۳۵۶ ہجری نے اپنی تصنیف مقاتل الطالبین میں اور الشیخ جمال الدین احمد الحسنی المتوفی ۸۲۸ ہجری نے عمدۃ الطالب میں نقل فرمایا سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے حضرت عیسیٰ موتم الا شبال بن امام زید شہید حضرت ابراہیم بن عبداللہ المحض کی شہادت کے بعد حکومت کے ظلم وستم سے تنگ آ کر لوگوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے اور کوفہ میں لوگوں کے گھروں میں پانی

بھرتے تھے وہیں پر آپ نے شادی بھی کر لی مگر کسی کو نہیں بتایا کہ میں خاندان رسول ﷺ سے ہوں آپ کی ایک صاحبزادی جب جوان ہو گئیں تو ایک شخص نے جو آپ کی سیرت و کردار سے واقف تھا اپنے گھر میں مشورہ کیا کہ اس پانی لانے والے کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے مانگا جائے آپ کو جب اطلاع ملی تو آپ خاموش ہو گئے کسی کو بتا بھی نہیں سکتے تھے کہ میں سیّد ہوں بہت پریشان ہوئے کہ سیّدزادی بیٹی کو کس طرح غیروں میں بیاہا جائے آپ نے رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی اے اللہ میری بیٹی کو واپس لے لے آپ کی دعا قبول ہوئی اور اسی وقت بیٹی کی وفات ہو گئی اصفہانی کی روایت کے مطابق بعد میں آپ نے فرمایا فلم اقدر علی اخبارها بان ذالك غير جائز ولا هو بكفء لها میں بتا نہیں سکتا تھا کہ سیّدزادی کا غیر سیّد سے نکاح ناجائز ہے اور وہ لڑکا اس کا کفوء نہیں ہے اس کے بعد آپ بہت زیادہ روتے تھے ایک جاننے والے نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اتنے بہادر انسان ہو کر اتنا رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرا رونا جدائی کی وجہ سے نہیں ہے میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ میری بیٹی دنیا سے چلی گئی مگر اس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ انما ابکی رحمة لها انها ماتت ولم تعلم انها فلذة من كبد رسول الله ﷺ (مقاتل الطالبين صفحه ۴۱۰ مطبوعه مصر عمدة الطالب صفحه ۲۸۷)

امام عیسیٰ بن زید نے بچی کی موت تو گوارا کر لی مگر غیروں کے ساتھ نکاح گوارا نہ کیا۔ قابل غور مقام یہ ہے کہ اہل بیت کی شان کسی عام انسان کی سمجھ میں نہیں

آسکتی۔ ابن جوزی مناقب احمد بن حنبلؒ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل سے حضرت مولا مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی عظمت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایھو من اھل بیت لا یقاس بھم احد مولا مرتضی کا تعلق اس گھرانے سے ہے جس کا عام لوگوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا یہاں حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا! نحن اھل بیت لا یقاس بنا احد۔

(ذخائر العقبی ص ۱۷)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں فلو کشف اللہ لک یا ولی عن منازلھم فی الآخرۃ لوددت ان تکون مولی من موالیھم۔ اے دوست اگر اللہ تیرے پردے ہٹا دے اور مقام اہل بیت تجھے نظر آ جائے تو تیری تمنا ہوگی کہ کاش تو ان کے غلاموں کا بھی غلام ہوتا (مکتوبات طیبات مکتوب نمبر ۳۳۶) نیز سیدنا خواجہ گولڑویؒ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی شان بعض قلندران اویسیہ سے پوچھنی چاہیے یعنی جو لوگ براہ راست سینہ نبوت سے فیض حاصل کرتے ہیں وہ مقام اہل بیت سے کچھ نہ کچھ واقف ہو سکتے ہیں (ملفوظات مہریہ ملفوظ نمبر ۱۶۱) معلوم ہوا کہ اہل بیت کا مقام بہت بلند ہے لہذا کوئی ان کی برابری نہیں کر سکتا نیز اولاد فاطمہ علیہا السلام کی محبت دراصل رسول ﷺ کی محبت ہے اور ان کی دشمنی حضور ﷺ کی دشمنی ہے امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی ''البحر المورود'' میں لکھتے ہیں ایک شخص کا شف المغیرۃ نے ایک سیدزادے کو تھپڑ مار دیا اسی رات خواب میں دیکھا حضور ﷺ اس سے ناراض ہیں عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں۔

فرمایا تو مجھے مارتا ہے حالانکہ قیامت کے دن تو میری شفاعت کا محتاج ہوگا اس نے عرض کیا! اے اللہ کے محبوب میں آپ کو کیسے مار سکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا! تو نے میرے بیٹے کو نہیں مارا بلکہ مجھے مارا ہے اور ساتھ ہی کپڑا اٹھا کر دکھایا تو بازو مبارک پر نشان پڑا ہوا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کسی شخص نے ایک سید کو کھدر کا معمولی کپڑا تحفہ دیا اسی رات کو حضور ﷺ کی زیارت ہوگئی دیکھا کہ وہی کپڑا حضور ﷺ پہنے ہوئے ہیں وہ شخص بڑا پریشان ہوا بیچارہ بہت رویا کہ اگر مجھے اس بات کا پتہ ہوتا تو میں زیادہ قیمتی اور اعلیٰ کپڑا پیش کرتا اس کے بعد خواجہ سیالوی نے فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ سیّد کی خدمت کرنے والا محبوب کبریا ﷺ کا منظور نظر ہوتا ہے (انوار قمریہ ص ۹۹) ان دو واقعات سے معلوم ہوا کہ سادات کو خوش کرنے سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوتے ہیں اور ان کو تکلیف دی جائے تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا یہ بیان بھی قابل غور ہے کہ میری پھوپھی صاحبہ اپنے گھر میں لڑکیوں کو پڑھایا کرتی تھیں ایک مرتبہ ایک سیّد زادی بچی ان کے پاس پڑھنے کیلئے آئی اسی رات پھوپھی صاحبہ نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کی تو آپ فرما رہی تھیں ”دیکھو میری بچی کو محبت سے پڑھانا“ تھانوی صاحب لکھتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ اللہ والوں کو اپنی اولاد کا خیال رہتا ہے اور حضور ﷺ کو کہیں زیادہ خیال ہے جیسا کہ واقعہ کربلا کے دن ابن عباس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ پریشان حال ہیں جسم مبارک غبار

200

آ لود ہے اور ہاتھوں میں خون سے بھری ہوئی شیشی ہے فرماتے ہیں! میں حسین علیہ
السلام اور اس کے ساتھیوں کا خون جمع کر کے آ رہا ہوں (امام اعظم شہید اہل بیت از
مفتی شریف اللہ الکوثری دیوبندی) سیدہ کے غیر سید کے ساتھ نکاح کے مسئلہ کو اچھالنا
آل رسول ﷺ اور انکے عقیدت مندوں کیلئے آزمائش وامتحان کی ایک کڑی ہے ہر
دور میں اس پاک گروہ کی دشمنی میں بہت کچھ لکھا گیا ان کے فضائل ومناقب کو متنازع
بنانے کی کوشش کی گئی طرح طرح سے ان کو ستایا گیا مگر اہل بیت پاک نے صبر کا دامن
ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اگر کسی اور خاندان کی بیٹیوں کا ذکر یوں کیا جاتا، گھٹیا لوگوں کے
ساتھ نکاحوں کی باتیں چھیڑی جاتیں، اخبارات میں مضامین لکھے جاتے تو نہ جانے کیا
سے کیا ہو چکا ہوتا۔ بعض بدبختوں اور ملعونوں نے تو بے شرمی و بے غیرتی کی انتہا کر دی
اور یہاں تک بکواسات کر دیئے کہ سید زادی کا نکاح موچی اور جولاہے کے ساتھ بھی
جائز ہے (معاذ اللہ) مجھے یہ کہتے ہوئے کسی قسم کا ڈر نہیں اس لیے کہ اگر آل نبی ﷺ
کا گستاخ و بے ادب ملعون نہیں ہے تو دنیا میں اور کون ملعون ہوگا؟ منطق وفلسفہ کے
پیچ وتاب میں سب کچھ نہیں ہوتا نسبت نبوی کا احترام بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ رسول
عربی ﷺ کی وہ شہزادیاں جن پر نمازوں میں درود وسلام پڑھا جائے، راتوں کو انہیں
فرش غلیظ بنانے کا مشورہ دیا جائے، دن کے وقت منبروں پر آیت مودت اور حب
رسول ﷺ کا درس دیا جائے اور راتوں کو رسول ﷺ کی شہزادیوں پر سواری کی جانے
(معاذ اللہ) یہ کہاں کا ایمان ہے؟ کونسی خدمت اسلام ہے؟ کیا کوئی اہل ایمان یہ گوارا
کر سکتا ہے کہ خاک مدینہ منورہ کو راستے کی عام مٹی میں ملا دے؟ یا آب زمزم کو برتن

دھونے والے پانی میں ڈال دے؟ تو سوچیئے کیا خونِ رسول ﷺ کا مقام معاذ اللہ مٹی سے بھی کم ہے؟ اپنا تو ایمان وعقیدہ ہی یہ ہے!

ہاتھ سے دامن نہ چھوٹے مصطفیٰ کی آل کا
اس گھرانے کے علاوہ تیرا میرا کون ہے
پنج تن کا چاہنے والا ہوں کوئی مجرم نہیں
دنیا والو! ان سے اچھا ان سے اعلیٰ کون ہے

بعض حضرات کہتے ہیں کہ عالم ہو تو سادات کا کفو ہو سکتا ہے۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ وصف علم کی بناء پر کسی عام شخص کو خونِ رسول ﷺ کے ساتھ برابر کر دیا جائے جبکہ علم وصف ہے اور کسبی چیز ہے نسب رسول ﷺ کی فضیلت موہوبی ہے ملفوظات مہریہ کے حوالے سے زیرِ نظر کتاب میں قبلہ مفتی صاحب نے نقل فرمایا ہے کہ کوئی شخص ریاضت ومجاہدات کی وجہ سے یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا تو پھر ان کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں لایجوز للعالم والمتقی ان یصدرای مجلس مقدما علی السیّد الامی والاب الامی لانہ اساءۃ فی الدین عالم اور متقی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ محفل میں غیر تعلیم یافتہ سید یا ان پڑھ باپ سے آگے بیٹھے کیونکہ یہ بے ادبی ہے (عزیز المعظم فی اکرام المکرّم) نیز خواجہ گولڑوی فرماتے ہیں علم کی بغیر عمل کے کوئی وقعت نہیں اس کے برعکس اہل بیت کا شرف ذاتی ہے (ملفوضات مہریہ ملفوظ ۱۸۱) نیز عالم کیلئے صدقات وخیرات وزکوۃ جائز اور سیدہ کیلئے زکوۃ حرام ہے تو برابر کیسے ہو سکتے ہیں اور امام غزالی نے تو فیصلہ کن بات کر دی

(لأن فضيلة نسب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فضيلة حرى من وراء ذلك فقد تقتضي العادة بجبر نقيصة بحيث يبقى العار) نسب رسول ﷺ کی کمی کو کسی دوسری فضیلت کی وجہ سے پورا نہیں کیا جا سکتا عادت کا تقاضا ہے کہ کسی ایک فضیلت کی کمی کسی دوسری فضیلت کی وجہ سے پوری ہو سکتی ہے اس کا جبر نقصان ہو سکتا ہے مگر نسب رسول جس میں نہ ہو وہ کسی دوسری فضیلت کی وجہ سے مکمل نہیں ہو سکتی (الوجیز للامام الغزالی) ان پڑھ آدمی چند سال محنت کر کے اچھا عالم بن جاتا ہے لیکن جو سید نہ ہو وہ ساری زندگی محنت کر کے بھی سید نہیں بن سکتا لہٰذا سید کا کفو بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر غور کا مقام یہ ہے کہ مرد حاکم ہوتا ہے بیوی محکوم ہوتی ہے اس لیے کچھ حقوق لازم ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا النکاح رق نکاح ہے ایک قسم کی غلامی ہے دیکھو تم اپنی بچی کو کس کی غلامی میں دے رہے ہو۔ ھدایہ میں ہے (لأنها مملوكة والزوج مالك) بیوی مملوکہ اور شوہر مالک ہوتا ہے۔ لہٰذا جب نکاح غلامی ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو زیب دیتا ہے کہ اپنے آقا کی شہزادیوں کو لونڈیاں اور محکوم بنا کر ان کی عزت و ناموس کی دھجیاں اڑائیں؟ ان سے گھر کے ہر قسم کے کام کاج کروائیں، خدمت کروائیں اور ساتھ ساتھ غلامی رسول ﷺ میں موت قبول کرنے کے جھوٹے نعرے بھی لگائیں۔ فیا للعجب ولضيعة الأدب، ایمان والوں کے نزدیک تو اس طرح کا تصور کرنا بھی حرام ہے، بد بخت و محروم ازلی لوگ ہی اس طرح کی جسارت کر سکتے ہیں جیسے کہ ایک جواز کا فتویٰ دینے والے

مولوی کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا مہر علی شاہ گولڑوی نے فرمایا ایسے گستاخ اور بے ادب ہمارے پاس آنے کا حوصلہ نہیں رکھتے جو لوگ عترت نبوی سے بے ادبی کرتے ہیں وہ ازلی بد بخت ہیں نہ وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور نہ ہی ہم انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

(ملفوظات مہریہ، ملفوظ ۱۸۱)

بعض بزرگوں کی زبانوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ اس طرح تو سادات کیلئے الگ شریعت ہو جائے گی۔ عرض ہے کہ اسی شریعت میں سادات کیلئے زکوۃ حرام ہے غیر سادات کیلئے جائز ہے تو کیا خیال ہے دونوں کیلئے شریعت جدا ہے؟ دو عورتوں کی گواھی ایک مرد کے برابر، بیٹی کا نصف حصہ بیٹے کا پورا حصہ تو کیا عورتوں اور مردوں کیلئے الگ الگ شریعت ہے؟ لونڈی اور آزاد عورت کے پردے میں فرق ہے، غلاموں اور آزادوں کے احکام مختلف ہیں تو کیا سب کیلئے الگ الگ شریعت ہے؟ خلافت کے حق کیلئے قریشی ہونا ضروری ہے جو قریشی نہ ہو وہ مسلمانوں کا خلیفہ نہیں بن سکتا! تو کیا قریش اور غیر قریش کیلئے الگ الگ شریعت ہے؟ خدارا خاندان رسول ﷺ کی فضیلتوں کا انکار کرتے ہوئے اتنے آگے نہ نکل جائیں کہ اسلام کے سارے نظام پر اعتراضات کا دروازہ کھول دیا جائے۔

﴿قابل توجہ امر﴾

ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی سے نکاح حرام ہے اس کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے امام رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

ذکر العلماء ان السبب لهذا التحريم ان الوطء اذلال واهانة فان الانسان

یستحیی من ذکرہ ولا یقدم علیہ الافی الموضع الخالی و اکثر انواع الشتم لا یکون الا بذکرہ و اذا کان الامر کذالک وجب صون الامہات عنہ الخ نکاح کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نسل کو چلانے کیلئے عورت سے ہمبستری (صحبت) کی جائے اور ہمبستری میں عورت کی توہین اور ذلت ہے کیونکہ وہ مرد کے نیچے فرش بنتی ہے۔ انسان اس عمل کے ذکر کرنے سے بھی شرم محسوس کرتا ہے اور یہ صحبت کا عمل وہاں کیا جاتا ہے جہاں کوئی دوسرا موجود نہ ہو یعنی اس میں عورت کی ذلت ہے، زیادہ تر گالیوں میں بھی اس چیز کا ذکر زبان پر لایا جاتا ہے، چونکہ صحبت جنسی میں عورت کی توہین ہوتی ہے لہٰذا ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے کیونکہ اس کو توہین سے بچانا ضروری ہے۔ اِن رشتوں کا احترام ضروری ہے جس کا احترام فرض ہو اس کی توہین حرام ہے لہٰذا ماں، بہن سے نکاح حرام ہے امام رازی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر ایسی عورت جس کا احترام اور ادب فرض ہو اس سے نکاح کرنا حرام ہے لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اولاد رسول ﷺ کا احترام اور ادب فرض ہے لہٰذا ان کی مستورات سے نکاح حرام ہے تاکہ ان کو اس توہین اور ذلت سے بچایا جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر دوسری عورتوں کیساتھ نکاح کیوں جائز ہے؟ امام سرخسی علیہ الرحمۃ مبسوط میں اس کا جواب دیتے ہیں انما جوز ما جوز منہ لاجل الضرورۃ خلاصہ یہ ہے کہ ماں، بہن، بیٹی سے نکاح کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نکاح غلامی ہے اور نکاح کا مقصد وطی (جماع) کر کے اولاد پیدا کرنا ہے۔ اور اس عمل میں عورت کی ذلت ہے۔ دوسری عورتوں کے ساتھ صرف نسل آدم کے باقی

رہنے کی غرض سے نکاح جائز ہے وہ ضرورت کی وجہ سے ہے جب باہر سے ضرورت پوری ہوسکتی ہے تو اپنے قابل احترام رشتوں سے نکاح حرام ہے۔ کیونکہ ان کو ذلت و توہین سے بچانا ضروری ہے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں چونکہ آپ کی بیٹیاں اور بیٹے ہی تھے اور کوئی صورت نہ تھی لہٰذا ضرورت کی وجہ سے بہن بھائی کا نکاح اس شریعت میں جائز تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس کا احترام فرض و ضروری ہو اس سے نکاح حرام ہے۔ اس کی عزت کو بچانا فرض ہے لہذا ہم کہتے ہیں کہ رسول پاک کی شہزادیوں کا احترام فرض ہے ان کی توہین حرام ہے لہٰذا ان کی عزت و ناموس کی حفاظت لازم ہے اس لیے ان سے نکاح کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اگر اپنی ماں، بہن کی عزت کا بچانا فرض ہے تو رسول پاک ﷺ کے جگر گوشوں پر ہزاروں ماؤں اور بیٹیوں کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے محققین و اولیاء کرام نے اس نکاح کو ناجائز بلکہ حرام فرمایا ہے کیونکہ اس میں خاندان نبوت کی توہین ہے سادات کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے اور عرف عام میں مسلمان بھی اسکو سخت ناجائز اور بے ادبی سمجھتے ہیں۔ بعض نام نہاد حنفی سنی نما ناصبی، حدیث رسول ﷺ اور اقوال فقہاء کو پس پشت ڈال کر کہتے ہیں کہ نکاح میں کوئی غلامی نہیں بلکہ عزت ہوتی ہے اور احترام ہوتا ہے ان سے گذارش ہے کہ یہ عزت آپ رسول اللہ ﷺ کی شہزادیوں کو ہرگز نہ دیں کیونکہ اس سے اولاد رسول ﷺ کو ایذاء ہوتی ہے۔ نیز اگر کل کوئی مغربیت زدہ روشن خیال آپ کی تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی ماں، بہن سے نکاح جکڑ لے کہ میں اس کو عزت دے رہا ہوں کیونکہ یہ عزت کی زیادہ مستحق ہے تو پھر آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟

افسوس ناک امر یہ ہے کہ اگر کسی مولوی کی بیٹی کا ذکر ایسے کیا جائے تو وہ سیخ پا ہو جائے گا اگر کہا جائے کہ فلاں مفتی اسلام، مفسر قرآن یا استاذ العلماء، کی بیٹی کا نکاح عالم یا جاہل، موچی اور جولاہے سے جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کی غیرت جوش میں آئے گی۔ کیا شرم نہیں آتی کہ جس چیز کا ذکر اپنے لئے پسند نہ کریں اس کی نسبت خاندان نبوت کے پاکیزہ افراد کی طرف کی جائے اہل ادب کا ذوق تو یہ ہے کہ اپنی نسبت سرکار ﷺ کی گلی کے کتوں سے کرنا بھی بے ادبی سمجھتے ہیں۔ قدسیؔ فرماتے ہیں!

نسبت خود بسگت کردم و خود منفعلم

زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

جناب مفتی محمد حسین چشتی نے وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نہایت ہی مستحسن اقدام فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات عام فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دیگر علمائے اہل سنت کو بھی مقام اہل بیت اطہار کے تحفظ کا جذبہ عطا فرمائے قاسم فیضان ولایت حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی فرمایا کرتے تھے کہ سیّد اگر خود اپنی عظمت بیان کریں تو لوگ کہیں گے یہ اپنے گھر کی بات کرتے ہیں یہ ہم غلاموں کا کام ہے کہ خاندان رسول ﷺ کی عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے کوشش کریں۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ علمائے کرام ہمیشہ اس طرح جہاد فرماتے رہے ہیں اب تک متعدد تصانیف اس موضوع پر منظر عام پر آئی ہیں۔ بعض میں جزوی طور پر اور بعض میں مستقل طور پر اس مسئلہ کا ذکر ہے خصوصاً جب آج سے ایک سو سال پہلے اٹک میں ایک واقعہ پیش آیا تھا اس وقت کے عالم جلیل قاضی غلام گیلانی علیہ الرحمۃ نے ایک

شاندار کتاب ''حق الایضاح'' تصنیف فرمائی جس میں دلائل قاہرہ سے ثابت فرمایا کہ سیّدزادی کا نکاح غیر سیّد سے سخت ناجائز ہے اگر اس کے والدین اپنی رضا سے ایسا نکاح کریں تو وہ بھی گنہگار اور عذاب خداوندی کے مستحق ہونگے۔ اس کتاب پر عرب و عجم کے تقریباً 200 علمائے کرامؒ اور اولیاء عظامؒ نے دستخط فرمائے اور تصدیقات فرمائیں جن میں تاجدار علم وفضل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلویؒ، سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، علامہ انور شاہ کشمیری، مولوی اعزاز علی دیوبندی، مفتیان حرم مکہ و مسجد نبوی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ لاہور کے ممتاز عالم دین علامہ ابورشید عبدالعزیزؒ نے عزیز المعظم تصنیف فرمائی اور ساتھ ہی جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ بریلی شریف کا فتویٰ شائع فرمایا جس میں سیّدہ کے غیر سیّد سے نکاح کو ناجائز ثابت کیا گیا ہے اس کتاب پر اعلیٰ حضرتؒ کے صاحبزادگان، صاحب بہار شریعت حضرت علامہ امجد علیؒ مناظر اہل سنت علامہ حشمت علیؒ، علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی، سیّدنا پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ، مولانا احمد علی لاہوری دیوبندی جیسے علماء و مشائخ نے دستخط فرمائے یہ کتاب بھی ۱۳۲۱ ہجری میں طبع ہوئی تھی اب چند کتابوں کی فہرست ملاحظہ فرمایئے جن میں سیّدہ کے غیر سیّد سے نکاح کے ناجائز ہونے کا بیان ہے

نام کتاب	نام مصنف
۱۔ رشفتہ الصادی	شیخ شہاب الدین مکیؒ
۲۔ فتاویٰ کبریٰ	امام ابن حجر مکیؒ
۳۔ حق الایضاح فی شرطیۃ الکفوء للنکاح	حضرت قاضی غلام گیلانیؒ

کتاب	مصنف
۴۔ انکشاف الاسرار فی تعظیم آل النبی المختار	حضرت قاضی اسرار الحق حقانیؒ
۵۔ عزیز المعظم فی اکرام المکرم	علامہ ابو رشید عبد العزیزؒ
۶۔ ھدیۃ النجباء	علامہ کرم دینؒ دبیر رئیس بھیں ضلع جہلم
۷۔ فتاویٰ نظامیہ	حضرت علامہ نظام الدین ملتانی
۸۔ فتاویٰ مہریہ	سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ
۹۔ ملفوظات مہریہ	سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ
۱۱۔ [illegible] ام الشعائر	حضرت علامہ سید عبد القاضی قادری جماعتیؒ
۱۲۔ مطالع الانوار	حضرت علامہ زکریا بنوری پشاوریؒ
۱۳۔ حسب ونسب جلد ۵ مکمل	حضرت مفتی غلام رسول جماعتیؒ
۱۴۔ نسب رسول ﷺ	علامہ سیّد محمد یونس کاظمی قادریؒ
۱۵۔ تعظیم الاشراف	حضرت علامہ سید غلام حسن کاظمیؒ
۱۶۔ احقاق الحق والایضاح	علامہ محمد عبد الشکور ہزاروی
۱۷۔ رسالہ محب النبی	استاذ الکل علامہ محب النبی چشتی گولڑویؒ
۱۸۔ حجۃ قویہ	علامہ عبد الرحمن میرپوری چشتی گولڑویؒ
۱۹۔ بغیۃ المسترشدین	مفتی مصر الشیخ عبد الرحمن الخضریؒ
۲۰۔ عترت رسول ﷺ	علامہ سیّد محمد یعقوب شاہ
۲۱۔ نسبت خیر البشر ﷺ	حضرت علامہ صاحبزادہ محمد از ہر بکوٹ شریف
۲۲۔ تحقیق الحق	حضرت علامہ عبد الحی بن الشیخ الجامع غلام محمد گھوٹوی
۲۳۔ اعانت السادات	علامہ سیّد زین العابدین بخاری
۲۴۔ کشف الغمہ	امام عبد الوہاب شعرانیؒ

۲۵۔ابتغائے ادب	حضرت علامہ محمد عمر چشتی گولڑوی
۲۶۔خطبات نعیمہ	علامہ حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمیؒ
۲۷۔فتاویٰ مفتیان گولڑہ شریف	استاذ الکل علامہ محب النبی و دیگر علماء کرام
۲۸۔سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے	علامہ مفتی اسحاق محمد چشتی
۲۹۔مطبوعہ اشتہار	علامہ عبدالحی و حضرت مولانا محمد اسحاق مانسہروی
۳۰۔عبادالرحمٰن (تذکرہ مشائخ بھرچونڈی)	علامہ محمد فاروق القادری
۳۱۔فتویٰ نکاح سیّدہ	استاذ العلماء قاضی عبدالجلیل ہزاروی فاضل سہارنپور
۳۲۔ناموس سادات	علامہ سیّد صفدر علی شاہ گجرات
۳۳۔عظمت سادات	علامہ فضل عباس ہمدانی
۳۴۔شرح موطاء امام محمدؒ	علامہ مفتی محمد علیؒ (صاحب تحفہ جعفریہ)
۳۵۔فتاویٰ جماعتیہ	مفتی غلام رسول جماعتی
۳۶۔مجموعہ الفتاویٰ انوار شریعت	چار اکابر اہل سنت و جماعت
۳۷۔الصبح الصادق فی فضائل الجعفر الصادقؒ	علامہ غلام رسول نقشبندی جماعتی
۳۸۔الامام زین العابدین	علامہ غلام رسول نقشبندی جماعتی
۳۹۔الحبل المتین فی تباع السلف الصالحین	علامہ سعید الرحمٰن حنفی

حضرت شیخ الجامعہ فقیہ العصر استاذی المکرم علامہ سیّد غلام محی الدین شاہ صاحب سلطانپوریؒ نور اللہ مرقدہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس مسئلہ میں ہمارا مسلک وہی ہے جو اعلیحضرت گولڑویؒ اور قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کا تھا یعنی سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کا نکاح ناجائز ہے۔

اور سیدی محسن اہل سنت شیخ الحدیث پیر سید حسین الدین شاہ صاحب کاظمی ساقانپوری دامت برکاتہم کا بھی یہی موقف ہے جن کی تربیت سے لاکھوں افراد امت کو ادب اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دولت نصیب ہوئی اور آپ ہی کے فیض نظر سے اس عاجز کو یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نسبت نبوی کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ یہ کتاب ہر مسلمان تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ اپنے خاندان احباب اور بچوں کو پڑھ کر بار بار سنائیں کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ (۱) اپنے نبی ﷺ کی محبت (۲) آپ ﷺ کے اہل بیت کی محبت (۳) قرآن مجید پڑھنا۔

گدائے در بتول سلام اللہ علی ابیھا و بعلھا و ابنیھا و علیھا

محمد حنیف قریشی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
خطیب جامع مسجد سیدہ آمنہ ڈھوک علی اکبر راولپنڈی
بانی وسرپرست اعلیٰ شباب اسلامی پاکستان
17 اکتوبر، 2006ء

حضرت علامہ صاحبزادہ ابو الکلیم نفیس احمد قادری فاضل جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

بانی و مہتمم دارالعلوم قادریہ رضویہ اسلامیہ فیصل کالونی راولپنڈی

جس مسئلہ پر مفتی کشمیر حضرت مفتی محمد حسین چشتی صاحب نے زیر نظر کتاب میں بحث فرمائی۔ یہ وقت کی اہم ضرورت تھی مفتی صاحب ایک عظیم عالم دین اور کامل صوفی ہیں آپکا یہ قدم اہلسنت کے لیے بڑا اعزاز ہے۔ اس کی اشاعت کا کام فاضل جلیل صاحبزادہ سید نعمت حسین شاہ صاحب گیلانی کی شب و روز کوشش سے ہو رہا ہے شاہ صاحب اہلسنت کا اثاثہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو شرف قبول عطا فرمائے۔

جامعہ رضویہ کے تعلیمی دور میں استاذی المکرم حضرت شیخ الجامعہ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب سلطانپوری نور اللہ مرقدہ سے دوران سبق جب کبھی ہم اس مسئلہ کے بارے میں سوال کرتے تو آپ فرماتے تھے بیٹا! اس مسئلہ میں ہمارا موقف اور مسلک وہی ہے جو اعلحضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ کا تھا یعنی سید زادی سے غیر سید کا نکاح ناجائز ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ حقائق کو سمجھ کر تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خادم اہلسنت، گدائے در اہلبیت اطہار **نفیس احمد قادری**

۱۳ اکتوبر ۲۰۰۶ء ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۷ ہجری جمعۃ المبارک

212

ازعزت مآب جناب سیّد علی اکبر گیلانی چشتی زید مجدہٗ ڈائریکٹر آل حسن اکیڈمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق ذوالجلال نے اپنی حکمت کاملہ اور قدرت مطلقہ سے کائنات ارضی و سماوی کے ہر طبقے کے اندر درجہ بندی فرمائی ہے۔ زمین ہی کو لیجئے اس میں بھی ادنیٰ و اعلیٰ کا ایک تصور ہے۔ اور کتاب حکمت میں خالق خود اس فلسفہ کو یوں بیان فرما رہا ہے۔ "والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا کذلک نصرف الآیات لقوم یشکرون (اعراف ۵۸)

ترجمہ۔ پاکیزہ اور عمدہ زمین کی پیداوار اپنے رب کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور خبیث و بنجر زمین میں سوائے معمولی گھاس پھونس کے کچھ نہیں اگتا اسی طرح مختلف طریقوں سے ہم شکر گزار قوم کے لیے نشانیاں بیان کرتے ہیں۔ آسمان سے بارش تمام زمین پر برابر برستی ہے، مگر جتنی عمدہ و زرخیز زمین ہوتی ہے فصل بھی اتنی اچھی ہوتی ہے گلستان میں بارش کے فیضان سے طرح طرح کے خوشبودار پھول اور پھل پیدا ہوتے ہیں مگر وہی بارش جس وقت بنجر و ویران شور والی میں پر برستی ہے تو گھاس پھونس اور جھاڑیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مومن کے قلب کی زمین بڑی زرخیز ہوتی ہے، اس کے پاکیزہ قلب میں انوار و تجلیات پیدا ہوتے ہیں اور کفار و منافقین کے خراب دلوں پر سوائے وسوسوں اور خیالات فاسدہ کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ سیّدنا سعدیؒ فرماتے ہیں

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

اچھی استعداد والے فیضان کو قبول کر کے حسب استعداد بلند مرتبہ حاصل کرتے ہیں اور بد فطرت لوگ انکار کر کے اسفل السافلین میں چلے جاتے ہیں اگر چہ رحمت واسعہ کا فیضان تمام جہانوں کے لیے ہوتا ہے۔

تمام اہل ایمان کو فطری استعداد سے نوازا گیا ہے اور حسب استعداد انہوں نے فیضان نبوت سے اپنے ظاہر و باطن کو منور کیا ہے جتنی زیادہ کسی کو مرکزِ فیض اور منبع فیض سے قربت ہوتی ہے اتنی ہی اس میں صلاحیت واستعداد زیادہ ہوتی ہے۔

نبی پاک ﷺ کے وسیع ترین فیضان نبوت حاصل کرنے والوں میں سب زیادہ قبولِ فیض کی استعداد آپ کے صحابہ کرامؓ واہلبیت اطہار کو حاصل ہوئی۔ ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کے مطابق اکتساب فیض کیا اور قرب الٰہی کا بلند مرتبہ پایا۔ خصوصاً حضور ﷺ کے اہلبیت، طہارت و پاکیزگی کی اس منزل پر فائز ہوئے کہ خود خالق کائنات نے ان کی شان میں آیت تطہیر نازل فرمائی اور تا قیامت ان کی ظاہری و باطنی طہارت کا اعلان فرمایا۔ طہارت و نفاست کا یہ عالم کہ سیدہ نساء عالمین فاطمۃ زہراء سلام اللہ علیہا کی ذات گرامی کو جملہ عوارض نسوانیہ سے پاک فرما دیا مولا علی کرم اللہ وجہہ کی طہارت کا یہ مقام کہ خانہء خدا میں ولادت ہوئی

گوہر چوں پاک بود صدف نیز پاک بود

آمد میانہء حرمِ کعبہ در وجود

کعبہ زفیضِ کعبہ صفا داشت لاجرم

بر دوشِ سیّدِ دو جہاں جلوہ می نمود

214

وبدنہ فی الحرم المعصم امّہ   طابت وطاب ولیدھا والمولد

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنی جلیل القدر تصنیف میں صحابہ کرامؓ واہلبیت اطہارؓ کی فضیلت وعظمت کا بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں ''وکسبِ شرفِ ذات وطہارت طینت و پاکیء جوہر ہیچ کس بفاطمہؓ وحسن وحسین ودیگر اہلبیت نرسد (تکمیل الایمان صفحہ ۶۸)

ذاتی شرف، فطری طہارت اور جوہر کی پاکیزگی کے لحاظ سے کوئی بھی سیدہ فاطمہ، حسنین کریمین، دیگر اہلبیت اطہار کے مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا گویا نسبی عظمت ورفعت کے لحاظ سے کوئی بھی خاندان اولادِ سیدہ فاطمہ کا ہمسر وثانی نہیں ہے۔

عزیزم سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی نے بیان کیا ہے کہ غوث زمان قبلہ عالم حضرت سیّد غلام مصطفیٰ شاہ صاحب نقشبندی کاظمی علیہ الرحمۃ طوری شریف (ایبٹ آباد) فرمایا کرتے تھے کہ قبلہ عالم مجدد اسلام خواجہ گولڑویؒ نے اپنے اس کلام میں اولادِ سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کے عدیم الکفو ہونے کا بیان فرمایا ہے

ایہہ مہندی فاطمہؓ حسین دی اے   خون پاک شہید حسینؓ دی اے

ایہہ ہوراں نال نہ رلدی اے   لایا مہندی خون اجل دی اے

''ایہہ ہوراں نال نہ رلدی اے'' کے الفاظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خون رسول ﷺ کا کوئی کفو نہیں۔

امام یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ کا یہ بیان بھی بہت سارے حقائق منکشف کررہا ہے

''امور دینیہ اور عقائد اسلامیہ میں سے اہم ترین امر یہ ہے کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ

ﷺ ہر فرشتے اور رسول سے افضل ہیں آپ کے آبائے کرام تمام لوگوں کے آباء سے اور آپ کی اولاد ہر شخص کی اولاد سے اشرف واعلیٰ ہے کیونکہ ان کا حسب ونسب نبی کریم ﷺ سے وابستہ ہے ہیں آپ ﷺ کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے جو شخص اس محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا اور منافق ہے اور حضور ﷺ کے آباواجداد اور آپ کی اولاد کی محبت آپ ہی کی محبت ہے۔ آپکے آباء کا زمانہ گزر گیا اور ان کے تذکرے باقی ہیں اولاد پاک اس امت کی برکت ہے اور اس کی غموں کی سیاہی کو دور کرنے والی ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر زمانہ میں ان کی ایک جماعت موجود رہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کی بلاؤں کو دور فرمائے"۔ "الشرف المئوبد لآل محمد" امام نبہانی نے یہاں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے لکل خلف من امتی عدول من اھلبیتی ہر دور میں امت کی رہنمائی کے لیے آلِ بیتِ پاک میں سے کوئی فرض ضرور موجود رہے گا ائمہ اہلبیت اطہار کے بعد بانی سلسلہ شاذلیہ سیّدنا ابوالحسن الشاذلی الحسنی، سیّدنا غوث الاعظم الحسنی الحسینی، سیّدنا عبدالعزیز الدباغ الحسنی، سیّدنا داتا علی ہجویری، سیّدنا بہاؤالدین نقشبند بخاری، سیّدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، سیّدنا امیر کبیر علی ہمدانی، سیّدنا پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، فاتح قادیانیت سیّدنا مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدست اسرارھم یہ سب اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افراد ہیں جن کی قربانیوں کی وجہ سے پوری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی اور آخر کار قربِ قیامت میں اسلام کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دے کر ساحل مراد تک پہنچانے والے امام مہدیؑ بھی اولادِ سیّدہ فاطمہؓ میں سے ہوں گے۔

216

آخر میں عرض ہے کہ قبلہ مفتی صاحب نے اس تصنیف کے ذریعے ایک بہت بڑے فتنے کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ طرز بیان نہایت سادہ اور دلنشین ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے اس میں بہت کچھ ہے۔ البتہ جن کے دلوں پر غفلت کے پردے پڑ چکے ہیں ان کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

زمینِ شورہ سنبل برنیارد ‏‏‏‏ درو تخمِ عمل ضائع مگرداں

اس فقیر کی بیعت و ارادت بھی بفضلہٖ تعالٰی حضرت بابو جی گولڑوی قدس سرہ سے ہے ۱۹۵۴ء میں پہلی مرتبہ حاضری کے موقع پر ہی یہ عظیم سعادت حاصل ہوئی۔ قبلہ بابو جی ہمیشہ مسلک مہریہ کا تحفظ فرماتے رہے۔ مفتی صاحب کی اس کاوش سے مرشد کریم کی روح مبارکہ کو یقیناً بے حد خوشی حاصل ہوگی۔

زاویہ نشین سیّد علی اکبر گیلانی ‏‏‏‏ ڈائریکٹر آلِ حسن اکیڈمی راولپنڈی